بی۔ایڈ۔سال اول

(B.Ed. 1st Year)

تدوینِ نصاب

Curriculum Development

کورس کوڈ (BEDD107CCT)

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی۔حیدرآباد۔032 500

نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY

(A Central University established by an Act of Parliament in 1998)

(Accredited "A" Grade by NAAC)

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

شیخ الجامعہ

ڈاکٹر شکیل احمد

نائب شیخ الجامعہ

پروفیسر کے۔آر۔اقبال احمد

ڈائرکٹر

ڈاکٹر محمد افروز عالم

کورس کوآرڈی نیٹر

خود اکتسابی مواد برائے

بی۔ایڈ (سال اول)

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

EPABX : 040-23008402/03/04

یونیورسٹی فون نمبر: 040-23006612-15

www.manuu.ac.in

تحریری معاونین

مصنفین:

نام	اکائیاں
ڈاکٹر محمد طالب اطہر انصاری	1
ڈاکٹر بدرالاسلام	2 (حصہ اول)
ڈاکٹر محمد افروز عالم	2 (حصہ دوم)
ڈاکٹر آفتاب احمد انصاری	3

مدیر: **Editor:**

ڈاکٹر محمد افروز عالم D.r Md. Afroz Alam

فہرست مضامین

تدوین نصاب

اکائی1	نصاب کی تدوین کی بنیادیں	05-29
اکائی2	نصاب کا تصور (حصہ اول)	30-55
اکائی2	نصاب کا تصور (حصہ دوم)	56-81
اکائی3	نصاب کا تعین قدر	82-97

اکائی۔1 نصاب کی تدوین کی بنیادیں

Unit 1: Curriculum Development: Basics

1.1 نصاب کی تدوین کی ضرورت اور اہمیت Need and Importance of Curriculum development

1.2 نصاب کی تدوین کے معنی اور تصور Meaning and Concept of Curriculum Development

1.3 نصاب کی تدوین کے اصول Principles of Curriculum Development

1.4 نصاب کی تدوین کا تاریخی پس منظر History of Curriculum Development

1.5 نصاب کی تدوین کی اہم بنیادیں Bases of Curriculum Development

1.1 نصاب کی تدوین کی ضرورت اور اہمیت

Need and Importance of Curriculum Development

1.1.0 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ نصاب کی تدوین کے معنی اور تصورات کو بیان کر سکیں گے۔

☆ نصاب کی تدوین کی ضرورت اور اہمیت کے مختلف طریقوں کو واضح کر سکیں گے۔

☆ ہندوستانی تعلیمی نظام میں نصاب کی تدوین کی بارے میں بحث کر سکیں گے۔

☆ نصاب کی تدوین کی تعلیمی اہمیت و افادیت کو سمجھا سکیں گے۔

☆ نصاب کی تدوین کے تصور سے واقف ہو سکیں گے۔

☆ نصاب کی تدوین کے اصول اور فلسفیانہ بنیادوں کو بیان کر سکیں گے۔

1.1.1 تمہید (Introduction)

نصاب کی تدوین ایک بہت ہی وسیع اور معنی خیز تعبیر ہے جس پر اسکول کی تمام کارکردگیاں منحصر کرتی ہیں اور اسکول کے تمام عناصر اور وسائل (انسانی و غیر انسانی وسائل) کے ساتھ ساتھ منصوبہ بندی اور عوامل شامل رہتے ہیں، جو کہ ایک ملک اور معاشرے کی ترقی و فلاح کے لئے ضروری ہیں۔ آج کے معیشتی دور میں علم معیشیت کا رول ادا کرتا ہے یعنی جس کے پاس علم کی دولت ہے وہی صاحب نساب تسلیم کیا جاتا ہے اس عمل کو پورا کرنے کے لئے تعلیم کے نصاب کی ترتیب اور تدوین بہت ضروری اور اہم قرار دی گئی۔ چونکہ کل کی قومی معیشیت ہمارے آج کے طلباء و طالبات ہیں اور یہ ہی ہماری آنے والی دشواریوں کو دور کرنے اور قوم و ملت کے معمار ہیں چونکہ یہ بیندگی کے ماحول کو ساز گار بناتے ہیں۔ سیاست، سماجی معیشیت، غربت سماجی ترقی کے ساتھ ساتھ روز بدلتے ہوئے ماحول اور جدید نظام و قابل بقاء ترقی میں بھی اہم رول ادا کرتے ہیں۔ آج کے طلباء کل کے ملک و ملت کے معمار ہوں گے اس لئے سماج میں تمام طرح کی ترقی و فلاح تعلیم کے ہی سبب رونما ہوتی ہے اور اس تعلیم کی منصوبہ بندی کا نام نصاب کی مئوثر تدوین پر منحصر ہے۔ اس نصاب کے ہی سبب ہم طلباء کے کردار و عمل میں تبدیلیاں اخذ کرتے ہیں اور انہیں تبدیلیوں کے سبب طلباء کی جسمانی، ذہنی، جذباتی، معاشرتی، سیاسی و معاشی ترقیاں رونما ہوتی ہیں جس کے سبب معاشرے میں مقصود تبدیلیاں منظر عام پر نظر آتی ہیں مگر اس ترقی و فلاح میں تسلسل اور معیاری درجہ بندی ہونا لازمی ہے۔ اسلئے نصاب کی تدوین کے عمل میں سب سے پہلے اعلیٰ تعلیم کے مقاصد اور انہیں حاصل کرنے کے طریقہ کو بھی قیم مان کر شامل کرنا چاہئے جس میں قوم و ملت اور ملک کی معیشیت کی منفرد پہچان، اسکی بقاء اور ترقی کے لئے مفید مواد اور مضامین کو منظم طریقہ سے آراستہ کر نصاب میں شامل کر

تعلیمی مقاصد کی حصولیابیک کی طرف گامزن ہونا چاہئے۔جس میں جدیدنوعیت کے کورسز،موادمضمون ،عنوانات،نظریات و تجربات اورطریقہ تدریس وتدریسی آلات کی شمولیت ہونی چاہئے۔جس سے فارغ طلباء وطالبات ملک وملت کی ترقی میں اپنا رول ادا کرسکیں۔

1.1.2 نصاب کی تدوین کی ضرورت

Need of Curriculum development

نصاب کی تدوین ایک مسلسل چلنے والاعمل ہے۔یہ ماحول اورزمانہ کے ہر بدلاؤ کےساتھ ساتھ چلتارہتاہے یہ ایک حرکیاتی عمل ہے چونکہ سماجی ضرورتیں اور مطالبات،اقداریں اورحقائق بھی سیاسی ومعاشی حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ سائنس اورتکنالوجی کے دورمیں جدیدتکنیکیں اورآلات کی ایجادات کی اورتخلیق کے سبب ہمارےمطالبات بھی بدل جاتے ہیں اوران مطالبات کو پورا کرناتعلیم کا ہی اولین فریضہ ہےاورتعلیمی عملنصاب کی مئوثر تدوین پرمنحصرہے۔نصاب کی تدوین کے کچھ اہم نکات درج ذیل ہیں۔

ا۔ تعلیم کی ساخت کومنظّم کرنے کے لئے نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۲۔ درس وتدریسی عمل کومنظّم کرنے اوراغراض ومقاصدکوترتیب وارطریقہ سے حاصل کرنے کے لئے نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ آبادی کے تناسب میں بدلاؤ کی وجہ سے بھی ہمیں نصاب کی تدوین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۴۔ جدیدتکنیکوں اورایجادوں کےاستعمال کوسمجھنےاوراطلاق کرنے کے لئے بھی نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۵۔ سماجی وملک وملت کی نوعیت میں بدلاؤ کےسبب جسمیں سماجی،سیاسی،تعلیم ومعیشت وغیرہ بدل جاتے ہیں کہ سبب بھی نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۶۔ کلچراورثقافت کی اقداروں میں تبدیلی کےسبب نصاب کی دوبارہ تدوین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۷۔ ماحولیاتی بدلاؤ کےسبب نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۸۔ اقداروں میں بدلاؤ کےسبب بھی نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۹۔ جدیدتصوراورخیالاتوں کےسبب بھی نصاب کی تدوین ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ نساب کی تدوین کاعمل ترقی اورفلاح کے لئے بہت اہم اورضروری ہے۔نصاب کی تدوین کے بہت سارےفوائدبھی ہوتے ہیں جیسے کہ کسی کورس یاپروگرام کی ساخت کوصرف نصاب کی تدوین سے ہی منظّم کیا جاسکتا ہے۔

اساتذہ اپنے درس وتدریسی عمل اور طلباء کو بروقت حاصل کرنے ،اغراغ ومقاصد کو معین کرنے کے لئے نصاب کی تدوین اہم اور ضروری ہوجاتی ہے۔دراصل نصاب کی تدوین ایک عمل ہے یہ ایک آلہ بھی ہے جس کی مدد سے ہم اپنے تعلیمی اغراض ومقاصد کو توازن اور سلسلہ وار طریقہ سے ایک ہی ٹریک پر چلتے ہوے حاصل کر سکتے ہیں۔نصاب کی تدوین کا عمل ایک ایسا عمل ہے جو کہ طلباء،اساتذہ اور اسکول منتظمین کو راستہ فراہم کرتا ہے اور تعلیم کی مئوثریت ثابت کرتا ہے ۔

1.2 نصاب کی تدوین کے معنی اور تصورات

1.2.1 تمہید (Introduction)

تعلیم کے مقاصد کی حصولیابی کے لئے نصاب کی تدوین بہت اہم اور ضروری قرار دی گئی چونکہ یہ تعلیم کا یہ بہت اہم اور سلسلہ وار طریقہ ہے جس سے ہم تعلیم کی منصوبہ بندی تعلیم کی نوعیت کو فروغ دیتے ہیں نصاب کی تدوین تعلیم کا ایک اہم عنصر ہے۔اس کا دائرہ بہت وسیع ہے اور یہ ہی معاشرے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ایک عمل ہے۔جس میں طلباء کی ضرورتوں کو معاشرے کی ضرورتوں کے ساتھ یکسا کر ایک نصابی اصول بنا کر قائم کیا جاتا ہے۔نصاب کی تدوین ہمارے تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے کا ایک اہم وسیلہ ہے جس میں معاشر کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ طلباء،اساتذہ،مواد اور تکنیکوں کی شمولیت رہتی ہے اور یہ ہی تمام عمل تعلیم کے مقاصد کو واضح کرتے ہیں اور ان مقاصد کی تکمیل نصاب کی تدوین سے حاصل ہوتی ہے جسمیں ہم مختلف طریقوں وحربوں کے ساتھ ساتھ مختلف تدریسی آلات کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

تعلیم اپنی نوعیت کے اعتبار سے تین طریقہ کی ہوتی ہے۔سب سے پہلا مقام رسمی تعلیم (Formal Education) کو حاصل ہے جس میں طلباء وطالبات کو رسمی طور سے درس فراہم کیا جاتا ہے اور واضح مقاصد منظّم طریقہ سے طلباء کی رہنمائی کر سلسلہ وار طریقہ اور واضح نصا بک کی مدد سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ ایک ماحول،ایک منصوبہ۔ایک عمل،واضح مقاصد،واضح تجربات اور واضح مواد پر مبنی ہوتے ہیں۔

دوسرا مقام غیر روایتی تعلیم (Informal Education) کو حاصل ہے جس میں طلباء وطالبات بنا کسی واضح مقصد کے اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں سے سیکھتے ہیں اس تعلیم کا کوئی باقاعدگی سے باضابطہ عمل نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر کھیل کے میدان، مشاہدات روایات، تعلقات وغیرہ سے تجربات حاصل کرنا۔کسی شخص کی صحبت سے، والدین سے، معاشرے کے اداروں سے، تقریبوں سے یا پھر کسی دوست احباب سے علم حاصل کرنا وغیر شامل رہتا ہے۔اس تعلیم کا کوئی باقاعدہ نصاب نہیں ہوتا۔تیسرا مقام ہم روائتی یا غیر رسمی طریقہ سے فراہم کی جاتی ہے جس کو ہم فاصلاتی تعلیم کے زمرہ میں رکھتے ہیں اور یہ ایک حدتک منظّم ہوتی ہے جسکو ہم فاصلاتی تعلیم یا تعلیم بالغاں بھی کہ سکتے ہیں جو کہ فاصلاتی طور پر باقاعدگی سے یا پھر کسی کانفرنس،سیمینار جس میں ایک ماہر شخص یا استاد طلباء وطالبات کو اپنے خیالات واظہارات سے روبہ رو کراتے ہیں یہاں پر طلباء اپنی صلاحیتوں اور اپنی دلچسپیوں کے اعتبار سے سیکھتے ہیں۔

دراصل تعلیم کا کارواں صرف اور صرف نصاب پر ہی مشتمل ہے اور تعلیم کا عمل رواں رکھنے اور اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لئےنصاب کی اعلیٰ تدوین بہت ضروری ہے جس میں یہ واضح کیا جاتا ہے طلباء کے اندر کیا تبدیلیاں لانی ہیں اور ان تبدیلیوں کو کس مضمون کے کس مواد سے حاصل کیا جاسکتا ہے، اس کی مدت کیا ہوگی نصاب ت ان تمام تعلیمی عمل کی مکمل منصوبہ بندی ہوتی ہے ۔

1.2.2 نصاب کی تدوین کی تعریف

(Definitions of Curriculum Development)

سی وی گوڈ (CV. GOOD) ۱۹۷۳ء کے مطابق ''نصاب اس شہ کا نام ہے جس سے اسکول میں طلباء کو مضمون کے مواد کی منصوبہ بندی سے کسی ڈگری یا پیشہ کا مستحق قرار دیتے ہیں۔''

1.2.3 نصاسب کی تدوین کے کچھ عام نظریات

۱۔نصاب ایک حرکیاتی عمل ہے جو کہ اکتسابی تجربات کو سلسلہ اور منظّم طریقہ سے حاصل کرواتا ہے۔

۲۔نصاب ایک اسکول میں حاصل ہونے والے تمام تجربات کا مجموعہ ہے۔

۳۔اسمتھ اور اسٹین لے (**Smith and Stanley**) کے مطابق نصاب ثقافت کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک منظّم ساخت ہے اور یہ انفرادی خیالات کی اقداروں پر بھی مبنی ہیں جو ہمیں سماجی ذمہ داری اٹھانے کے قابل بناتی ہے۔

۴۔ٹینر اور ٹینر (**Tanner and Tanner**) کے مطابق نصاب کی تدوین علم اور تجربات از سرِ نو تعمیر کرنا ہے جو کہ طلباء و طالبات کے مشقی عمل سے ذہانت کو قابو میں رکھ کر حاصل کی جاتی ہے، جو کہ تاعمر ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔

۵۔نصاب کی تدوین درجہ یا درجہ کے باہر حاصل کردہ بامقصد اور منظّم اکتسابی تجربات ہیں جو کہ اساتذہ اور طلباء کے درمیان قائم تعلقات سے فروغ پاتے ہیں۔

۶۔مدالیر کمیشن (Mudaliar Commission) ۱۹۵۲ء کے مطابق نصاب کی تدوین سے ہماری مراد وہ مضامین نہیں جو روایتی طور پر اسکول میں پڑھائے جاتے ہیں بلکہ اسمیں وہ تمام تجربات شامل رہتے ہیں جو کہ اسکول میں طلباء کو حاصل ہوتے ہیں اسکول میں گذرا طلباء کا سارا وقت نصاب کی معنی آفرینی ہے جو کہ طلباء کی زندگی کے ہر پہلو متاثر کرتا ہے اور اس کے متوازن شخصیت قائم کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

نصاب رسمی تعلیم کا ایک اہم ستون مانا جاتا ہے اور نصاب کی اہمیت مسلم ہے اس پر ہی تعلیم کیمعنویت اور جامعیت کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے۔ایک اچھے نصاب کی تدوین کے بغیر اس بات کا قوی امکان ہے کہ صحیح مقاصد پیش رکھنے کے با وجود استاد ٹیڑھا راستہ اختیار کرلے۔نصاب ایک ساکن شہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک حرکیاتی عمل ہےجو کہ وقت اور ضرورت کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔

1.2.4 نصاب کی تدوین کا تصور

(Concept of Curriculum Development)

نصاب لفظ انگریزی کے Curriculum لفظ سے ماخوذ ہے جو کہ ایک لیٹن لفظ Curere سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ایک دوڑ (A Race) ہوتا ہے۔ اسکول میں اس کا استعمال طلباء وطالبات کے لئے راہ فراہم کرنے سے ہے۔

ہندوستان میں تعلیم پر سرکاری نجی اور ذاتی اداروں میں فراہم کی جاتی ہے، جس کی مالی اعانت مرکزی حکومت، صوبائی حکومت اور مقامی بندوبست سے قائم ہوتی ہے جس میں چھ سے چودہ برس کی عمر کے طلباء وطالبات کے لئے ضروری اور مفت قرار دی گئی ہے اور تعلیم کا مقصد ملک وملت کی فلاح کرنا ہے۔ مگر یہ تمام حربات تبھی کامیاب ہوتے ہیں جب تعلیم کے نصاب کی تدوین صحیح اور منظّم طریقہ سے کی جائے۔

نصاب کی تدوین کا اصول حرکیاتی ہے، چونکہ جیسے جیسے ہمارے سماج مین، ہماری سیاست میں، ہماری ضرتوں، دلچسپیوں اور ہمارے اقداروں میں تبدیلی آتی ہیں اسی طرح ہمارے نصاب کا تصور بھی بدل جاتا ہے۔ وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمارے نصاب کی تدوین صرف اسکولوں کی ہی کارکردگی پر ہی مبنی نہیں ہے بلکہ اسکول اور اسکول کے باہر کی تمام کارکردگیاں اس میں شامل رہتی ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی سے پہلے نصاب کی تدوین کو اس مضمون کے مواد اور اس سے تعلق رکھتے ہوئے اکتسابی تجربات تک ہی محدود رکھا جاتا تھا مگر جدید دور جو کہ تعمیریت کے فلسفہ پر مبنی ہے میں نصاب کی تدوین اور ترقی کا مطلب اسکول مضامین کی فہرست، ان کا مواد، درس تدریس کے مراحل، طریقہ تدریس، تدریسی تجربات، تدریسی اشیاء وغیرہ شامل رہتی ہیں جو کہ اس نصاب کی تدوین کی نوعیت کے عمل پر مبنی ہوتا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کا نصاب	جدید نصاب کا تصور
اساتذہ مرکوز نصاب	طلباء کی ضرورتوں پر مبنی نصاب
کسی ادارہ کا نصاب	معاشرے کی ضرورتوں پر مبنی نصاب
قدامت پسند بنیادی نصاب	تعمیری نصاب
مضمون پر مبنی نصاب	کارکردگی اور عملی تجربات پر مبنی نصاب
	کسی خاص مسئلہ پر مبنی نصاب

جدید نصاب کے تصور کو قائم کرنے کے لئے ہی ہمیں نصاب کی تدوین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آج کے دور کے نصاب کی تدوین کرتے وقت تعلیم اور معاشرے کے تعلقات اور نسبت قائم کی جاتی ہے، سیاست، پیشہ اور طلباء و طالبات کی ضرورتوں کو پرکھا جاتا ہے اور ان تمام عناصر کو ذہن میں رکھ کر ہی نصاب کی تدوین کے اصول قائم کئے جاتے ہیں جس مین مواد کے

نظریات کے ساتھ ساتھ طلباء کے اکتسابی تجربات بھی شامل رہتے ہیں۔ نصاب کی تدوین کے عمل کو ہم طلباء کے سیکھنے کے تجربات جو کہ مختلف مرحلوں اور مختلف سطحات پر قائم کئے جاتے ہیں، جن میں سیاست داں، تعلیمی ماہرین، معاشرہ سے تعلق رکھتے ہوے مرز ز لوگ، اساتذہ اور مختلف اداروں کمیٹیوں کے ممبران کی شمولیت ہوتی ہے چونکہ یہ ہی مستقبل کی تیاریوں کی بنیاد رکھتے ہیں۔ جدید نصاب کے تصور میں سات اقدام بیان کئے گئے ہیں۔ جو کہ نصاب کی تدوین کے ماڈل میں بیان کئے جارہے ہیں۔

1.2.5 نصاب کی تدوین کے اقدام

۱۔ نصاب کی ترتیب، دائرہ، مقاصد اور مدت۔

۲۔ مختلف مضامین اور انکی کا کردگیاں، بلواسطہ اور بلاواسطہ طریقئہ کار۔

۳۔ مواد کا خاکہ اور مواد مضمون کا تعین، مقررہ وقت کی درکار۔

۴۔ نصاب کی سطح یا معیار۔

۵۔ درسی وضمنی کتب، تدریسی اشیاء وآلات۔

۶۔ درس تدریسی مراحل، حکمت عملیاں اور طریقہ تدریس۔

۷۔ منصوبہ بند تجربات ونظریات کی حصولیابی۔

نصاب کی تدوین کے اصولوں کو ماہرین نے نصاب کی تدوین کا نمونہ بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے جسے ہم آگے کی اکائیوں میں دیکھیں گے۔

1.2.6 نصاب کی تدوین کے بنیادی عناصر

جب ہم ایک بار نصاب کی تدوین کے معنی اور تصور سے واقف ہوجائیں تو یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم نصاب کے عناصر کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں چونکہ کسی بھی نساب کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ ہم اس نصاب کے بنیادی عناصر کو پہچانیں چونکہ نصاب کی تدوین کے عناصر اسنصاب کی نوعیت پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ماہرین میں آج تک اتفاق رائے نہیں ہو پایا ہے مگر ٹیلر نے نصاب کی تدفوین کیتین عناصر کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ سیکھنے کے تجربات، مہارتیں، اقداریں اور تصورات۔

نصاب کی تدوین ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے اور اس تک پہنچنے کے لئے نصاب کی تدوین کے ضروری اور اہم عناصر پر غور کرنا لازمی ہے جس سے ہم نصاب کی تدوین کے عمل کو بہتر طریقہ سے سمجھ سکیں۔ اسمیں

ا۔ مواد مضمون۔

۲۔ سیکھنے کے تجربات۔

۳۔ مقاصد۔

۴۔ تعین قدر۔

شامل رہتے ہیں۔نصاب کی تدوین کے عناصراس نصاب کی نوعیت اورساخت پرمبنی ہوتے ہیں۔

نصاب کی تدوین کا مقصد تعلیمی اہداف کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنا ہےاور یہ ایک مسلسل چلنے والا منصوبہ عمل ہے۔جس میں بہت سی چیزیں شامل رہتی ہیں اوراختتام پذیدہونے تک عمل درآمد کرتی رہتی ہیں۔جیسے

☆ **مضمون اورمواد**: مضمون اورمواد کی منصوبہ بندی میں ہم یہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ مضمون اورمواد ہمارے تعلیمی مقاصد کوحاصل کرنے کے قابل ہیں یانہیں۔

☆ **ہدایتی عمل یا سیکھنے کے تجربات**: ہدایتی عمل کی منصوبہ بندی کرتے وقت ہم درس وتدریسی ماحول،طریقہ تدریس،حکمت عملیاں،تدریسی تجربات،طلباءواساتذہ کی سرگرمیاں وغیرہ سے تدریسی مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆ **مقاصد کی منصوبہ بندی**: مقاصد کی منصوبہ بندی میں ہم تعلیمی وتدریسی مقاصد کومعاشرہ وقوم کی ضرورتوں کے اعتبار سے واضح کرتے ہیں اورانہیں تعلیم میں نصاب کی تدوین سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اوراس کوشش میں انسانی وغیر انسانی وسائل کوحاضروناضر رکھاجاتا ہے۔

☆ **تعین قدر کی منصوبہ بندی**: نصاب کی تدوین کے آخری مرحلہ میں نصاب کوعملی جامہ پہنانے سے پہلےاس کے تمام عناصرکو پرکھا جاتا ہے جس میں انسانی وغیرانسانی وسائلوں کے ساتھ ساتھ،مواد،درس تدریس اوراس کے طریقہ وغیرہ کواطلاقی عمل کے ساتھ تعین قدر کیا جاتا ہے جسمیں مواد مضمون،جانچ کے طریقہ اورمقررہ وقت کے ساتھ ساتھ طلباءومعاشرہ کے معززلوگوں کی بازرسائی بھی شامل رہتی ہے۔

نصاب کی تدوین سے ہم طلباءوطالبات کے خارجی عمل وکردار میں تبدیلی کا اندازہ لگاتے ہیں جس میں ہم نصاب کی اقداروں کے عمل کو پہچانتے ہیں جیسے جسمانی یا ماحولیاتی پہلو،معاشرتی پہلو، باہمی مہارتیں،تعلیمی وتدریسی پہلو،طلباء کی تشفی، تدریسی حکمت عملیاں اورطریقہ تدریس،تعلیمی اخراجات کے ساتھ ساتھ انسانی وغیرانسانی وسائل،مقررہ وقت،اطلاقی عمل اور اقداروں کوپہچاننے کی کوشش کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ نصاب کے اندران مختلف کورسز کوبھی پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں جو سماج کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہوں۔آخرمیں ہم ان سبھی کی جانچ کرتعین قدر کرتے ہیں اوراندازہ لگاتے ہیں کہ ہمارے نصاب کی تدوین کی منصوبہ بندی کتنی کارآمد ہوی ہے یااس میں دوبارہ منصوبہ بندی کرنے ی ردوبدل کرنے کی گنجائش ہے یانہیں۔

1.3 نصاب کی تدوین کے عام اصول

1.3.1 تمہید

ہر قوم وملک اور ملت اپنی فلاح و بہبود کے لئے تعلیم پر منحصر کرتی ہے اور یہ ہی اس ملک کی ترقی کا ایک اہم ستون ہوتا ہے۔ ھندوستان میں تعلیم کو تمام عوام کے لئے اہم اور ضروری قرار دیا گیا، ہندوستان کے آئین کے مطابق تعلیم حاصل کرنا سب کا بنیادی حق تسلیم کیا گیا۔ چھ سے چودہ برس کے بچوں کے لئے تعلیم مفت اور لازمی قرار دی گئی ہے۔ یوں تو تعلیم کے کچھ عام اور کچھ خاس مقاصد ہوتے ہیں، ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تعلیم کی مختلف سطحات اور کورسز کے لئے نصاب کی تدوین کی ضرورت پڑتی ہے۔ نصاب کی تدوین کا عمل تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے بہت اہم ہے۔ اس عمل کو پورا کرنے کے لئےنصاب کی تدوین کے کچھ اصول واضح کئے گئے ہیں جن پر مبنی نصاب کی تدوین تعلیم کو مئوثر طریقہ سے اپنے ہدف تک پہنچنے کا راستہ فراہم کرتی ہے۔ نصاب کی تدوین تعلیم کا مرکزی فریضہ ہے جو کہ ہندوستان میں وزارت انسانی وسائل اور ترقی کے تحت آتا ہے اور تعلیم کی مرکزی منصوبہ بندی کرنے کے لئےنصاب کی تدوین کے فریم ورک قائم کئے جاتے ہیں جو کہ تعلیم کی مختلف سطحات اور کورس کے لئے شاہ راہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ تمام کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ نصاب کی تدوین کے اصول کیا ہیں

۱۔ طلباء کی مرکوزیت کا اصول (Principle of Child Centerdness)

۲۔ معاشرے کی مرکوزیت کا اصول (Principle of Community Centerdness)

۳۔ طلبا کی سرگرمی کا اصول (Principle of Activity)

۴۔ انواع واقسام کا اصول (Principle of vereity)

۵۔ ہم آہنگی اور شمولیت کا اصول (Principle of Coordination and Integration)

۶۔ حفاظت کا اصول (Principle of Conservation)

۷۔ تخلیق کا اصول (Principle of Creativity)

۸۔ مستقبل کی تیاری کا اصول (Principle of Forward looking)

۹۔ لچک کا اصول (Principle of Flexibility)

۱۰۔ توازن قائم کرنے کا اصول (Principle of Balance)

۱۱۔ استعمال کا اصول (Principle of Utility)

۱۔طلباء کی مرکوزیت کا اصول (Principle of Child Centerdness)

طلباء تعلیم کا ضروری اور اہم ستون ہے تعلیم کے تمام اقدام طلباء کی فلاح و بہبود کے لئے ہی قائم کئے جاتے ہیں۔اس ی وجہ سے جدید دور میں طلباء کو تعلیم میں بہت اہمیت فراہم کی جاتی ہے اسلئے نصاب کی تدوین کا پہلا اصول یہ ہے کہ نصاب کی تدوین طلباء مرکوز ہو اسمیں طلباء کی ضرورتوں، دلچسپیوں، روایات ورجحانات، عمر اور صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ باہمی صورتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔نصاب کی تدوین کرتے وقت طالب علم کی شخصیت کو مرکز میں رکھنا چاہیئے چونکہ نصاب کی تدوین کا مقصد طالب علم کی مطلوبہ سمت میں ترقی ونشوونما کرنا ہے جس سے وہ اسکولی زندگی کے ساتھ ساتھ آنے والی زندگی میں بھی خوش اسلوبی سے ہم آہنگ ہو جائے۔تعلیم کی ہر سطح کے نصاب کی تدوین کرتے وقت طلباء کی ذہنی جسمانی وجذباتی زاویوں کا دھیان رکھ کر ہی مواد، اکتسابی عمل، کا کردگیوں، طریقہ تدریس وحکمت عملیوں کو منظّم کرنا چاہیئے۔

۲۔معاشرے کی مرکوزیت کا اصول

(Principle of Community Centerdness)

آج کے طلباء کل کے معشرے کے معمار ہوں گے۔طلباء کی ترقی وفلاح معشرے کی ترقی وفلاح ہے۔اسلئے معاشرے میں ترقی وفلاح لانے کے لئے طالب علم کی ترقی ونشوونما کرنا لازمی ہے۔تعلیم سے طلباء کی انفرادی ترقی ونشوونما کے ساتھ ساتھ سماجی ترقی ونشوونما کا ہونا بھی لازمی ہے۔چونکہ اس طالب علم کو اس ہی معاشرے میں اپنی تمام زندگی بسر کرنا ہے اور معاشرے کی فلاح میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔اسلئے نصاب کی تدوین کرتے وقت طلباء کی ضرورتوں اور خواہشات کو معشرے کی ضرورتوں اور خواہشات کے ساتھ مطابقت رکھنا لازمی ہے۔سماج میں رائج اقداروں ریتی رواجوں، روایات ورجحانات اور مہارتوں کا نصاب کی تدوین میں شمار کرنا اور اس کی عکاسی ہونا لازمی ہے۔چونکہ معاشرے کا تصور ایک مستحکم تصور نہیں ہے یہ حرکیاتی ہے اس کی ضرورتیں ،مطالبات اور تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔اسلئے مستقبل میں آنے والے بدلاؤ کو بھی نصاب کی تدوین کرتے وقت ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔

۳۔ طلبا کی سرگرمی کا اصول (Principle of Activity)

نصاب کی تدوین میں طلباء کے جوش وخروش اور سرگرمی کی کارکردگیوں کا ہونا لازمی ہے۔ نصاب کی تدوین میں طلباء کی عمر اور تعلیم کی سطح کے اعتبار سے مختلف قسم کی کارکردگیاں اور حرکیاتی عمل طلباء کی دلچسپیوں کے اعتبار سے شامل کرنی چاہیئے جو کہ تخلیقی، تعمیری اور خاکہ کھینچنے والی ہوں اور کسی نہ کسی مقصد اور تجربات پر بھی مبنی ہونی چاہیئے۔یہ کرکردگیاں درجہ میں اور درجہ کے باہر کھیل کے میدان میں یا معاشرے میں سرزد کی جانی چاہیئے جو کہ نصاب کے مطلوبہ تجربات کی عکاسی کرتی ہوں اور جس سے طلباء کے کردار وعادات مثبت اثر پڑے اور جن سے یہ مستفید ہوسکیں۔ نصاب کی تدوین میں ایسے مضامین شامل کرنے چاہیئے جو کار کردگیوں پر مبنی ہوں۔

۴۔انواع واقسام کا اصول (Principle of vereity)

نصاب کی تدوین ایک وسیع دائرہ میں ہونی چاہئے جس سے اسمیں ضرورتوں اور مقاصد کے اعتبار سے مختلف قسم کی کارکردگیوں کو شامل کیا جا سکے۔جس سے طلباء اپنی صلاحیتوں اور دلچسپی کے اعتبار سے ان میں شریک ہوسکیں۔ چونکہ طلباء کی ضرورتیں بھی مختلف کی نوعیتیں رکھتی ہیں، جیسے موذکر اور مؤنس طلباء وطالبات، دیہی وشہری علاقوں کے طلباء وطالبات وغیرہ اسلئے نصاب کی تدوین کرتے وقت وسیع سونچ اور پس منظر کا خیال رکھنا لازمی ہے۔

۵۔ہم آہنگی اور شمولیت کا اصول

(Principle of Coordination and Integration)

نصاب سے ہم طلباء وطالبات کو مختلف اور انتخاب کئے ہوے سیکھنے کے تجربات فراہم کرتے ہیں جو کہ مختلف مضامین اور کار کردگیوں پر مبنی ہوتے ہیں مگر ان تمام اکتسابی تجربات کی آپس میں ہم آہنگی اور مطابقت ہونا لازمی ہے۔نصاب کی تدوین کرتے وقت مضامین اور طلباء کی کارکردگیوں کو تنگ نہ بنایا جائے بلکہ ان تمام کی شمولیت ایک لچک دار زاویہ میں رکھ کر پیش کی جائےجس سے طلباء اپنے سیکھنے کے تجربات کو مختلف کارکردگیوں سے رابطہ قائم کر سیکھنے میں سرگرم رہیں۔

٦۔حفاظت کا اصول (Principle of Conservation)

تعلیم کا اولین مقصد ملک اور قوم کے ثقافتی ورثہ کو محفوظ رکھنا اور آنے والی نسلوں تک پہنچانا ہوتا ہے جو کہ انسانی تحفظ اور ترقی کے لئے لازمی ہے۔ ہمارے کلچر اور ثقافت میں پرانے ریتی رواج، زندگی کے طور طریقہ، زندگی کی مہارتیں، ترسیلی انداز، چال چلن، ہدایتیں، اقداریں اور معلومات شامل ہوتی ہیں۔ان تمام کو نصاب کی تدوین کرتے وقت ذہن میں رکھنا اور مختلف مضامین اور کارکردگیوں کو مواد سے حاصل کرنا لازمی ہےجس سے ہم طلبا وطالبات کو ان تمام اقداروں سے روشناس کروا کر عمل کرنے کی تلقین کرسکیں۔

۷۔تخلیق کا اصول (Principle of Creativity)

اپنے کلچر اور ثقافت کی حفاظت کرنا صرف اس کی بقا قائم رکھنے تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس سے ہم اپنے کلچر اور ثقافت کو زرخیز اور مالا مال بھی کر سکتے ہیں۔نصاب کی تدوین میں سمجی ترقی وفلاح کے ساتھ ساتھ تخلیق کے عنصر بھی شامل ہونے چاہئے۔ جس سے طلباء اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے نئے نئے مثبت خیالات واظہارات کی تخلیق وتعمیر کرسکیں جو کہ معاشرے کی ترقی وفلاح میں اہم رول ادا کرے گی اور طلباء وطالبات معاشرے کی ترقی میں اپنا نمایاں رول ادا کرسکیں گے۔

۸۔مستقبل کی تیاری کا اصول (Principle of Forward looking)

تعلیم کا مقصد طلباء کو معاشرے کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے سماجی زندگی کی قیادت

کرنے کے قابل بنانا ہے۔اسلئے نصاب کی تدوین کا صول طلباء وطالبات کی موجودہ ضرورتوں کو ہی پورا کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی مستقبل کی ضرورتوں اور ذندگی کے عمل کو بھی محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔نصاب کی تدوین میں علم وعمل، اکتسابی تجربات اور ذندگی کی مہارتوں سے یہ تمام اثرات اور ترقیاں فراہم کی جاسکتی ہیں، جو کہ طلباء وطالبات کی قابلیتیں ،لیاقتیں اور صلاحیتوں کے ساتھ مئوثر طریقہ سے ہم آہنگاا ور مطابقت قائم کر مستقبل کی ذندگی کے لئے تیاری کروا کر اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔

۹۔ لچک کا اصول (Principle of Flexibility)

جدید دور میں سائنس اور تکنالوجی نے ہماری سماجی ذندگی کو بہت متاثر کیا ہے اور اس کو بہت تیزی کے ساتھ بدلا ہے۔جس سے ہماری ذندگی کے تمام علاقے متاثر ہوے ہیں۔نتیجتا ہمارے معاشرے کے مطالبات آپس میں ٹکرانے لگتے ہیں اور سماج کی ذندگی میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے۔اس لئے نصاب کا مواد ہمیشہ کے لئے اور ہر زمانہ کے لئےیکساں اور مفید نہیں ہوسکتا۔نصاب کی نوعیت سکونت اختیار نھیں کرسکتی اس کو حرکیاتی بنانا پڑیگا اور بدلتے ہوے سماج کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہوگا جس کے لئے نصاب میں لچک کا ہونا لازمی ہے۔جس سے ہم تعلیم اور نفسیات میں ہونے والے بدلاؤ کو شامل کرسکیں اور ان کو اطلاقی عمل میں شامل کرسکیں۔

۱۰۔توازن قائم کرنے کا اصول (Principle of Balance)

نصاب کی تدوین میں شامل مضامین اور اکتسابی تجربات کے ساتھ معقول توازن ہونا چاہئے۔تعلیم اور پیشہ ورانہ تعلیم میں بھی توازن قائم ہونا چاہئے۔اسی طرح لازمی اور اختیاری مضامین کا تناسب، رسمی اور غیر رسمی تعلیم کا تناسب بھی واضح ہونا چاہئے۔انفرادی ترقی کے مقاصد اور سماجی ترقی کے مقاصد بھی اچھی طرح واضح اور تناسب میں ہونے چاہئے۔نصاب کی تدوین کرتے وقت ان تمام ضروری تناسب اور توازن کو قائم کرنا لازمی ہے۔

۱۱۔استعمال کا اصول (Principle of Utility)

نصاب کی تدوین استعمال اور اطلاقی عمل پر مبنی ہونا چاہئے نہ کہ صرف سجاوٹی۔نصاب میں صرف ایسے مضامین شامل نہ ہوں جو صرف سماجی روایتوں کی ہی عکاسی کرتے ہوں بلکہ نصاب میں ایسے مضامین کی شمولیت ہونی چاہئے جو کہ موجودہ دور میں استعمال کے قابل ہوں۔اس لئے پیشہ ورانہ اور تکنیکی مضامین کا شامل ہونا لازمی ہے۔نصاب کی تدوین کرتے وقت نصاب کے اصولوں کے ساتھ ساتھ ملک، قوم وملت اور علاقائی صورت حال کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔چونکہ ان تمام کی شمولیت ہمیں تعلیم کے مقاصد کو مئوثر اور باآسانی سے حاصل کرنے کی طرف گامزن کریں گے۔

نصاب کی تدوین ایک اہم عمل ہے یا اس طرح کہیں کہ نصاب کی تدوین ایک منصوبہ بندی ہے۔جو کہ ایک خاکہ کی مانند ہے۔نصاب کی تدوین کے اصولوں کے ساتھ ساتھ اس کی تدوین کے خاکہ کے بھی کچھ اصول قرار دئے گئے ہیں جیسے ہمیں نصاب کی تدوین میں مضامین، مواد، طریقہ تدریس، اساتذہ اور طلباء وغیرہ کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر عناصر کا بھی خاکہ پیش کرنا ہوتا

ہے کہ وہ کون سے طریقہ ہیں جن سے اسمیں دلچسپی بھی شامل ہو جائے۔نصاب کے خاکہ کے کچھ اصول درج ذیل ہیں۔جس میں واضح کیا گیا ہے کہ ایک اچھے اور مکمل نصاب کی خصوصیات کیا کیا ہوتی ہیں۔دشواریاں اور لطف اندوزی (Challenges and Enjoyment)

نصاب کی تدوین ایسی ہونی چاہئے جو کی طلباء کی دلچسپیوں ،تقویت اور فہم کی عکاسی کرتی ہوں اور جس سے طلباء لطف اندوز ہو سکیں۔نصاب کی تدوین دشواریوں سے پاک ہونا چاہئے۔ نصاب کی تدوین میں یک بعد دیگرئی مسائل درپیش ہوتے ہیں مگر ہمیں نصاب کی تدوین کرتے وقت ان مسائلوں اور دشواریوں پر غور کرنا چاہئے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جسمیں

☆وسعت (Breadth)

نصاب کی تدوین اس طرح مکمل ہونی چاہئے جسمیں اکتسابی عمل اور تجربات کو معقول وسعت دی گئی ہو جس سے طلباء اس مواد سے تعلق رکھتے ہوے تمام تصورات کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس سے تعلق رکھتے ہوے ذیلی عناصر کو بھی سمجھ کر ایک عام رائے قائم کر سکیں۔

☆پیش رفت (Progression)

نصاب کی تدوین کا عمل پیش رفت پر مبنی ہونا چاہئے۔جس سے طلباء اپنے اندر مواد کے نظریات اور اس کے عملی تجربات حاصل کر اپنی جسمانی، جذباتی، ذہنی وحرکیاتی مہارتوں کو فروغ دے سکیں۔اس لحاظ سے نصاب کی تدوین میں تسلسل ہونا بھی لازمی ہے۔

☆ گہرائی (Depth)

نصاب کی تدوین کرتے وقت ایسا خاکہ پیش کیا جائے جسمیں کسی معمہ یا نظریہ سے تعلق رکھتے ہوے تمام عوامل شامل ہوں چاہے وہ نظریاتی عمل پر یا پھر تجرباتی عمل پر مبنی ہوں۔کوئی بھی نصابی نقطہ وضاحت کے بغیر نہیں رہنا چاہئے۔ یہ ہی اس نصاب کی گہرائی کا عمل ہے۔

☆صفات اور پسندیں (Personalization and Choice)

نصاب کی تدوین ایسے نصابی عمل سے کی جائے جس کی صفات مقبول ومعروف اور پسندیدہ عوامل پر مبنی ہوں چونکہ نصاب سے ہم سماجی اقداروں کو حاصل کرتے ہیں اور سماجی اقداروں کا استعمال مقبولیت کے بغیر رایئگاں ہیں۔ نصاب کی تدوین میں تعلیم کے تمام عناصر کی دلچسپیا ور پسند کا خیال رکھنا لازمی ہے۔

☆ آپسی ربط (Coherence)

نصاب کی تدوینمیں تمام عوامل اور مضامین کا آپسی ربط ہونا چاہئے جس سے اکتسابی عمل اور تجربات حاصل کرنے میں شک

وشبہار اور دشواریاں طلباء کے ذہن میں نہ پیدا ہوں۔ جیسے کہ اس مضمون کی اقداریں اور دوسرے مضمون کی اقداروں میں فرق کیوں ہے۔

☆مناسبت رکھنا (Relvent)

تعلیم کا مقصد حاصل کرنے کے لئے ہم نصاب کی تدوین کرتے ہیں اس لئے نصابی عمل تعلیم کے مقاصد کو مکمل طور پر حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔ یہ مناسبت اور ربط تعلیم عمل کو بہت تیز رفتاری اور لطف اندوزی کے ساتھ تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے میں ہماری مدد کریگا۔ اسکے بغیر تعلیمی ماحول کو منتشر ہونے کی پوری گنجائش ہے۔

1.4 نصاب کی تدوین کا تاریخی پس منظر

1.4.1 تمہید

نصاب کی تدوین کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کی تعلیم اور ع تہذیب کی۔ مختلف قومیں، ملک اور معاشرے مختلف قسم کے نصاب کی تدوین کرتے ہیں اور کر چکے ہیں کچھ آج بھی رائج ہیں اور بہت سے جدید دور میں تبدیل ہو گئے۔ ایس کے مورتی (SK Murti) کے مطابق نساب کی تدوین کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے

زمانہ	تعلیمی مواد یا نصابی عمل
غیر مہذب زمانہ	تیر اندازی، شکار، کاشت کاری اور دوسری زندگی کی مہارتیں
بعد کا زمانہ	سماج اور مذہب سے تعلق رکھتی ہوئی استعمال میں آنے والی مہارتیں
گریک پیریڈ	عام مضامین اور ان کے قواعد، منطق، علم نجوم، جیومیٹری، علم حساب، موسیقی وغیرہ کے مضامین
قدیم ہندوستان	ویدا اپنشد، فوجی تربیت و دیگر پیشہ برہمن، ویش، شتری اور شودر
قرون وسطی یوروپ	مذہب اور اخلاقی مطالعہ کے مضامین
دور ترقی	قدیم انسانی حقیقت، ترقی اور فقہ کے مطالعہ کے مضامین
انیسویں صدی عیسوی	سائنس، پیشہ ورانہ مضامین، ہم نصابی سرگرمی، سماجیات، تاریخ، فلسفہ اور جغرافیہ وغیرہ
جدید زمانہ	جسمانی تعلیم، تکنیکیں، جدید سائنس کے مضامین، سماجی مطالعہ ذہنی صحت کے مضامین

اس طرح نصاب کی تدوین کی تاریخ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہاں نصاب کی تدوین کے بہت سے طریقہ رائج تھے جو زمانہ اور ماحول وترقی کے ساتھ ساتھ بدل گئے۔ شروع سے ہی نصاب کی تدوین کے عمل کو ضروری قرار دیا گیا کچھ نصاب منظّم ہوتے تھے اور کچھ اساتذہ کی تربیت اور اس کے عوامل پر مبنی ہوتے تھے۔ ہندوستان مین نصاب کا تسور کچھ اس طرح سے واضح کر سکتے ہیں۔

قدیم زمانے سے ہندوستان تعلیم وادب کا مرکز رہا ہے۔ تمام قوموں نے ہندوستان کی سرزمین پر تعلیم وادب میں اپنی موجودگی کا احساس کرواتی ہیں۔ تمام مذاہب صرف درس وتدریس سے ہی وجود میں اور ان سبھی مذاہب کے رہنماؤں نے تعلیم کو ہی اپنا آلئہ بنایا جو کہ ایک منظّم نصاب تعلیم پر مبنی ہوتے تھے جس میں اس مذہب کا فلسفہ ہی تعلیم و درس تدریس کا فلسفہ ہوتا تھا۔ یہ فلسفہ ہی تعلیم کے نصاب کی تدوین میں اہم رول ادا کرتا تھا۔ موجودہ دور میں تعلیم مذاہب کے غلبہ کو خیرباد کہ کر سیاسی، سماجی فلسفہ اور اقداروں پر اپنی توجہ مرکوز کر رہی ہے اور ملک کے سیاسی وسماجی فلسفہ کی ساخت کے اعتبار سے ہی نصاب کی تدوین میں تمام ردوبدل ہوتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر قدیم زمانہ کے ویدک کال مین تعلیم کے نصاب کی تدوین چاروں ویداور اپنشد پر مبنی تھی اور تعلیم حاصل کرنا صرف برہمن کا ہی حق مانا جاتا تھا اور تعلیم کا مقصد موکش حاصل کرنا تھا۔ مہاتما بدھ اور جین مذاہب کے دور میں تعلیم کی رسائی عام لوگوں تک ہوگئی۔ یہ زمانہ ۶۰۰ قبل مسیح سے ۶۰۰ ءصدی عیسوی تک مانا جاتا ہے یہاں پر بھی تعلیم پر مذہب کا ہی غلبہ تھا اور نصاب کی تدوین مزہبی کتابیں تھیں اور اس کی ساخت صرف بدھ اور جین مذہبی اقداریں تھیں اور روحانی تعلیم فراہم کی جاتی تھی طلباء آبادی میں جا کر بھیک مانگ کر اپنا اور مٹھ کا خرچ چلاتے تھے، تعلیٰ کا مقصد نروان حاصل کرنا تھا اور نساب کی تدوین بھی ان ہی اصولوں اور اقداروں پر مبنی تھی۔

مسلمانوں کے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی یہاں کا تعلیمی ماحول بھی بدل گیا اب تعلیم کا مرکز مسلم فلسفہ پر مبنی ہوگیا۔ یہ دور ۱۰۰۰ء سے شروع ہوکر ۱۸۵۸ء تک مانا جاتا ہے مگر آج بھی مکتب، مدرسے اور دارالعلوم اس تعلیم کو حیات بخش رہے ہیں۔ اس دور کی تعلیم کا نصاب مسلم مذہب کے فلسفہ کی بنیاد پر مبنی تھا۔ نصاب میں مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص پیشہ میں مہارت حاصل کرنے کی تعلیم بھی فراہم کی جاتی تھی۔

انگریزی حکومت کے دور میں   ہندوستانی تعلیم پھر ایک بار بدل گئی چونکہ اب ملک پر عیسائی مذہب اور انگریزی حکومتکا غلبہتھا جہاں تعلیم میں عام مضامین کے ساتھ ساتھ مغربی فلسفہ، سائنس، معاشیات و پیشہ ورانہ تعلیم کے مضامین بھی رائج تھے اس زمانہ میں تعلیم کے لئے باقاعدگی سے بورڈ اور کمیشن کا قیام کیا جاتا تھا جس میں ۱۸۳۵ء کے میکالے منٹ جس نے تعلیم کے فلسفہ اور نصاب کو بہت اچھی طرح سے واضح کیا۔ اب نساب کی تدوین عیسائی مذہب کی بنیاد پر ہی مبنی ہوگئی اور چھنائی کا نظریعہ منظر عام پر عائد ہوگیا۔ اس کے بعد وڈ تعلیمی کمیشن ۱۸۵۴ء میں ہنٹر کمیشن ۱۸۸۲ء ،۱۹۲۹ء، ۱۹۳۷ء، اور ۱۹۴۴ء کیتعلیمی کمیشن اور بورڈ کافی اہمیت کے حامل ہیں جنہوں نے تعلیم اور تعلیم کے نصاب میں ہمہ گیر ترقی کی طرف قدم بڑہائے اور نصاب کی تدوین باقاعدگی کے ساتھ کی، تعلیم کی سطحات بھی منظّم تھیں جسمیں بنیادی سطح، ثانوی سطح اور اعلیٰ ثانوی سطح اور اعلیٰ تعلیم کے لئے یونی ورسٹی قائم تھیں جو کہ

ہندوستانی قوم کے لئے ناکافی تھا۔سن ۱۹۳۷ء میں ہندوستانی قوم کے اندر انگریزی تعلیم کو خیر باد کہنے کے لئے ڈاکٹر ذاکر حسین اور مہاتما گاندھی نے بنیادی تعلیم کی اسکیم شروع کی جو بہت مقبول ہوئی اب نصاب کی تدوین کا مقصد قوم وملت کی ترقی ہوگیا اور بنیادی تعلیم میں ہاتھ کی مہارتوں پر زیادہ زور دیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوگیا۔آزادی کے بعد ۱۹۴۸ء میں یونی ورسٹی تعلیمی کمیشن قائم ہوا جس کے مطابق اعلیٰ تعلیم کے نصاب میں سائنس، سماجی مطالعہ، علم زراعت، پیشہ ورانہ تعلیم میں انجینیرینگ، تکنالوجی وغیرہ شامل تھیں ۱۹۵۲ء میں مدالئیر کمیشن قائم ہوا جس کے مطابق تعلیم کی سطحات کو دوبارہ منظّم کیا گیا اور نصاب کو نئے زاویہ میں پرویا گیا۔۶۶ ۔۱۹۶۴ء میں کوٹھاری کمیشن قائم ہوا اور تعلیم کی سطح کو دوبارہ پھر سے منظّم، کیا گیا اب یہ سطح (10+2+3) پر مبنی ہوگئی اور نصاب کی تدوین میں سہ لسانی فارمولہ فراہم کیا گیا اور تعلیم حاصل کرنے کا حق سبھی کو فراہم کیا گیا۔۱۹۸۶ء میں نئی ایجوکیشن پالیسی لائی گئی اور تعلیم ونصاب کو جدید دور کی ضرورتوں کے اعتبار سے منظّم کیا گیا اس کے بعد ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۲ء میں کمیشن قائم کر تعلیم اور نصاب کی فلاح کی گئی۔

نصاب کی تدوین میں ۱۹۷۵ء، ۱۹۸۸ء، ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۵ء کے قومی نصابی فریم ورک فراہم کئے گئے اور نصاب میں ترقی اور فلاح کے لئے قدم بڑہائے گئے ۔۲۰۰۹ء میں استذہ کی تعلیم کے لئے ایک فریم ورک دیا گیا جس کے مطابق استذہ کی تعلیم میں بھی ترقی کی گئی ۲۰۱۴ء میں بی ایڈ، ایم ایڈ دو برس کی مدت کے کردئے گئے۔

غرض یہ کہ نصاب کی تدوین کا تصور اس قوم وملک کے سیاسی، سماجی، مذہبی عقاعد، قوانین اور اقداروں پر مبنی ہوتا ہے اور نصاب کی تدوین اس سے متاثر ہوتی ہے۔ پرانے کلچر اور ثقافتی عنصر اسمیں شامل رہتے ہیں چونکہ ہم اپنی تہذیب وتمدن اور عقائد کو ہمیشہ یاد کر فخر کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہی عقائد اور قوانین ہم نئی نسل کو مستقبل کی ترقی کے لئے سونپتے ہیں۔نصاب کی تدوین کرتے وقت ہم قوم وملت اور معاشرے کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں اور نصاب کی تدوین میں ان اقداروں اور حالات کے اہم نکات کو مقاصد بنا کر پیش کرتے ہیں نصاب کی تدوین کے کچھ اہم نکات ہوتے ہیں جن پر تعلیم کی بنیادیں ٹکی ہوئی ہوتی ہیں۔

1.5 نصاب کی تدوین کی بنیادیں

1.5.1 تمہید

نصاب کی تدوین کی بنیاد سماج، قوم وملت اور ملک کے سیاسی، ثقافتی، تاریخی، فلسفہ، مذاہب ونفسیاتی اقداروں پر مبنی ہوتی ہیں جو کہ ہمیشہ سماجی صورت حال، سماجی ضرورتوں، سماجی مطالبات کا جائزہ لیتی ہیں جسسے سماج میں مقیم تمام افراد مستفید ہوتے ہیں۔جدید دور میں سماج کے مطالبات تعلیم ہی مکمل کرتی ہے اور اس کی ضرورتوں کے اعتبار سے ہی طلباء وطالبات کو سماجی زاویہ میں پروکر اپنے مقاصد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ ہر تعلیمی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک منصوبہ بندی ضروری ہوتی ہے جو کہ کسی نہ کسی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم طلباء وطالبات، اساتذہ کے ساتھ ساتھ نصاب پر بھی مبنی ہوتے ہیں جس سےہم اکتسابی تجربات حاصل کرتے ہوے اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں ان مقاصد کو ہم نصاب کی تدوین میں واضح کرتے

ہیں اور نصاب کی تدوین کچھ اصولوں کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے سماجی مسائل ثقافتی، سیاسی ونفسیاتی وغیرہ پر مبنی ہوتی ہیں۔

1.5.2 نصاب کی تدوین کی سماجی بنیادیں

Sociological Bases of Curriculum Development

ہر سماج کے سیاق وسباق کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔مگر پھر بھی سماجی ماہرین سماج کی نوعیت کو پہچاننے کے لئے اس سماج کے معاشی حالات پر غور کرنے پر زور دیتے ہیں۔نصاب کی تدوین اور سماج میں گہرا تعلق ہوتا ہے چونکہ نصاب کی تدوین سماج کی فلاح کے لئے کی جاتی ہے۔اسلئے نصاب کی تدوین کرتے وقت سماج کی اقداروں کے ساتھ ساتھ سماج کی ضرورتوں اور مطالبات پر بھی غور کرنا لازمی ہو جاتا ہے اوران سماج کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیین اس سماج کا گہرائی سے مطالعہ کرنا لازمی ہے جس میں اس سماج کی تاریخ، فلسفہ، عقاعد وحقائق کے ساتھ ساتھ قوانین وغیرہ کو سامنے رکھ کر ہی نصاب کی تدوین کی جاسکتی ہے۔ چونکہ اسکول یا تعلیمی ماحول صرف اس اسکول کے اکتسابی تجربات پر ہیمنحصر نہیں ہیں بلکہ تعلیم کے دوسرے غیر روایتی ادارے بھی شامل رہتے ہیں جیسے خاندان، برادری اور دوست واحباب اسلئے اسکولی نصاب کی تدوین سماج کے حرکیاتی پس منظر کو ذہن میں رکھ کر کی جائے جو کہ جدید مطالبات اور حرکیاتی ہو اور جو سماج کے تغیراتی مطالبات کو جدیدیت اور عالمی اکتسابی تجربات پر بھی مبنی ہو۔جس میں معلومات کو ہم جدید تکنالوجی کے ساتھ ساتھ جدید آلات سے بھی حاصل کر سکیں اور اس کے مطالبات عالمی مطالبات کے ساتھ شامل کرا اپنے ملک وملت اور کلچر وثقافت کی حفاظت کو قائم رکھ سکیں۔ایک ملک کے نصاب کی تدوین کا مقصد تبھی پورا ہوگا جب وہ جدید مطالبات کو پورا کرتی ہو، اس ملک کی پہچان قائم کرتی ہو اور عصر حاضر کی ضرورتوں کو عالمی مطالبات کے ساتھ بھائی چارگی کے ساتھ پورا کرتی ہو۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ایسے مضامین کی تلاش کرنیہو گی جو یہ مطالبات پورا کرتے ہوں اور ان مضامین سے ایسے اکتسابی تجربات کو حاصل کرنا ہوگا جو کہ مقاصد حاصل کرنے میں ایک منفرد شخص یا طالب علم کی مدد کر سکیں چونکہ یہ منفرد شخص ہی سماج کی ایک اکائی ہے اور سماج کی ترقی وفلاح ان اکائیوں پر ہی منحصر ہے۔

1.5.3 نصاب کی تدوین کی نفسیاتی بنیادیں

Psychological Bases of Curriculum Development

نصاب کی تدوین نفسیاتی عمل سے بہت متاثر ہوتی ہے، چونکہ نفسیات ہی درس تدریس کے مراحل، اساتذہ اور طلباء کے تعلقات اور ہر ایک شخصیت کے کردار وعادات اور ان میں بدلاؤ کو واضح کرتی ہے۔نفسیات سے ہی ہم یہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کس طرح ایک تدریسی نصاب طلباء کے اندر اعلیٰ سطح کی مقصود تبدیلیاں منظّم طریقہ سے کس طرح سے حاصل کر سکتے ہیں۔درج ذیل کچھ نفسیاتی نظریات پیش کئے جارہے ہیں جن کا تعلیمی اطلاق تدریسی اکتسابی تجربات حاصل کرنے میں بہت اہم مقام رکھتا ہے۔

نصاب کی تدوین کی نفسیاتی بنیادوں کے کچھ عام نظریات

ا۔ جوابی حرکت کے عمل کا نظریہ (Behaviourist Approach)

بیسویں صدی عیسوی تک درس و تدریس و اکتسابی تجربات حاصل کرنا جوابی حرکت کے عمل کے نظریہ پر مبنی تھا جس میں مواد پر مضبوط پکڑ بنانے پر زور دیا جاتا تھا جس سے کہ طلبا سیکھنے کے اکتسابی تجربات سلسلہ وار اور منظّم طریقہ سے عمل میں آسکیں۔ یہاں پر اعادہ پر زور دیا جاتا تھا۔ نصاب کی تدوین کرتے وقت اس نظریہ اور اس کے ذیلی نظریات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے۔ یہ نظریہ تھارن ڈائک (Thorndike) پاولاؤ (Pavlav) گیگنے (Gagne) بی ایف اسکنر (BF Skinner) واٹسن (Watson) وغیرہ کی وجہ سے مشہور و معروف ہوا۔

۲۔ وقوفی نظریہ (Cognitive Approach)

یہ نظریہ طلباء و طالبات کے ذہن سے تعلق رکھتا ہے اس نظریہ کے تعلیمی اطلاق سے ہم طلباء کے ذہن سے معلومات کے عمل کا تعلق قائم کرتے ہیں اور یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ طلباء کی سوچ کس قدر منظم ہوئی۔ اسمیں ہم طلباء کے اندر تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ

- ☆ طالب علم معلومات کو کس طرح اکٹھا کرتا ہے اور کس طرح اس کو استعمال میں لاتا ہے۔
- ☆ طالب علم معطیات اور اعداد شماروں کو یا سیکھے ہوئے علم کو دوبارہ کس طرح حاصل کرتا ہے اور کس طرح نتیجہ اخذ کرتا ہے۔
- ☆ طالب علم کتنی مقدار میں علم کو جذب کرنے یا ذخیرہ رکھنے کے قابل ہے۔

ادرا کی نظریہ کے تعین کے مطابق وہ طلباء کے اندر ذہن کی نشو و نما پر زور ڈالتے ہیں اور مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی مہارت کے ساتھ ساتھ عکاسی سوچ، تخلیقی سا وچ، الہامی یا وجدانی سوچ، دریافت کر کے سیکھنا یا تعلقات قائم کر کے سیکھنے پر زور دیا جاتا ہے۔ ذیادہ تر نصاب کی تدوین نفسیات کے اس ادرا کی نظریہ پر مبنی ہوتی ہے چونکہ یہ نصاب کی تدوین کے عمل، مواد اور اکتسابی تجربات کو منظّم کرنے کے عمل، مواد اور اکتسابی تجربات کو قائم کرنے کے عمل اور تعین قدر کرنے کے عمل میں بہت آسان اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ بہت سے ماہر نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی نشو و نما اور ترقی انسان کے ذہن، سماجی، نفسیاتی زاویات اور جسمانی زاویات پر منحصر ہے، موروثی اور ماحول پر نہیں اس لئے نصاب کی تدوین کے عمل میں اس نظریہ کی بہت اہمیت ہے۔ اس نظریہ کے ماہرین میں جین پیاضے (Jean Piaget) برونر (Bruner) گلفرڈ (Guilford) گارڈنر (Gardener) وغیرہ ہیں۔

1.5.4 انسانیت کا نظریہ (Humanism)

یہ نظریہ گیسٹالٹ (Gestalt) ابراہیم ماسلو (Maslow) کارل روجرس (Carl Rojers) کے نظریہ پر مبنی ہے اس کے

مطابق نصاب کی تدوین بعد کا عمل ہے۔سب سے پہلے ہمیں طلباء کی ضرورتوں پرغور کرنا چاہئے نہ کہ مواد اور مضامین پر،ان کے مطابق طلباء و طالبات بھی ایک انسان ہیں کوئی مشین نہیں۔اس لئے ان کے ساتھ انسانیت،محبت وشفقت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔چونکہ یہ ایک حیاتیاتی عنصر لے کر اس دنیاں میں آیا ہے جو کہ کلچر،ثقافت اور ماحول کے ساتھ پرورش پا رہا ہے،یہ کوئی مشین یا جانور نہیں ہیں جو کہ قید کردئے جائیں۔یہ اپنے تجربات اور اپنے مشاہدات سے اپنی ترقی ونشو ونما کریں گے۔

بہت سے نفسیاتی ماہرین اس طرف توجہ نہیں دیتے مگر یہ نظریہ بھی سیکھنے کے عمل میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔اسلئے نصاب کی تدوین کرتے وقت اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ طلباء کی بھی کچھ حدود ہوتی ہیں اور وہ بھی ایک سلسلہ وار عمل اور طریقہ سے ہی ترقی وفلاح کیطرف گامزن ہوتا ہے۔

1.5.5 نصاب کی تدوین کی فلسفیانہ بنیادیں

Philosophical Bases of Curriculum Development

نصاب کی تدوین کرتے وقت تعلیمی ماہرین،نصاب کا تعین کرنے والے ماہرین اور اساتذہ مل کر کسی ایک فلسفہ یا مختلف فلسفہ کی حمایت ضرور کرتے ہیں،چونکہ تعلیم کا مقصد کسی نہ کسی فلسفہ کی بنیاد پر ہی مبنی ہوتا ہے اور یہ نصاب ہی ہے جس سے ہم تعلیمی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔اسلئے ماہرین کا یہ خیال ہے کہ فلسفہ نصاب کی تدوین کے لئے بہت اہم اور ضروری ہوتا ہے چونکہ نصاب کی تدوین میں ہمیں منصوبہ بندی،اطلاقی عمل،اسکولی تجربات وغیرہ کا تعین قدر کرنا ہوتا ہے اور یہ فلسفہ ہی ہے جو ہمیں ہمارے مقاصد کو واضح کرنے،مضامین کے انتخاب کرنے،مواد کو معین کرنے، موزوں طلباء کو تلاش کرنے اور انہیں مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنے اور ان کو تجربات حاصل کروانے،ان کو ہدایتی عمل فراہم کرانے،طریقہ تدریس وحکمت عملیاں منظّم کرنے اور ان کا تعین قدر کرنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔فلسفہ مسائل کا حل تلاش کرواتا ہے۔جس سے اسکول انتظامیہ،اساتذہ،تعلیمی ماہرین اور نصاب کی تدوین کا تعین کرنے والے ایک منظّم اور مستقل فیصلہ لے سکتے ہیں۔کسی بھی شخص یا سماج کا فلسفہ اس کے پرانے تجربات کو واضح کرتا ہے۔سماجی،ثقافتی،معاشیاتی،اقداری نظریات کے ساتھ ساتھ عام یقین اور تعلقات کی نشاندہی کرتا ہے۔

جب سے جون ڈیوی (Jhon Dewey) نے تعلیم کا تصور ''تعلیم زندگی بسر کرنے کا طریقہ'' بتایا ہے تب سے یہ ایک فلسفہ بن کر عمل واستعمال میں آنے لگا۔ہر نصاب کی تدوین میں ہم فلسفہ کو بہت اہمیت فراہم کرتے ہیں چونکہ نصاب اور فلسفہ کا بہت گہرا تعلق ہے جیسے

☆ فلسفہ نصاب کی تدوین کا اہم جزو ہے۔

☆ فلسفہ کی بنیادیں نصاب کی تدوین،اسکولی زندگی واکتسابی تجربات کو بہتر طریقہ سے سمجھا سکتے ہیں۔

☆ نصاب کی تدوین کرتے وقت فلسفہ کی بنیاد پر ہی ہم کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔

☆ فلسفہ ہی کسی معاشرے کا پس منظر بیان کرتا ہے۔

☆ فلسفہ ہی تعلیم کا نظریہ واضح کرتا ہے۔

نصاب کی تدوین کے اہم فلسفہ

(a) تصوریت کا فلسفہ (Idealism)

تصوریت کا فلسفہ ایک روحانی فلسفہ ہے۔جس میں اس حقیقی خدا کے ساتھ ساتھ نیک نیتی کی بات بھی ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا خرو ہونے کی فلسفہ ہے جہاں سچ اور حقیقت پسندی اقداریں ہوتی ہیں، جہاں روحانی خیالات اور خدا کے سامنے روبرو و سرخرو ہونے کی بات سچ یقین اور حقیقت کے ساتھ منظر عام پر رکھی جاتی ہے۔اس فلسفہ کی بنیاد پر نصاب کی تدوین حقیقت پسندی، کرداری عمل اور روحانی و مذہبی عقائد پر مبنی ہوتی ہے جہاں اساتذہ رول ماڈل ہوتے ہیں اور طریقہ تدریس خطبہ، بحث ومباحثہ اور بات چیت پر رائج ہوتے ہیں۔ یہاں پر طلباء کو معاشرے اور اشرف المخلوقات کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔نساب کی تدوین میں ایسے مضامین رکھے جاتے ہیں جو ذہنی اور روحانی فلاح کر سکیں۔

(b) حقیقت پسندی کا فلسفہ (Realism)

یہ فلسفہ حقیقت پسندی پر مبنی ہے ارستو(Aristotle) کہتا ہے کہ نصاب ایسا ہو جو فطرت پر مبنی ہو اور دنیاں کو حواس خمسہ سے محسوس کیا جا سکے جو کسی نہ کسی اثر پر مبنی ہو۔اس فلسفہ کے ماہرین کا نظریہ یہ ہے کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی استعمال ہے اور اس استعمال کے مقصد کو غور کرنا چاہئے۔سیکھنا صرف ایک تجربہ حاصل کرنا ہے اور منطقی سوچ سب سے اعلیٰ سوچ ہے اس فلسفہ کے ماہرین کے مطابق نصاب کی تدوین حقیقت پر مبنی ہونی چاہئے۔ یہ لوگ حقیقت کو بھی پرکھ کر ہی حقیقت تسلیم کرتے ہیں۔اسمیں سائنس اور علم ریاضی پر زور دیا جاتا ہے۔تدریسی طریقہ میں مظاہرہ، تجربات، پروجیکٹ طریقہ اور اصل صورت حاصل کرنے کے طریقہ شامل رہتے ہیں۔

(c) عملیت کا فلسفہ (Pragmatism)

ہر فلسفہ بدلاؤ کے عمل اور تعلقات قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔عملیت کے فلسفہ میں طلبا و طالبات مسئلہ کا حل تلاش کر علم حاصل کرتے ہیں۔اس فلسفہ کے مطابق ہر چیز وقت،ضرورت اور ماحول یا حلات کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔اس لئے اس فلسفہ کے ماہرین کہتے ہیں کہ سچ اور حقیقت بھی بدلتی رہتی ہے۔اسلئے تنقیدی سوچ سے ہی ہم حقیقت کو پرکھ سکتے ہیں۔نصاب کی تدوین میں یہ فلسفہ اکتسابی تجربات پر بہت زور دیتا ہے۔جسمیں طلباء از خود تجربات کر کے علم حاصل کرتے ہیں۔نصاب کی تدوین میں تجربات حاصل کرنا بہت اہم اور ضروری ہے۔

(d) وجودیت کا فلسفہ (Existentialism)

اس فلسفہ کے مطابق ہر چیز کا ایک وجود ہے اور وہ ہر کسی شخص کے اندر رہتا ہے۔ اسمیں طالب علم خود اپنی طاقت، صلاحیت اور اپنی ہستی کو اپنی دلچسپی اور لگن کے ساتھ حاصل کرتے ہیں۔ اس فلسفہ پر مبنی نصاب میں طلباء کی دلچسپی، روایات ور جحانات پر بہت زور دیا جاتا ہے اور ہر طالب علم کو ایک منفرد مقام فراہم کیا جاتا ہے۔ سماج میں اس طالب علم کی موجودگی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ طلباء کے تعین قدر یا جانچ کرنے کو غلط مانتے ہیں اور دلیل دیتے ہیں کہ ہر طالب علم کا ایک الگ نظریہ ہوتا ہے جو کہ اس کی منفرد شخصیت واضح کرتا ہے۔ یہ طلباء کو مواقع فراہم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ یہ نصاب کی تدوین طلباء مرکوز یعنی طلباء کی دلچسپیوں ضرورتوں پر مبنی کرنا مانتے ہیں۔

(e) سیکھنے کا تعمیری فلسفہ (Constructivism)

سیکھنے کے عمل کا یہ ایک جدید طریقہ ہے۔ جس کے مطابق طلباء اکتسابی تجربات کو تعمیری طریقہ پر عمل کر تجربات حاصل کرتے ہیں اسفلسفہ کے مطابق طلباء سرگرمی عمل کر معلومات کو تجربہ گاہ میں تجربہ حاصل کر اور علقات قائم کر علم اور نظریات کی تعمیر اور تخلیق کرتے ہیں۔ یہ صرف سیکھنے کے عمل کا ہی طریقہ نہیں بلکہ ایک نفسیاتی طریقہ بھی ہے جو طلباء کی حرکات اور سرگرمی پر مبنی ہے۔ نصاب کی تدوین کرتے وقت طلباء کی سرگرمی عمل پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے جس سے طلباء ہر کام اور نظریہ میں نئی تخلیق اور نئی تعمیر وایجاد کرنے پر زور دے سکیں۔ یہاں پر اساتذہ صرف سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور طلباء سرگرم طریقہ سے اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کے اعتبار سے نئے نظریات، مطالب اور روایات کی تخلیق وتعمیر کرتے ہیں۔

اوپر بیان کئے گئے تمام فلسفہ کا نصاب کی تدوین سے گہرا تعلق ہوتا ہےچونکہ ہر فلسفہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے نصاب کی تدوین کو بہتر سے بہتر بنیادیں اور عقائد فراہم کرتا ہے۔ جدید دور میں نساب کی تدوین کی فلسفیانہ بنیادیں سماج کی ضرورتوں، اقداروں اور مطالبات کی وجہ سے تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ مگر نصاب کی تدوین کے لئے فلسفہ بہت ہی اہم اور ضروری عمل ہے جس پر چل کر ہی ہم اپنے نصاب کی اعلیٰ تدوین کر سکتے ہیں۔

1.5.5 نصاب کی تدوین کی تاریخی بنیادیں

(Historical Bases of Curriculum Development)

کسی بھی ملک کی تاریخ بھی اس ملک کی تعلیم کو متاثر کرتی ہے۔ تعلیمکے ساتھ ساتھنصاب اور اسکی تدوین بھی متاثر ہوتی ہیں۔ اگر ہم ہندوستان کے تاریخی پس منظر کی بات کریں تو قدیم زمانہ میں برہمن، بدھ وجین مذہب کا تعلیم پر غلبہ تھا اور یہ مخصوص پیشہ اور مذہب سے گہرا تعلق رکھتی تھی۔ اس کے بعد مسلم اور انگریزوں نے اپنی حکومت میں تعلیم کے اوپر پورا دبدبہ قائم رکھا، آزادی کے بعد تعلیم ہندوستانی سماج اور اسکی ضرورتوں کے اعتبار سے پروان چڑھ رہی ہے

اوپر بیان کی گئی تمام بنیادیں چاہے وہ فلسفہ، تاریخ، نفسیتی عمل پر مبنی ہوں سماج اور طلباء کی ترقی پر ہی زور دیتی ہیں۔

نصاب کی تدوین کا عمل ان ہی بنیادوں پر منحصر ہے۔ایک کامیاب نصاب ان بنیادوں کو پیش نظر رکھ کر ہی نصاب کی تدوین کرتا ہے اور تعلیم کے مقاصد کو موئثر طریقہ سے حاصل کرنے کی طرف گامزن ہوتا ہے۔

فرہنگ Glossory

Progression (پروگریشن) پیش رفت: پیش رفت ایک طریقہ کی رفتار ہوتی ہے،جس سے کسی چیز کا تعاقب کیا جاتا ہے۔

Humanism (ہیومے نظم) انسانیت کا نظریہ: یہ نظریہ نفسیات میں گیسٹالٹ (Gestalt) ابراہیم ماسلو(Maslow) کارل روجرس(Carl Rojers) کے نظریہ پر مبنی ہے بہت سے نفسیاتی ماہرین اس طرف توجہ نہیں دیتے مگر یہ نظریہ بھی سیکھنے کے عمل میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔

(Existentialism) (ایکس ٹینشیہ نظم) وجودیت کا فلسفہ :نفسیات کے اس فلسفہ کے مطابق ہر چیز کا ایک وجود ہے اور وہ ہر کسی شخص کے اندر رہتا ہے۔اسمیں طالب علم خود اپنی طاقت، صلاحیت اور اپنی ہستی کو اپنی دلچسپی اور لگن کے ساتھ حاصل کرتے ہیں۔

Philosophical Bases (فلوسوفیکل بیسس) فلسفیانہ بنیادیں: تعلیم کا مقصد کسی نہ کسی فلسفہ کی بنیاد پر ہی مبنی ہوتا ہے اور یہ نصاب ہی ہے جس سے ہم تعلیمی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

Coherence (کوہیرنس) آپسی ربط: دو چیزوں کا خیال جو ایک دوسرے پر منحصر ہوں اور مل جل کر چلتی ہوں۔انمیں آپسی ربط ہونا چاہئے جس سے عمل اور تجربات حاصل کرنے میں شک وشبہات راور دشواریاں طلباء کے ذہن میں نہ پیدا ہوں۔جیسے کہ اس مضمون کی اقداریں اور دوسرے مضمون کی اقداروں میں فرق۔

خلاصہ کلام

نصاب کی تدوین: نصاب کی تدوین ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے اور اس تک پہنچنے کے لئے نصاب کی تدوین کے ضروری اور اہم عناصر پر غور کرنا لازمی ہے جس سے ہم نصاب کی تدوین کے عمل کو بہتر طریقہ سے سمجھ سکیں گے۔

نصاب کی تدوین کے بنیادی عناصر: نصاب کی تدوین کے بنیادی عناصر میں تعلیم سے تعلق رکھتے ہوئے مختلف عوامل شامل رہتے ہیں جس میں تعلیم کے مقاصد اور مقاصد کی درجہ بندی شامل رہتی ہیں جسمیں نظریات یا فلسفہ، اغراض، مقاصد، ہدف وغیرہ میں شامل رہتے ہیں۔

نصاب کی تدوین کے عام اصول: نصاب کی تدوین تعلیم کا مرکزی فریضہ ہے جو کہ ہندوستان میں وزارت انسانی وسائل اور ترقی کے تحت آتا ہے اور تعلیم کی مرکزی منصوبہ بندی کرنے کے لئے نصاب کی تدوین کے فریم ورک قائم کئے جاتے ہیں جو کہ

تعلیم کی مختلف سطحات اور کورس کے لئے شاہ راہ فراہم کرتے ہیں۔ یہ تمام کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔

نصاب کی تدوین کی تاریخ: نصاب کی تدوین کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کی تعلیم اور ع تہذیب کی۔ مختلف قومیں، ملک اور معاشرے مختلف قسم کے نصاب کی تدوین کرتے ہیں اور کر چکے ہیں کچھ آج بھی رائج ہیں اور بہت سے جدید دور میں تبدیل ہو گئے۔ ایس کے مورتی (SK Murti) کے مطابق نساب کی تدوین کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے۔

تنقیدی جائزہ کے سوالات Questions for Critical Thinking

حصہ اول: یہ حصہ پانچ معروضی سوالات پر مشتمل ہے۔ ہر ایک سوال کے لئے چار جوابات (a)،(b)،(c)اور(d) دیے گیے ہیں۔ ان میں کوئی ایک صحیح جواب ہے، آپ صحیح جواب کا انتخاب کیجئے۔

(1) نصاب کی تدوین کی ضرورت ہے؟

(a) تعلیم کی ترقی کے لئے۔

(b) تکنالوجی کی ترقی کے لئے۔

(c) ہدایتی عمل کی ترقی کے لئے۔

(d) سماج کی ترقی کے لئے۔

(2) نصاب کی تدوین کی اہمیت ہے؟

(a) تعلیم کے لئے۔

(b) اساتذہ کے لئے۔

(c) طلباء کے لئے۔

(d) اسکولوں کے لئے۔

(3) نصاب کی تدوین کی سب سے اہم بنیاد ہے؟

(a) سماجی۔

(b) سیاسی۔

(c) معاشی۔

(d) نفسیاتی۔

(4) نصاب کی تدوین ایک عمل ہے؟

(a) تعلیم کا۔

(b) معاشرے کا۔

(c) اسکول کا۔

(d) ایک کورس کا۔

(5) نصاب کی تدوین کے اصول کیا ہیں؟

(a) طلباء مرکوز۔

(b) اساتذہ مرکوز۔

(c) ہدایتی عمل مرکوز۔

(d) سماج مرکوز۔

حصہ دوم: پانچ مختصر جواب کے سوالات کا جواب دیجیے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 100 لفظوں پر مشتمل ہو۔

(1) نصاب کی تدوین کے معنی اور اہمیت واضح کیجئے ؟

(2) نصاب کی تدوین کے اہم اصول بیان کریں؟

(3) نصاب کی تدوین کی ثانوی سطح پر ضرورت واضح کیجئے ؟

(4) نصاب کی تدوین کے فلسفیانہ اصول واضح کریں؟

(5) نصاب کی تدوین ایک حرکیاتی عمل ہے، بحث کیجئے۔

(6) نصاب کی تدوین اور تاریخی پس منظر کے تعلقات کے عناصر درج کریں۔

حصہ سوم: دو طویل جواب والے سوالات پر مبنی ہیں، ان میں سے کوئی ایک سوال کا جواب دیجیے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 250 لفظوں پر مشتمل ہو۔

(1) نصاب کی تدوین کی تیاری و ترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل پر روشنی ڈالیے۔

(2) نصاب کی تدوین کے ماڈل اور اسکے استعمال پر روشنی ڈالئے؟

مطالعہ جات (Suggested Reading):

1. Jayswal, Sita Ram. (1965). the study of History, Nehru, Nehru on society, education and culture.
2. Education and national Development, Report of the education commission, 1964-66, Vol.2, School Education, NCERT 1970, First Edition 1966.
3. Report of the secondary education commission, Mudaliar commission report, October 1952 to June 1953,Ministry of Education, Government of India.
4. Thapar, Romila, Sep.5, 2005. National curriculum framework and social sciences, The Hindu.
5. Panikkar, K.N, History textbooks in India: Narratives of religious nationalism.
6. Education and National Development, Report of the education commission, 1964-66, Vol.2, School Education, NCERT, 1970, First Edition 1966.
7. National curriculum Framework for school education, November 2000.
8. Bhattacharya, Neeladri, Spring 2009, Teaching history in schools: The politics of textbooks in India, History Workshop Journal, issue 67.
9. Kumar, Krishna. (2001) Prejudice and Pride, new Delhi.

10 National curriculum framework 2005.

11 NCERT (2005), National Curriculum Framework -2005, English Edition, NCERT, New Delhi.

12. قومی درسیات کا خاکہ -2005، اردو ایڈیشن (2008)، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، نئی دہلی۔

13 Ministry of HRD (1993), Learning without Burden, Report of the Advisory Committee appointed by the MHRD, Department of Education, New Delhi.

اکائی-2 نصاب کا تصور (حصہ اول)

Unit 2: Concept of Curriculum (Part-1)

2.1 درسیات اور نصاب کا تصور (Meaning of Curriculum framework and Syllabus)

2.2 درسیات اور نصاب کے مختلف عکس (Different images of Curriculum and syllabus)

2.3 درسیات کی ترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل
(Factors influencing the Curriculum Development)

2.1 درسیات(Concept of curriculum)اور نصاب کا تصور

تعارف:

طلبائے عزیز' آپ درسیات (Curriculum) کی تیاری کی بنیادوں سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس اکائی میں آپ درسیات کے تصور سے آگاہی حاصل کرینگے۔ اس اکائی میں سب سے پہلے آپ کو درسیات کی بنیادی ساخت یا نظام (Curriculum fram work سے واقفیت دی جائے گی۔

اس کے بعد نصاب (Syllabus) کے معانی اور مفہوم سے واقف کراتے ہوئے درسیات اور نصاب کے مختلف خاکوں (images) سے گذار کر درسیات کی تیاری پر اثر انداز ہونے والے عوامل بتائے جائینگے۔

اس کے بعد درسیات کی اقسام بالخصوص بنیادی درسیات (core-curriculum) ' باطنی (چھپی) درسیات (Hidden curriculum) اور غیر موثر درسیات (Null-curriculum) کے بارے میں معلومات دی جائینگی اور آخر میں بھارت میں درسیات کی اصطلاح اور قومی درسیاتی خاکوں کی مدد سے ملک میں ہونے والے درسیاتی ارتقا سے واقف کرایا جائے گا۔

☆ اغراض:۔

- درسیات کے تصور کا فہم حاصل کرنا
- درسیات کی تیاری کی بنیادوں سے واقف ہونا
- درسیات پر اثر انداز ہونے والے عوامل سے واقف ہونا
- درسیاتی خاکے اور نصاب کے فرق کو جاننا
- درسیات کی اقسام کو معلوم کرنا
- بھارت میں درسیات کے ارتقائی مراحل کا فہم حاصل کرنا
- درسیات کی تیاری کے مختلف ماڈل (نمونے) اور اعمال جاننا
- درسیات کے نفاذ کی حکمت عملی معلوم کرنا
- درسیات کے جائزے کے طریقوں کو معلوم کرنا تا کہ عملاً اس کا انطباق کر سکیں
- درسیات کی تیاری، تنفیذ اور جائزے کے حرکی عمل سے واقف ہونا

☆ اکتسابی نتائج:۔

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائینگے کہ:

- درسیات کے معانی اور مفہوم کو بیان کر سکیں
- درسیات پر اثر انداز ہونے والے عوامل کی شناخت کر سکیں
- درسیات اور نصاب میں فرق کو بیان کر سکیں
- درسیات کی تیاری کے ارتقائی مراحل کو بیان کر سکیں
- درسیات کی تیاری کے مختلف ماڈل/نمونے جان کراس کے مطابق عمل کر سکیں
- درسیاتی اسکیم کو نافذ کر سکیں
- درسیات کے جائزے کے طریقوں سے واقف ہو کر رائج الوقت درسیات کا جائزہ لے کراس کی تعین قدر کر سکیں

2.1.1 درسیاتی خاکہ (Curriculum Frame Work)

مفہوم:۔ ہم عمارت دیکھتے ہیں۔ عمارت بنانے سے پہلے اس کا ایک خاکہ تیار کیا جاتا ہے جو صاحب عمارت کی ضرورت اوراس کے وسائل پر منحصر ہوتا ہے۔ عمارت کی تعمیر سے پہلے ہم اس کے مقصد اور ضرورت کے تحت اس کا ایک خاکہ (نقشہ) (Design) بناتے ہیں۔ اس خاکے میں کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی بنیادوں سے لے کراس کی تکمیل کے بعد نظر آنے والی شکل کو دکھایا جائے۔ عام طور پر یہ چیزیں کاغذ پر بنائی جاتی ہیں جس کو دیکھ کر کوئی بھی شخص آسانی سے عمارت کی شکل کا تصور کر سکتا ہے اور اس نقشے کو دیکھ کر ہی عمارت تعمیر کرنے والے افراد مثلاً انجینئر (Engineer) مستری (راج مزدور) وغیرہ کام کرتے ہیں۔ یہ نقشہ اتنا مختصر اور جامع ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کر ہم آسانی سے عمارت تعمیر کر لیتے ہیں۔

اس طرح کے نقشے میں عام طور پر عمارت کی لمبائی، چوڑائی، بلندی، دروازے، کھڑکیاں، کمروں کی تعداد، ہوا اور روشنی کا نظم، اندرونی ضروری سہولتیں، مختلف کمروں مثلاً باورچی خانہ، واش روم، اسٹڈی روم وغیرہ مقام، زینہ اوراس عمارت کی بنیادوں کے علاوہ کس طرح کی اشیاء (Material) سے عمارت تعمیر ہوگی' اس کا جامع اور مختصر ذکر ہونا۔ ان تمام امور کو تکنیکی انداز میں دکھایا جاتا ہے اور حسب ضرورت صراحت کی جاتی ہے۔

اسی مثال پر ہم درسیاتی خاکے (curriculum frame work) کو قیاس کر سکتے ہیں۔

درسیاتی خاکے کا مفہوم ''درسیاتی خاکہ ایک ایسی دستاویز کا نام ہے جس میں ہم انفرادی اور سماجی مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے اسکول کی جانب سے طلباء کو لازماً مہیا کرائے جانے والے اکتسابی تجربات کا فہم حاصل کرتے ہیں جس میں تعلیم کے بنیادی تصورات اور اکتسابی تجربات کی بنیادوں کا احاطہ کیا جاتا ہے''۔

جیسا کہ ہم اس سے پہلے اکائی میں درسیات کے معانی اور تصور کے تحت دیکھ چکے ہیں کہ درسیات سے وہ منصوبہ بند سرگرمیاں مراد ہیں جن پر عمل کر کے ہم متعینہ تعلیمی مقاصد کو حاصل کرتے ہیں۔ ان مقاصد کے حصول کے ذرائع یعنی مواد (content) اس مواد کی ترسیل کے ذرائع، یعنی تدریسی طریقے کے ساتھ وہ علم' مہارتیں اور رجحانات کو طے کرتے ہیں جس کے

ذریعے ہمیں تعلیمی مقاصد حاصل ہوسکیں۔ اسی کے ساتھ درسیات ہمیں مواد (content) کے انتخاب، تدریسی طریقوں اوران اشیاء کے انتخاب میں مدد کرتی ہیں جو ہمارے مقصد کے حصول میں معاون ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں درسیات ہمیں جانچ یا تعین قدر کے طریقوں سے بھی واقف کراتی ہیں۔ درسیات کے بارے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ''درسیات نہ ہی کوئی دستاویز (document) ہے اور نہ ہی تجربات کا کوئی مربوط اور ترتیب وار سلسلہ بلکہ درسیات سے مراد طالب علم کو متعینہ مقاصد تعلیم کے حصول میں مدد کرنے والا ایک منصوبہ ہے''۔

درسیاتی خاکہ (curriculum frame work) ہمیں تعلیم و تعلّم کے بنیادی سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ مثلاً تعلیم کے عمومی مقاصد کیا ہیں؟ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کون سے اکتسابی تجربات فراہم کیے جائینگے؟ وہ کون سے طریقے ہونگے جن پر ہم عمل کرینگے اور یہ کہ ہم اپنے مقاصد کے حصول کی جانچ کیسے کرینگے......

اس کے علاوہ ہمیں درسیاتی خاکے سے مخصوص مراحل کے تعلیمی اغراض و مقاصد معلوم ہوتے ہیں۔ مختلف مضامین کی شمولیت، ان کی تدریس کے اغراض و مقاصد اور اس کے لیے درکار مواد کا انتخاب' بہتر مواد کے انتخاب اور بہتر طریقہ ہائے تدریس و دیگر اکتسابی تجربات کے انتخاب کے اصولوں یا معیار کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ مواد اور اکتسابی تجربات کی تنظیم بھی بتائی جاتی ہے۔

ان بنیادی سوالوں کے جوابات کے تحت' درسیاتی خاکہ ہمیں تفصیلی نصاب (syllabus)' کلاس روم میں کیے جانے والے اعمال (Class room practise) سے واقف کراتا ہے۔ اس کے بعد کے مرحلے میں ہم معیاری نصابی کتب (Text book)' تدریسی و اکتسابی اشیاء (Teaching learning material) کے بارے مں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ طلباء کی جانچ اور تعین قدر کی اسکیم بھی درسیاتی خاکے کا اہم جز ہوتی ہے۔

درسیات کی تیاری میں مواد (content) کا انتخاب کے اصول ہوں یا بہتر طریقہ ہائے تدریس کے انتخاب کی کسوٹی، بہتر تعلیمی و اکتسابی اشیاء طے کرنے کے اصول ہوں یا جانچ اور تعین قدر کے بہتر اصولوں کا تعین۔ یہ تمام امور بہت سارے مفروضات پر منحصر ہوتے ہیں۔ ان کو ہم بنیادی مفروضات کہتے ہیں۔ یہ بنیادی مفروضات پورے تعلیمی عمل میں خون کی طرح گردش کرتے ہیں۔ ان مفروضات کا واضح فہم تعلیمی پالیسی بنانے والوں سے لے کر اساتذہ، نصابی کتب لکھنے والے اور ممتحن سب کو ہونا چاہیے تبھی جا کر ہم اپنے تعلیمی مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بنیادی مفروضات درسیات کے تمام پہلوؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کا رخ متعین کرتے ہیں۔ ان کا فہم ہمیں اور بالخصوص تعلیمی پالیسی سازوں کو اپنے فیصلوں اور اعمال (practices) پر غور کرنے اور تنقیدی نگاہ ڈالنے کے قابل بنائے گا' اس طرح وہ بازپرسی کے لیے آئندہ موزوں اور مناسب حال تبدیلیوں کے لیے تیار ہونگے۔

یہ بنیادی مفروضات (Foundational assumption) عام طور پر متفق علیہ ہونے چاہیے اور ان کے درمیان داخلی ہم آہنگی ضروری ہے۔ اس طرح کے بنیادی مفروضات کے تعین کے بعد ان کے پر عملی اتفاق رائے ضروری ہے تاکہ ہم درسیات سے متعلق تمام امور کو ان کی روشنی میں طے کرسکیں اور ابھرنے والے اختلافات کو حل کرسکیں۔ جہاں یہ حالت مطلوب ہے

وہیں پر ایسے مفروضات کی تشکیل جس پر تمام متعلقہ افراد متفق ہوں ایک بڑا مشکل کام ہے۔اس کے لیے ہمیں ان مفروضات کی نوعیت (nature) اوران کے آپس میں تعلق کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔اس طرح کے بنیادی مفروضات کو ہم ذیل کے چار اقسام میں بانٹ سکتے ہیں۔

ا۔ انسان، سماج اور سیاسی حالات سے متعلق مفروضات

۲۔ طلباء کی ذات اوران کے پس منظر سے متعلق مفروضات

۳۔ تصور علم سے متعلق مفروضات

۴۔ طلباء کے اکتساب/ سیکھنے سے متعلق مفروضات

درسیاتی خاکہ
(Curriculum Framework)

اس خاکے کا بغور مشاہدہ کیجئے۔

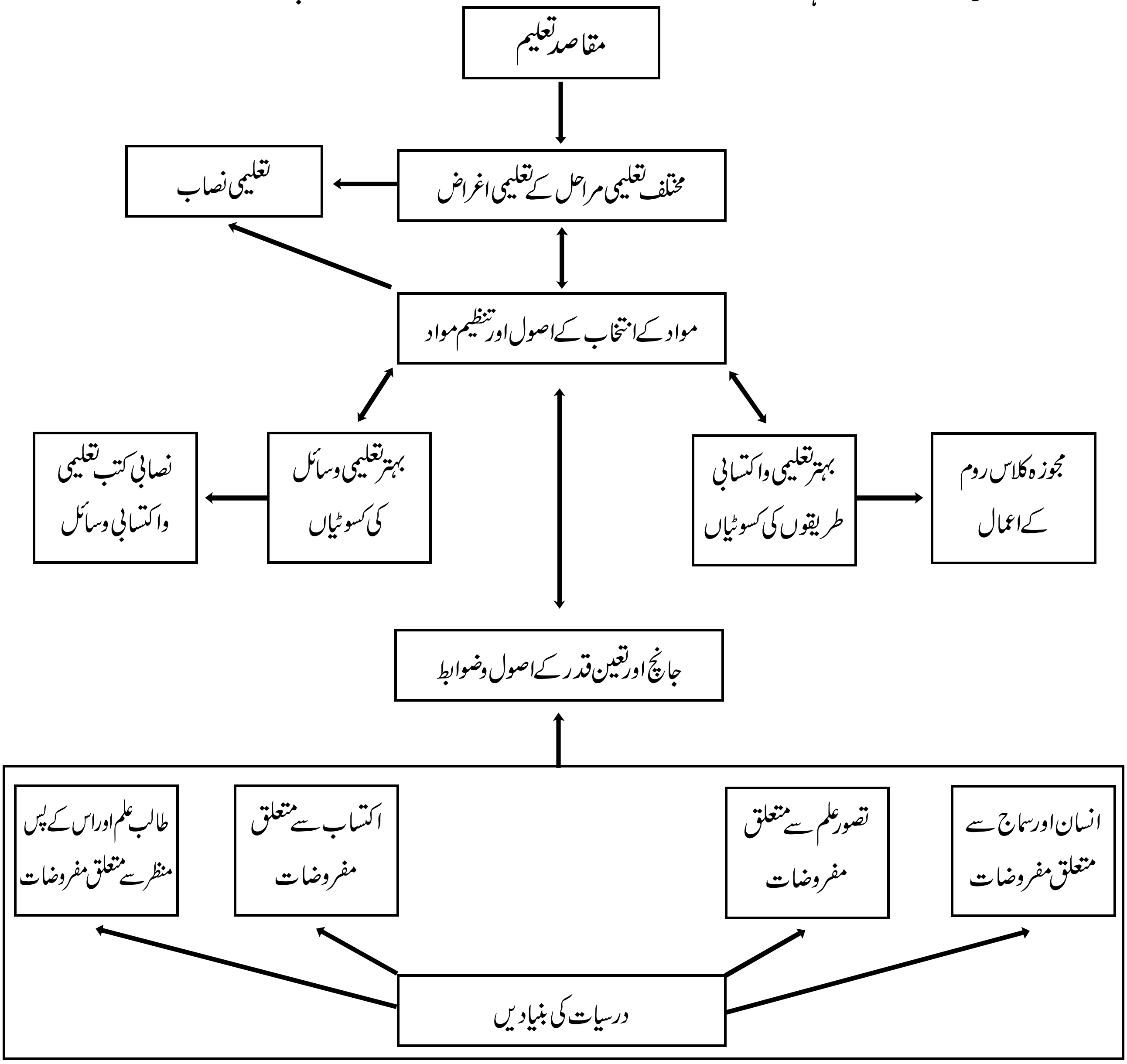

اس میں آپ واضح طور پر تین حصے دیکھیں گے۔ پہلا حصہ جو درسیاتی خاکے کی بنیاد میں ہے اسے ہم بنیادی مفروضات کہتے ہیں اس میں انسان، سماج، طالب علم، تصورعلم اور اکتساب سے متعلق بنیادی مفروضات شامل ہیں۔ یہ درسیاتی خاکے اوپری مراحل کے لیے بنیاد (foundation) کا کام کرتے ہیں اور آنے والے تمام مراحل، وسائل واشیاء کورخ دیتے ہیں۔ یہ بنیادی مفروضات تمام نظری اور عملی کاموں میں رچے بسے ہوتے ہیں۔ دوسرا حصہ بنیادی درسیات (Core curriculum) کا ہے۔ اس میں ہم تعلیمی مقاصد، مرحلہ وار اغراض کو طے کرتے ہیں۔ان مقاصد اور اغراض کے حصول کے لیے ہم مواد (content) کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہاں پر بہترین انتخاب اور تنظیم مواد کے اصولوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔اس مواد کو طلباء تک بہتر طریقے سے پہونچانے کے لیے ہم بہترین طریقوں اور وسائل کا انتخاب اصولی بنیادوں پر کرتے ہیں۔اور آخر میں طلباء کی جانچ اور تعین قدر کے اصول وضوابط طے کرتے ہیں تا کہ مقصد کی جانب پیش قدمی کا جائزہ لیا جاسکے۔ درسیاتی خاکے کا تیسرا حصہ درسیاتی تفصیلات پر منحصر ہوتا ہے۔اس حصے میں ہم نصاب کی مرحلہ وار تفصیلات طے کرتے ہیں، نصاب کے تعین کے بعد کلاس روم کے اعمال تجویز کیے جاتے ہیں۔اس میں ہمیں نصابی کتب اور تعلیمی وسائل (تدریسی واکتسابی) فراہم کیے جائینگے اور آخری مرحلے میں جانچ کے اصولوں کی روشنی میں طلباء کی جانچ اور تعین قدر کے لیے تفصیلی اسکیم بنائی جاتی ہے۔

بھارت جیسے بڑے اور تکثیری (pluralistic) ملک میں ہم چند دستوری اصولوں مثلاً عدل وانصاف، جمہوریت، مساوات، بھائی چارہ وغیرہ پر آسانی سے اتفاق رائے ہو جائے گا مگر دیگر تفصیلات میں بحث کا دروازہ کھلا ہے۔اس کو بامعانی اور مثبت رخ دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہم درسیاتی خاکے، درسیات اور نصاب کا ایک ایسا نقشہ تیار کریں جس کے ذریعے سے ہم مختلف امور اور معاملات کی اہمیت وافادیت کو سمجھنے کے ساتھ ان تمام کے درمیان تعلق کو سمجھ سکتے ہیں۔اس طرح تعلیم کے میدان میں ابھرنے والے سوالات اور ان کے متوقع جوابات تک راہنمائی کی جاسکتی ہے۔اس طرح ایک تصوراتی خاکہ ہماری تحقیق اور بحث کے لیے ایک نظریاتی بنیاد بن سکتا ہے۔

نصاب (syllabus): کے لفظی معانی مطالعے یا پڑھائی کا مقررہ نصاب یا کسی امتحان کے لیے مطلوبہ علم یا مطالعے کی وضاحت ہے۔تعلیمی میدان میں نصاب کے معانی میں وسعت ہے۔ یہاں نصاب تعلیم کے مختلف مراحل میں پڑھایا جانے والا مواد (content)، دیا جانے والا علم، پیدا کی جانے والی مہارتیں، پروان چڑھائے جانے والے رجحانات کا نام ہے۔

تعلیم کے عمومی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم تعلیم کے مراحل طے کرتے ہیں اور ان تعلیمی مراحل میں ہر مرحلے کے لیے مخصوص اغراض کا تعین کیا جاتا ہے۔اس کے بعد ان اغراض کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں مواد کے انتخاب اور تنظیم مواد کے اصولوں کے تحت ایسے مواد کو منتخب کرتے ہیں جس کے ذریعے ہم طے شدہ اہداف حاصل کر سکیں۔تعمیر علم کے اصولوں کے تحت ہم آپس میں مربوط تصورات (concepts)،معلومات،معلومات کو معقولیت کے اصول،مہارتیں،اقدار اور رجحانات وغیرہ کو تعلیمی مرحلہ کی مناسبت سے منظّم کرتے ہیں۔اس سے اس تعلیمی مرحلے کا ''نصاب'' تیار ہوتا ہے۔گویا نصاب طے شدہ/ متفقہ درسیات (curriculum) کے ذریعے وجود میں آتا ہے۔

درسیات میں ہم تعلیم کے عمومی مقاصد طے کرتے ہیں ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم مختلف تعلیمی مراحل کی اغراض (objectives) طے کرتے ہیں۔ نصاب ہمیں مواد کی ترتیب کے لیے موثر اور ہم آہنگ خطوط مہیا کرتا ہے نصاب کے ذریعہ ہم درسیاتی مقاصد کو مرحلہ وار مواد تعلیم (course content) میں عملاً برتتے ہیں۔ ہر مضمون کا نصاب معلم کو کلاس روم کے تجربات کو منظم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر معلم اسی ذیل میں ہم نصابی سرگرمیوں کو بھی منظم کرتا ہے۔ نصاب' طلبا کو ان کے اپنے ذاتی اغراض طے کرنے میں بھی مددگار رہوتا ہے۔ تفصیلی نصاب معلم کو ہر اس کلاس کی تعلیمی اغراض سے واقف کراتا ہے اور اس طرح معلم اپنی تدریس کو موثر بنا سکتا ہے۔ متعینہ اغراض جانچ اور تعین

قدر (Evaluation) کو بھی درست نسبت عطا کرتے ہیں کیونکہ ہم طالب علم کی طے شدہ نصاب پر ہی جانچ کرتے ہیں۔ نصاب کو ہم معلم کی جوابدہی اور طالب علم کے حاصلات (نتائج) کی بنیاد بنا سکتے ہیں۔ نصاب کے ذریعے ہم طالب علم کے ہمہ جہت ارتقاء میں کسی مضمون کے کردار (Role) کو متعین کرتے ہیں۔ نصاب ہمیں ان متعینہ مہارتوں اور صلاحیتوں سے واقف کراتا ہے جو طالب علم میں پیدا کرنی ہیں۔ نصاب معلم کو موزوں تدریسی مواد، موزوں اکتسابی تجربات اور موزوں طریقہ ہائے تعلیم اور مفید تعلیمی وسائل کی جانب راہ نمائی کرتا ہے۔ نصاب معلم کے ذریعہ استعمال کیے جانے والے طریقوں اور ذرائع کو طے کرتا ہے۔ نصاب کے ذریعہ معلم طلباء کو ان حوالہ جاتی ذرائع (Refrence material) تک رسائی بہم پہونچاتا ہے جو ان کی مزید ترقی میں کارآمد ہوتے ہیں۔ نصاب ہی کے ذریعے ہم مضامین کے آپس میں ربط اور ہم آہنگی کو سمجھا سکتے ہیں۔ نصاب کسی بھی کورس (تعلیمی مرحلے) کے بنیادی خطوط کا تعین کرتا ہے اس کے ذریعے ہم کورس کے تکملے کے بعد طالب علم سے وابستہ توقعات کو جان سکتے ہیں۔ نصاب ہمیں مخصوص مطالعے، تفویضات (Assignments) اور امتحانات کے بارے میں معلومات دیتا ہے۔

2.2 درسیات اور نصاب اور درسی کتب کے مختلف عکس:۔

اس اکائی میں آپ درسیات اور نصاب اور درسی کتب کے بارے میں مختلف تصورات سے واقف ہونگے تاکہ آپ ان تصورات سے گذر کر ان تینوں اصطلاحات کے صحیح مفہوم کو سمجھ سکیں اور ان سے متعلق غلط فہمیوں سے بچ سکیں کیونکہ ان سے متعلق غلط فہمی معلم کی کارکردگی اور نتائج کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہے۔

(ا) اکتسابی منصوبہ:۔ درسیات طالب علم کے اکتسابی عمل کا ایک منصوبہ ہے یہ منصوبہ طالب علم کی موجودہ حالت سے شروع ہتا ہے اس منصوبے میں طلباء کے سیکھنے کے عمل کے تمام ضروری پہلو زیر بحث آتے ہیں۔ ان پہلوؤں کی افادیت پر کلام کیا جاتا ہے اور ان کی تعلیم کے مقاصد میں حصولیابی کو معیار بنایا جاتا ہے۔ اس منصوبے میں تعلیم کے مختلف مراحل کے اغراض کا تعین کرتے ہیں۔ ان اغراض کو حاصل کرنے کے لیے مواد (content) کا انتخاب اور اس کی تنظیم (organise) پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس منصوبے کا ایک لازمی حصہ طریقہ تدریس کے عام اصولوں سے واقفیت بہم پہونچانا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اچھے اور معیاری تدریسی و اکتسابی وسائل (Teaching learning material) کے بارے میں معلومات

دی جاتی ہے اور TLM طلبا کی جانچ اور تعین قدر کے بارے میں واضح اصول وضوابط طے کیے جاتے ہیں۔

(۲) تعلیمی فیصلہ سازی کے لیے ایک تصوراتی خاکہ:۔ درسیات کی تیاری میں تعلیمی مقاصد (aims of education) بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کے تعلق کو سمجھنا ناگزیر ہوتا ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو درسیات تعلیمی امور میں فیصلہ کرنے کے لیے ایک تصوراتی خاکے (conceptual frame work) کا کام انجام دیتی ہیں۔ اس میں کلاس روم میں کیے جانے والے تمام اعمال کی تفصیلات سے قطع نظر صرف اصولی گفتگو کی جاتی ہے۔

(۳) منصوبہ بند سرگرمیاں:۔ درسیات کو ہم ایک منصوبہ بند سرگرمی قرار دے سکتے ہیں جو تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے انجام دی جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے مواد کا انتخاب' کیا پڑھایا جائے' کونسا علم دیا جائے' کونسی مہارتیں طلباء میں پیدا کی جائیں اور ان میں کن رجحانات کو پروان چڑھایا جائے۔ ان تمام سوالات کا جواب اس منصوبے میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تدریسی واکتسابی وسائل، تدریسی طریقے اور جانچ کے طریقے بھی واضح کیے جاتے ہیں۔

(۴) اس خاکے میں رنگ بھرنے کے لیے ہمیں تعلیم اور تعلّم کے تمام پہلوؤں پر اصول اور کسوٹیوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً مواد کا انتخاب اور اس کی تنظیم' طلبا کے ساتھ معلم کے تعاملات (inter actions) کلاس روم کا نظم' تدریسی واکتسابی وسائل (TLM)۔ اس کام میں درسیات کے بنیادی مفروضات (fundamental assumptions) ہماری بڑی مدد کرتے ہیں۔ ان تمام مفروضات میں ہم آہنگی پیدا کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے' وہیں یہ بات بھی ضروری ہوتی ہے کہ ان بنیادی مفروضات کو بہت واضح اور سادہ انداز میں بیان کیا جائے اور تمام متعلقہ افراد ان پر متفق ہوں۔

ایک بڑی غلط فہمی

> اس وقت ہمارے ملک میں تعلیم وتعلّم کے اعمال کے بارے میں سب سے بڑی غلط فہمی' اس کا صرف اور صرف امتحانی نقطۂ نظر سے ترتیب دینا ہے۔ ہم درسیات، نصاب اور نصابی کتب سب کو صرف امتحان میں کامیابی حاصل کے واحد مقصد کے تحت ترتیب دیتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ تعلیمی مقصد نہیں ہوسکتا۔ ہماری درسیات، نصاب اور درسی کتب میں مقاصد تعلیم، طالب علم کی ضروریات، ملک کا سماجی اور معاشی پس منظر، تہذیبی ضروریات کے لحاظ کو قرار واقعی اہمیت حاصل نہیں ہورہی ہے۔

درسیات کا محدود مفہوم: ۔اس سے ہم صرف کورس کی تفصیلات سمجھتے ہیں جس میں پڑھائے جانے والے مضامین کا آپس میں کوئی ربط وآہنگ موجود نہیں ہوتا ہے۔ علم' درسی کتابوں میں محدود ہوتا ہے یا قید کردیا جاتا ہے۔ طلباء سے ان کتابوں کو حفظ (memorise) کرنے کی توقع کی جاتی ہے تاکہ وہ امتحانات میں اس مواد کو لکھ سکیں۔ درسی کتاب کو درسیات کا درجہ دیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ درسی کتاب درسیات کا ایک جز ہوتی ہے۔ دوسرے محدود مفہوم میں ہم درسیات کو صرف مضامین کے لحاظ سے اسباق کی فہرست مراد لیتے ہیں جو مختلف کلاسوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں مضامین کے ہفتہ وار گھنٹے (periods)، مضامین کی تعداد، مضامین کی امتحانی نقطہ نظر سے اہمیت یعنی امتحان میں ان کے نمبرات (نشانات) وغیرہ مراد لیا جاتا ہے۔

درسیات کا انتہا پسندانہ وسیع مفہوم:۔

اوپر دیے گئے محدود مفہوم کے ردعمل میں درسیات کے مفہوم کو وسعت دینے کے لیے دوسری انتہا کو پہونچتے ہیں جس کے مطابق اسکول میں اور اسکول کے باہر کی جانے والی ہر سرگرمی کو ہم درسیات میں شامل کرتے ہیں۔

ان دو انتہاؤں کے درمیان ہمیں اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

ہم نصاب اور درسیات کو ہم معانی سمجھنے کی غلطی کرتے ہیں جبکہ حقیقتاً یہ دونوں علیحدہ اصطلاحات ہیں۔معلم جب کلاس روم میں طلبا کے ساتھ درس و تدریس اور اکتسابی عمل میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے سامنے صرف وہ مواد ہوتا ہے جسے اسے طلباء کو پڑھانا ہے' اسی کو گویا نصاب کا ہم معانی سمجھا جاتا ہے۔جبکہ اس کے علاوہ اس سے مناسب طریقہ تدریس،موزوں تدریسی و اکتسابی وسائل (TLM) اور متعینہ اصول وضوابط کے تحت جانچ بھی مطلوب ہوتی ہے۔یہ تمام امور معلم کے ذہن میں واضح ہوں' ایسا نہیں ہے۔اکثر و بیشتر معلم کے ہاتھ میں''درسی کتاب'' ہوتی ہے اور وہ درسی کتاب کو نصاب کی معراج سمجھتا ہے۔''وہ درسی کتاب میں موجود ہر بات کو پڑھانا چاہتا ہے اور اس غلط فہمی کا شکار رہتا ہے کہ اس جو کچھ پڑھانا تھا وہ سب کچھ اس درسی کتاب میں موجود ہے۔ درسی کتاب اس کی رہنما بن جاتی ہے جسے اسے پڑھنا اور طلباء کو پڑھانا ہے۔بعض مواد کو بار بار دہرانا (آموختہ) (repeatation) ہے تاکہ طلباء اسے یاد کرلیں تاکہ امتحان ک وقت وہ کام آسکے۔

اسباق کے آخر میں دیے گئے سوالات،طلباء کی جانچ کا پیمانہ قرار پاتے ہیں۔ان سوالات کے زبانی اور تحریری جوابات جو صرف اور صرف اسی سبق سے ماخوذ ہوتے ہیں طلباء کی تعین قدر کا معیار قرار پاتے ہیں۔اس طرح درسی کتاب نہ صرف نصاب بلکہ کلاس روم کے تمام اعمال کی معراج بن جاتی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ اس طرح کے جامد طریقۂ تدریس سے طلباء کی ہمہ جہت ترقی کا خواب دیکھنا عبث ہے۔اس طرح سے ہم طلباء میں موجود صلاحیتوں کو کبھی بھی پروان نہیں چڑھا سکتے۔

اس لیے ضروری ہوگا کہ اساتذہ نصاب اور درسی کتاب کے اس دقیانوسی تصور سے آزاد ہوں۔درسی کتاب معلم کے ہاتھ میں ایک اوزار (tool) ہے۔نصاب اور درسی کتاب کے صحیح تعلق کو سمجھنا ناگزیر ہے۔اس کے بعد ہی معلم سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ درسی کتاب کے باہر بھی جاکر دیکھ پائے۔

2.3 درسیات کی ترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل

درسیات کی ترقی پر عام طور پر چار عوامل اثر انداز ہوتے ہیں جن پر ذیل میں گفتگو کی جارہی ہے۔

(ا) علمی عوامل:۔

اس میں بطور خاص دو نکات قابل توجہ ہوتے ہیں: (ا) معلومات کا جمع کرنا (۲) معلومات کے ذرائع ہم عام طور پر اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ معلومات ہی علم ہے اور ہم تعلیم کا مطلب معلم کے ذریعہ طلباء تک معلومات فراہم کرنے کے عمل کو سمجھتے ہیں اس وجہ سے عام طور پر ہم اسکول کو سائنس، ریاضی، زبان اور سماجی علوم کی معلومات کا گودام سمجھتے ہیں جہاں طالب علم ان مضامین کی

معلومات حاصل کرنا ہی اپنا مقصد سمجھتے ہیں۔اس عمل میں معلم معلومات فراہم کرنے والا اور طالب علم معلومات حاصل کرنے والا بن جاتے ہیں اور معلومات کی منتقلی کا عمل طالب علم کو حقیقی علم سے بے بہرہ ہی رکھتا ہے۔عام طور پر درسیات کے تعینکے وقت مضامین اور نفس مضمون کے تعین کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔درسیات میں مضمون سے متعلق مفید نفس مضمون(content) کی شمولیت بڑی اہم اور نازک ہوتی ہے۔اس بارے میں عام طور پر ہم ایسا نفس مضمون تلاش کرتے ہیں جو طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کا ارتقاء کرے جبکہ دوسرے اہم پہلو مثلاً وقوفی علاقہ ،حرکی نفسی علاقہ عام طور پر نظر انداز ہوجاتے ہیں۔بعض ماہرین نے درسیات کے مطابق ہم تمام مضامین سے وقوفی علاقہ کے ارتقاء کا کام لے سکتے ہیں جبکہ بعض اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ان کے مطابق ہم وقوفی، نفسی حرکیاتی، تاثراتی علاقوں کی تربیت کسی بھی مضمون کے ذریعہ کرسکتے ہیں۔یہ منحصر ہوتا ہے اس مضمون کی تدریس اور اکتسابی طریقوں پر۔اس طرح ہم دو نکات نظر دیکھتے ہیں۔(۱) نفس مضمون پر زور (۲) عمل اور طریقہ کار (process) پر زور۔دونوں باتیں اپنی جگہ پر مکمل نہیں ہے بلکہ درسیات کی تیاری میں دونوں کی اپنی اہمیت ہے۔بلاشبہ طالب علم کی ترقی میں اس کا اپنے معلم کے ساتھ تعلق، نوعیت، رویہ اور طریقہ کار اہم ہوتا ہے۔یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اس عمل میں طالب علم کے حافظہ سے زیادہ توقع رکھنا بجا نہیں ہوگا کیونکہ ہم صرف حافظہ کی بنیاد پر کسی مضمون کی بنیادوں کا فہم حاصل نہیں کرسکتے اور نہ ہی اس کے ذریعہ مکمل ذہنی تربیت کا سامان ہوسکتا ہے۔اسی طرح سے کسی ایک خاص مضمون کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اس کے ذریعہ ذہنی اور عقلی تربیت ہوگی پوری طرح سے درست نہیں ہوگا۔بجا طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ذہنی ارتقاء اور نفس مضمون میں ایک تعلق ضرور پایا جاتا ہے اور مختلف مضامین کے نقاط نظر الگ الگ ہوتے ہیں ہر ایک مضمون اپنی منفرد انداز میں ذہنی اور عقلی تربیت میں حصہ لیتا ہے۔حقائق کا اکتساب اور تصورات کے فہم میں بھی مختلف باتیں کہی جاتی ہے۔کسی بھی مضمون کے علم کو ہم ذیل کی چار مراحل کی مدد سے سمجھ سکتے ہیں۔

(i) مخصوص حقائق اور اعمال

(ii) بنیادی خیالات

(iii) تصورات

(iv) نکات نظر

(i) مخصوص حقائق اور اعمال:۔

یہ علم کا پہلا زینہ ہے تصورات کے سطح پر یہ سب سے کم درجہ کے حامل ہوتے ہیں مہارت کے حصول میں بھی اس کا کوئی خاص کردار نہیں ہوتا ہے۔مثلاً تاریخیں، واقعات، کسی نظام کا جز، مخصوص قوانین، حساب کے بنیادی اعمال وغیرہ۔

حقائق کے بارے میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ان کی ایک محدود قیمت رہتی ہے۔مثلاً سائنس میں جو چیزیں حقیقت سمجھی جاتی ہیں۔بعد کے تجربات سے غلط ثابت ہوسکتی ہے۔جو چیز آج حقیقت ہے کل کو وہ غلط ثابت ہوگی آج کی حقیقت کل کا

افسانہ بن جاتی ہے اسی کے ساتھ بعض مخصوص حقائق ہمارے تدبر کے عمل کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ان کا بہت احتیاط سے انتخاب کرنا چاہیے ان کی بنیادوں پر ہم عمومی اصول دریافت کر سکتے ہیں۔اس سب کے باوجود حقائق کے علم کو جانچ اور تعین قدر میں مرکزی مقام نہیں ملنا چاہیے۔

(ii) بنیادی خیالات:۔

یہ علم کا دوسرا زینہ ہے اس کے ذریعہ ہم متفرق حقائق ایک لڑی میں پروتے ہیں مثلاً سائنس کے قوانین اور ریاضی کے اصول مثلاً آب وہوا، مٹی، فصل یہ تینوں آپس میں ایک رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ان خیالات کے ذریعہ ہم نفس مضمون کے ایک بڑے حصے پر قابو حاصل کر سکتے ہیں یہ حقائق کی روشنی ہمیں بصیرت عطا کرتی ہے۔ یہ خیالات بنیادی ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی مضمون یا علم کے میدان کے فہم کے لیے ناگزیر ہوتے ہیں۔

(iii) تصورات:۔

یہ علم کا تیسرا زینہ ہے تصورات، خیالات کا ایک پیچیدہ نظام ہوتے ہیں۔ یہ وہ نظریات ہوتے ہیں جنھیں ہم محسوس حالت میں دیکھ نہیں سکتے۔تصورات مختلف تجربات اور مختلف پس منظر میں ترتیب پاتے ہیں۔ان کو ہم انفرادی طور پر سمجھ نہیں سکتے بلکہ یہ ایک کل کا ایک حصہ ہوتے ہیں مثلاً حیوانات، جمہوریت، مساوات وغیرہ۔

(iv) نکات نظر/طرز فکر:۔

یہ اصول، تصورات اور تعریفوں کا آپس میں ایک بندھن ہوتا ہے جو کسی مضمون کے مخصوص طرز فکر کو ظاہر کرتا ہے اس میں اس مضمون کے طریقہ تحقیق، مفروضات اور تصورات شامل ہوتے ہیں۔طرز فکر کو ترقی دینے کے لیے ہمیں مختلف سرگرمیوں، تخلیقی سوچ اور ایجادی طریقہ کی مدد لینی ہوگی۔

(۲) سماجی عوامل:۔

درسیات کی تیاری میں سماجی حالات سماجی ضرورتیں، سماجی مطالبات اور لوگوں کی خواہشات کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے موجودہ دور میں جو تکنیکی سماج (Technological society) بن گیا ہے اس کی کچھ مخصوص ضروریات ہیں اس طرح کے سماج میں ایسے افراد کی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمہ جہتی، ثقافتی اثرات کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ درسیات کی تیاری میں ہمیں سماج کی قسم اور اس کی شناخت کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم سماج کا تجزیاتی اور تنقیدی مطالعہ کریں اور فرد اور اسکول پر پڑھنے والے اس کے اثرات کا جائزہ لیں۔

سماج کے اقسام اور درسیات کی ضرورت:۔

(i) خانہ بدوش:۔ یہ بالکل ابتدائی قسم کا سماج تھا جس میں افراد زندہ رہنے کے لیے گھوم کر غذا جمع کرتے تھے اس سماج میں بچے غیر رسمی طور پر ہی ان تمام مہارتوں کو حاصل کر لیتے تھے اس سماج میں اسکول جیسے کوئی ادارے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

(ii) مویشی پالن سماج:۔اس سماج میں سب سے اہم کام مفید جانوروں کی افزائش ہوا کرتا ہے یہ لوگ تازہ چارے کے لیے ایک مقام سے دوسرے مقام منتقل ہوتے رہتے ہیں اس طرح کے سماج میں بھی بچے اپنے بڑوں سے غیر رسمی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(iii) ذرائع سماج:۔ذرائع سماج میں کاشتکاری کے لیے انسان، جانور اور ٹکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح کے سماج میں ذرائع علوم کی تدریس بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور کاشتکاری کی مہارتیں نئی نسلوں کو منتقل کی جاتی ہے۔

(iv) صنعتی سماج:۔صنعتی سماج میں پیداوار پر خاص توجہ دی جاتی ہے اس میں طلباء کو مختلف فنی مہارتوں سے آراستہ کیا جاتا ہے تاکہ اسے کارخانوں میں کام لے کر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے اس سماج میں عام تعلیم کے ساتھ فنی مہارتوں کی اہمیت ہوتی ہے۔

(v) مابعد صنعتی معاشرہ:۔اس کی مثال امریکہ، جاپان اور یورپ وروس وغیرہ کے ترقی یافتہ ممالک ہے۔ان ملکوں میں بڑے پیمانے پر صنعتیں کام کررہی ہیں۔ان معاشروں میں مشینوں نے انسانوں کو بڑی حد تک بدل کر رکھ دیا ہے۔ان معاشروں میں عمومی تعلیم کے علاوہ فنی اور تکنیکی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔اس مختصر جائزے سے سماج کا درسیات کی تیاری پر اثر واضح ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ دیگر قابل ذکر پہلو درج ذیل ہیں:

(i) تہذیب کی منتقلی:۔

افراد کی عادتیں اور ان کے سماج کے طابع ہوتے ہیں فرد کی زندگی کے ہر پہلو پر سماجی کنٹرول ہوتا ہے یہ سماجی عادات اس سماج میں رہتے ہوئے حاصل ہوتے ہیں۔سماجی قدروں کی مخالفت جرم سمجھی جاتی ہے عام طور پر تہذیب نسل در نسل منتقل ہوتی جاتی ہے۔ درسیات کی تیاری میں ہمیں خاندانی اثرات اور رویہ کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔بچے سماج سے جذباتی طور پر وابستہ ہوتے ہیں۔سماجی اقدار اور اصولوں کو سماج سے اخذ کرتے ہیں زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ جہاں ہمیں سماج کی مفید روایت کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہیں پر جدید دور کے تقاضے کا بھی لحاظ ضروری ہوتا ہے اس طرح سماج ہر وقت تبدیلی کے عمل سے دوچار رہتا ہے۔ہمیں طلباء میں کچھ بنیادی اور ضروری مہارتیں منتقل کرنا ہوتی ہیں تاکہ اس کی بنیاد پر وہ آئندہ ترقی کر سکے اور سماج میں مفید اضافے کرسکیں۔

(ii) تہذیب کے تعلیم پر اثرات:۔

a) اسکول بحیثیت سماجی ایجنٹ:۔موجودہ دور میں اسکول طلباء کی سماجی تربیت کا سب سے اہم مرکز بن گیا ہے دھیرے دھیرے خاندان کے فرائض بھی اسکول کو منتقل ہورہے ہیں اس کی وجہ سے اسکول کو تعلیم کے علاوہ طالب علم کے سماجیانے کے عمل کی بھی ذمہ داری لینی پڑ رہی ہے۔اب اسکول اخلاقی اقدار کا محافظ، جمہوری قدروں کا پاسبان اور شخصیت کی تعمیر کا

ایک اہم مرکز ہے۔ساتھ ہی معلم کی شخصیت بھی طلباء کے لیے ایک رول ماڈل کے طور پر سامنے آتی ہے۔

(b تہذیب اور شخصیت کی تعمیر:۔درسیات کے ذریعہ ہم طالب علم کی شخصیت کا ارتقاء کرنا چاہتے ہیں اس لیے ہمیں درسیات میں ایسے اعمال انجام دینے ہونگے جس کے ذریعہ طالب علم سماجی حقیقتوں کا ادراک کر سکے،ان پر سوال کر سکے اور مفید تبدیلیوں کے بارے میں سوچ سکے اور مفید تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے آمادہ کر سکے۔

(c تعلیم برائے اقدار:۔لنکن کے مطابق مستقبل کی صورت گری ان قدروں پر منحصر ہوتی ہے جنھیں ہم اہمیت دیتے ہیں۔قدروں کے ساتھ اب ٹکنالوجی بھی ایک اہم عنصر ہے۔تہذیب کا مقصد ہی اقدار کا فروغ ہوتا ہے ہماری درسیات مفید قدروں کو فروغ دینے والی ہونی چاہیے۔

(d خودمختار یا انفرادیت اور تخلیقیت:۔موجودہ درسیات میں سوچنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت طلباء میں مطلوبہ حد تک پیدا نہیں ہو رہی ہے اس کی ذمہ داری درسیات پر ہے کیونکہ معلم تخلیقی سوچ کو پیدا کرنے کے لیے درکار مہارتوں سے خالی ہے۔اب ایسی درسیات کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ طلباء میں کھوج،ایجادات اور تجربات کی حوصلہ افزائی ہوتا کہ وہ خود مختاری کے ساتھ اپنی انفرادی تخلیقی صلاحیت کا اظہار کر سکے۔

(e نسلی تفاخر کے نقصانات:۔تہذیب سے لگاؤ اور محبت فطری بات ہے لیکن اس سے آگے بڑھ کر اپنی تہذیب پر بیجا فخر جتانا اور دوسری تہذیبوں کو اپنی تہذیب سے کمتر سمجھنا آج کے اس عالم کاری کے دور میں بہت زیادہ نقصاندہ ہے۔اس وقت ہمیں ایسی درسیات کی ضرورت ہے جس سے ہم مختلف تہذیبوں کے درمیان مفاہمت پیدا کر سکے اس لیے ہمیں بہت احتیاط سے نفس مضمون کا انتخاب کرنا چاہیے اور ایسی سرگرمیاں انجام دینی چاہیے جس سے طلباء میں دوسری تہذیبوں کا احترام پیدا ہو۔

(f مفید سماجی نظریات کی عمل آوری:۔علمی دھماکے کے نام پر درسیات کی ترتیب کے وقت نفس مضمون اور مختلف نظریات کا اضافہ مناسب نہیں ہے ہمیں صرف ان تصورات اور حقائق کو جگہ دینی چاہیے جو سماجی برتاؤ سے ہم آہنگ ہیں۔

درسیات کے ذریعہ ہم تہذیبی ورثہ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔درسیات کے ذریعہ ہم تہذیب میں مفید اضافہ کر سکتے ہیں اور آنے والی نسلوں کو منتقل کر سکتے ہیں۔تعلیم کا ایک مقصد تہذیب وتمدن کو سنوارنا بھی ہے۔اس طرح گویا درسیات کے ذریعہ ہمیں سماجی اور نفسیاتی سرگرمیاں انجام دینی ہوگی جس سے تہذیب اور تمدن میں چار چاند لگ جائیں۔

درسیات کی تیاری میں سماجی پہلو سے ہمیں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ہوگا:

(i سماجی رجحانات کا تجزیہ

(ii سماجی مسائل کی شناخت

(iii سماجی تبدیلیوں کے نتائج

(iv جمہوری طرز زندگی کی حفاظت

(v انفرادی شخصیت کی نشو ونما

(۳) نفسیاتی عوامل:۔

درسیات کی تیاری میں ایک اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ لوگ کیسے سیکھتے ہیں اس کے لیے تعلیمی نفسیات کیا مدد کر سکتی ہے اور تعلیمی نفسیات کو درسیات کی بنیاد کیسے بنایا جا سکتا ہے۔نفسیات میں سیکھنے کے عمل کو کئی نظریات کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ان کی تفصیل میں گئے بغیر ہمیں نفسیاتی پہلو سے ذیل کے نکات کا خیال رکھنا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ تعلیمی نفسیات نے درسیات کی تیاری میں غیر معمولی تعاون کیا ہے مثلاً تھارن ڈائک Thorandyke کے تین اصول جنھیں ہم آمدگی کا قانون،مشق کا قانون اور قانون تاثیر۔ان قوانین کے پیش نظر ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ سیکھنے کے عمل میں طالب علم کا رویہ،محرکات،تدریسی تجربات کا اہم کردار ہوتا ہے۔

کلاسیکی مشروطیت (Classical conditional theory):۔

اس نظریہ کے مطابق ہمیں ایسے محرکات کا انتخاب کرنا چاہیے جو فطری ہوں تا کہ اسے ہم آسانی سے جواب حاصل کرنے میں استعمال کر سکیں۔

عملی مشروطیت کے نظریہ کے تحت اسکنر (Skinner) کہتا ہے کہ ہمیں دو طرح کے جوابات حاصل ہوتے ہیں ایک قطعی جواب جسے ہم ایک مخصوص محرکہ کے ذریعہ طالب علم سے نکلواتے ہیں دوسرا جواب کسی متعین محرکہ کے بغیر نقلی طور پر حاصل کرتے ہیں۔اس طرح ہم ابتدائی اور ثانوی محرکات کی تقسیم کرتے ہیں جس میں انسان کی بنیادی ضرورتیں مثلاً کھانا، پانی، غذا، مکان وغیرہ شامل ہیں جبکہ ثانوی محرکات میں اپنے اطراف رہنے والے افراد کی منظوری حاصل کرنا ہے۔ہمیں ان اصولوں کا خیال درسیات میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ درسیات کی تیاری میں سابق میں برتاؤ کی نفسیاتی نظریات کے تحت کچھ باتوں پر زور دیا جاتا ہے مثلاً بنیادی مہارتوں کی تربیت کے ضمن میں، زبان کی قدریں کے دوران سننے پڑھنے بولنے اور لکھنے کی مہارت پر زور' انفرادی اکتساب کے لیے مختلف طریقوں، ان نظریات زیر اثر تعلیم اساتذہ کے پروگرام میں محرکاتی تدریس، خورد تدریس (Micro Teaching) صلاحیت پر مبنی اساتذہ کی تعلیم،نتائج پر مبنی اساتذہ کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا ہے اسی طرح تعلیمی ٹکنالوجی کا استعمال بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ان نظریات کے زیر اثر طلباء میں ذیل کی باتوں پر زور دیا جاتا ہے۔

مہارتوں کا حصول' بنیادی اور اعلیٰ تعلیم قلیل مدتی اور طویل مدتی اغراض،طلباء کی قابلیت پر مبنی تدریسی مواد، رویہ اور برتاؤ میں منصوبہ بند تدریس کے ذریعہ تبدیلی، آموختہ یا مشق کا اہتمام طالب علم کو اسکول کے علاوہ گھر کام کے ذریعہ مصروف رکھنا،طلباء کی ضروریات اور مطالبات کے اغراض کا مسلسل جائزہ۔

وقوفی نظریات اور درسیات:۔

عام طور پر درسیات کی تیاری میں وقوفی نظریات کو بنیاد بنایا جاتا ہے اس کی وجہ سے درسیات کی تیاری آسان ہو جاتی ہے اور اس کی تنظیم اور جائزہ بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اکثر ماہرین نفسیات انسانی ارتقاء کو عقلی، سماجی ،نفسیاتی اور جسمانی مانتے ہیں۔ ان نظریات کے زیر اثر اکتساب کے بارے میں کئی خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ ان کا درسیات پر کافی
اثر واقع ہوا ان نظریات نے طلباء کی عمر کے مطابق درسیات کی تیاری پر زور دیا۔ ان نظریات کے زیر اثر طلباء کے سابقہ تجربات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ اسی بنیاد پر طالب علم موجودہ مسائل کو حل کرتا ہے اور مستقبل کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے۔ ان نظریات کے تحت نئی معلومات کا حصول اور موجودہ حالات میں ان کا انطباق اور حاصل شدہ معلومات کی جانچ اور تعین قدر کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں ان نکات کو درسیات میں لازمی شامل کرنا چاہیے۔

ذہانت کے مختلف نظریات اور درسیات:۔

ہاورڈ گارڈنر کے ذہانت کے کثیر عنصر نظریہ کے تحت اس کا یہ ماننا ہے کہ ہماری موجودہ درسیات میں ذہنی صلاحیتوں پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ذہنی صلاحیتوں کا ارتقاء ہمارے تعلیمی نظام پر حاوی ہے۔ اس کی وجہ سے دیگر پہلو مثلاً موسیقی ،فنون لطیفہ، جذباتی نشوونما، بین انسانی تعلقات اور سماجی رشتے جیسے اہم عنوانات ہماری درسیات میں جگہ نہیں پاتے۔ اس نظریہ کے زیر اثر موجودہ درسیات میں ہم کئی نئی باتوں کا اہتمام کرنے لگے ہیں۔ مثلاً

i) مسائل کے حل کا طریقہ

ii) تخلیقی سوچ

iii) غور وفکر و تدبر

iv) تنقیدی سوچ

v) انکشافی طریقہ وغیرہ کو شامل نصاب کیا جارہا ہے۔

مظہریاتی نفسیات اور درسیات:۔

انسان کے فوری تجربات جو کہ اس کے لیے ایک حقیقت ہو کے مطالعہ کو مظہریاتی نفسیات کہتے ہیں۔ یہ ایک فکری نظام ہے جو شعور اور براہ راست تجربہ میں آنے والے مظاہر پر زور دیتا ہے ماہرین نفسیات نے کمرہ جماعت میں اس نظریہ کی افادیت کو تسلیم کیا ہے ان کے نزدیک انسان کا اپنی ذات کے بارے میں تصور اس کے اکتساب پر گہرا اثر رکھتا ہے۔

(i) مسیلو (Maslow) کے نظریہ ضرورت کے تحت درسیات میں ہمیں انسان کی جسمانی ضروریات کی تکمیل پر مناسب زور دینا چاہیے یہ اس کی حیاتیاتی ضروریات اتنی شدید ہوتی ہے کہ ان کی تکمیل کے لیے وہ کسی بھی حد تک جاسکتا ہے لہٰذا درسیات طلباء کو اپنی جسمانی ضروریات کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کے لیے تیار کرے۔

(ii) مسیلو (Maslow) کے مطابق انسان پہلے درجے کی ضروریات کی تکمیل کے بعد تحفظ کی ضرورت کی طرف بڑھتا ہے جس میں اس کا جسمانی تحفظ، زندگی میں استحکام، صحت اور ڈر وخوف سے بچاؤ شامل ہیں۔

(iii) تعلق اور محبت کی ضرورت یہ تیسرے درجے کی ضرورت ہے جس میں انسان خاندان اور معاشرے میں عزت حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔

(iv) عزت کی ضرورت یہ چوتھی ضرورت ہے پہلے ابتدائی تین ضرورت کے بعد انسان اپنی عزت نفسی اور دیگر لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی اہلیت اور صلاحیتوں کی شناخت کرتا ہے، خود اعتمادی، کامیابی اور آزادی کے تال میل سے عظمت کی بلندیوں پر جانے کی کوشش کرتا ہے اور معاشرے کے لیے ایک مفید شہری بننا چاہتا ہے۔

(v) خودشناسی مسیلو (Maslow) کے مطابق یہ پانچویں اور آخری درجے کی ضرورت ہے پہلے چار ابتدائی ضرورت کی تکمیل کے بعد انسان اپنی خداداد صلاحیتوں سے آگاہ ہوجاتا ہے اور انھیں ترقی دینے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ ہمیں درسیات کی تیاری میں ان تمام ضرورتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

مسیلو (Maslow) نے اپنے نظریہ میں تین بنیادی اصولوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

i) طالب علم کے اپنے ماحول میں تجربات بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

ii) انسانی خوبیوں مثلاً انتخاب، تخلیق اور اقدار پر زور دینا چاہیے۔

iii) ہمیں طلباء کی عزت نفس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

مسیلو (Maslow) کا درسیات کی تیاری میں یہ بڑا معنی خیز جملہ ہے کہ ہمیں بچے کی جذباتی ضروریات مثلاً محبت اور لگاؤ سیکھنے کے عمل میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور ان ضرورتوں کو حقیقی اکتساب سے پہلے پورا کیا جانا چاہیے۔

اکتساب باہمی:-

مظہریاتی نفسیات میں باہمی اکتساب' سیکھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے اس میں طلباء آپس میں مل کر علم حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ان کے درمیان منفی مقابلہ آرائی کم ہوتی ہے اور اس کی جگہ پر آپسی تعاون میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم اپنی روزمرہ کی تدریس میں یہ بات دیکھتے ہیں کہ معلم بالعموم ذہین بچوں کو پسند کرتے ہیں اور سست رو طلباء سے ناراض رہتے ہیں۔ یہ نفسیاتی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ باہمی اکتساب کے ذریعہ ہم طلباء میں ایک مثبت شخصیت کو فروغ دے سکتے ہیں اور ان کے خودشناسی میں مددگار بن سکتے ہیں۔ اس عمل میں طلباء ایک دوسرے سے معلومات حاصل کرتے ہیں گفتگو کرتے ہیں ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا سیکھتے ہیں اس عمل میں طالب علم جہاں دوسروں کی مدد قبول کرتا ہے وہیں دوسروں کی مدد بھی کرتا ہے۔ باہمی اکتساب کے ذریعہ طلباء کے درمیان آپسی تلخیاں بھی کم ہوجاتی ہے۔

مظہریاتی نفسیاتی ان نظریات کے وجہ سے ہم سیکھنے کے تنگ اور جامد اور صرف ذہنی طرز فکر سے بچ سکتے ہیں۔ اس میں

غیر رسمی طرز عمل کی بھی خاصی اہمیت ہوتی ہے۔طلباء کی آزادی بھی باقی رہتی ہے اور سیکھنے سکھانے کا ایک خوشگوار ماحول پیدا ہوتا ہے۔

مشرقی فلسفے:۔

(1) سامکھیہ فلسفہ اور درسیات:۔

اس فلسفے میں ارتقاء کی بنیادوں کو سمجھنے کی کوشش کی گئی اور 24 اصول بنائے گئے ۔اس میں علم کے تین ذرائع سمجھے جاتے ہیں۔

(i) راست تجربہ ومشاہدات

(ii) ظن وتخمین

(iii) ثبوت

اس میں درسیات میں وید،اپنشد اور مذہبی تعلیمات شامل ہیں۔

(2) یوگا فلسفہ اور درسیات:۔

یہ فلسفہ سامکھیہ فلسفے سے بڑی حد تک استفادہ کرتا ہے اور علم کے وہی ذرائع تسلیم کرتا ہے اس فلسفے میں آخری حقیقت انسان کی مادی بندھنوں سے آزادی ہے۔اس فلسفے نے اس کے لیے آٹھ مراحل طے کیے ہیں۔ان کی درسیات میں وید،اپنشد، یوگا کی اخلاقیات، یوگا کی نفسیات، مذہبی تعلیمات، جسمانی اور روحانی اعمال بھی شامل ہیں۔

(3) نیایہ فلسفہ اور درسیات:۔

یہ فلسفہ بنیادی طور پر منطقی پہلوؤں پر منحصر ہے اس فلسفے کے مطابق نفس، جسم، حواس، ذہن، عقل، جذبات، خوشی اور غم وہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں ہمیں علم حاصل کرنا ہے اس فلسفے کے نزدیک آخری حقیقت اللہ کی ذات ہے اور انسان کی زندگی کا مقصد بندھنوں سے آزادی ہے۔اس فلسفے نے درسیات کے طور پر منطقی صلاحیتوں کے ارتقاء پر زور دیا ہے اور طلباء کو علت اور معلول کے راستے سے واقف کرانے کی کوشش کی ہے۔ان کی مجوزہ کتابوں میں وید، اپنشد، دیوتاؤں کے نصب نامے شامل ہیں۔

(4) فلسفیانہ عوامل:

فلسفہ تعلیم میں آپ فلسفہ اور تعلیم کے تعلق سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ فلسفہ، مقاصد تعلیم کے تعین سے لے کر ان کے حصول کے تمام مراحل میں رہنمائی کرتا ہے۔ظاہر ہے تعلیم کے مقاصد کے حاصل کرنے میں درسیات کا بہت ہی اہم کردار ہوتا ہے اس لیے فلسفۂ درسیات کی تیاری اور ترقی مس ایک اہم عامل ہے۔

(5) اسلامی فلسفۂ تعلیم اور درسیات:۔

اسلام انسان کے دنیاوی اور اخروی دونوں زندگیوں کی کامیابی کی طرف بلاتا ہے اس میں علم کا سرچشمہ اللہ کی ذات

ہے۔ وہی کائنات میں غور وفکر حواس کے ذریعہ علم ذہنی اور منطقی ذرائع علم کے ذریعہ مانے جاتے ہیں۔ اسلام اپنی درسیات میں ان تمام علوم کو شامل کرتا ہے جو دنیا میں باعزت زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے ساتھ وہ ان اقدار کی تعلیم دیتا ہے جن کو اپنا کر انسان آخرت میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی درسیات میں
زبان، ریاضی، سائنس کے ساتھ دیگر تمام نافع دنیاوی علوم اور دینی علوم شامل ہیں۔
مغربی فلسفے تعلیم اور درسیات:۔

حقیقت پسندی اور درسیات (Realism and Curriculum):۔

اس فلسفے تعلیم میں درسیات میں ابتدائی سطح پر یا پرائمری کی سطح پر 3-R یعنی پڑھنا، لکھنا اور ریاضی کی تعلیم، اخلاقی تعلیم اور تربیت کی تعلیم کو رکھا گیا۔ ثانوی سطح پر لاطینی زبان، یونانی، منطق، Grammer، بین الاقوامی منظورہ اقدار اور علم کو اپنی درسیات میں جگہ دی۔ ان کی درسیات میں ایسے علم پر زور دیا گیا جو وقت کی کسوٹی پر پورا اترے اور ایسی اقدار جو مستقل ہو۔ مثلاً سچائی، خوبصورت، صداقت ان کے نزدیک انسان ایک عقلی وجود ہے جو عالمی اور فطری سچائیوں کو جان سکتا ہے۔ اس فلسفے کی درسیات نے انسانی ذہن، عقل اور کردار سازی پر زور دیا۔ ان کی درسیات مضمون مرکوز ہوتی ہے۔ مضامین میں زبان، ادب، ریاضی، فنون لطیفہ اور سائنس شامل ہیں۔ اس فلسفے میں درسیات میں استاد کی ایک حیثیت کا زیادہ اہمیت دی گئی اور طلباء کو نا پختہ قرار دیا گیا۔

تصوریت پسندی اور درسیات (Idealism and Curriculum):۔

اس فلسفے کی درسیات میں 3-R یعنی پڑھنا، لکھنا اور ریاضی کو پرائمری سطح پر شامل کیا گیا ہے جبکہ ثانوی سطح پر انگریزی، ریاضی، سائنس اور تاریخ اور ایک بیرونی زبان کو جگہ دی گئی۔ اس فلسفے کو ماننے والے عام طور پر جدید مسائل کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ انھوں نے فنون لطیفہ، جسمانی تعلیم، ہوم سائنس اور فنی مہارتوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی ان کے نزدیک تعلیم معیار کو بلند کرنا زیادہ اہمیت کا حامل ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ درسیات میں ہم سب سے پہلے بنیادی مہارتوں مثلاً تلفظ، ہجہ (spelling)، قواعد اور ریاضی پر زور دیں۔ اس کے ساتھ انھوں نے انگریزی، تاریخ، سائنس اور ریاضی کو تمام جماعتوں میں شامل رکھا ہے یہاں انگریزی سے مراد اس کا روایتی قواعد والا حصہ ہے۔ ریاضی میں قدیم ریاضی کو ہی نصاب میں شامل کیا گیا۔ سائنس میں طبیعات، کیمیائی بھی شامل تھے۔ ان کی درسیات میں اعمال کے بجائے نفس مضمون پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ان کی درسیات کی دوسری اہم خاصیت تعلیم میں بہتری کا اصول ہے۔ ایک طرف جہاں وہ بنیادی تعلیم پر زور دیتے ہیں تو دوسری طرف معیار تعلیم کو بلند ترین سطح پر لے جانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ چاہتے ہیں کہ سخت امتحانی نظام اور سخت نظم وضبط کے قائل ہیں۔ ان کی درسیات میں ہمیں طلباء کی سوچنے، استدلال کرنے اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیتوں پر زور محسوس ہوتا ہے۔

عملیت پسندی اور درسیات (Pragmatism and Curriculum):۔

اس فلسفے کی درسیات میں ہمیں طلباء کی مہارتوں میں اضافہ، زبانی مہارتوں میں اضافہ، مسائل کے حل کے طریقے، سائنسی تحقیق اور باہمی اکتساب و تجربات پر زیادہ زور محسوس ہوتا ہے۔ جان دیوی (John Dewy) کہتا ہے کہ

درسیات کو بین الکلیاتی ہونا چاہیے۔ جان ڈیوی (John Dewy) کے اثرات کی وجہ سے درسیات زیادہ سے زیادہ طلباء مرکوز اور سرگرمی مرکوز ہوتی گئی۔ جان ڈیوی (John Dewy) پر طلباء کو بہت زیادہ آزادی دینے کا بھی الزام لگایا جاتا ہے۔ اس سے قطع نظر تمام عملیت پسند فلاسفر روایتی اسکول کے اعمال سے نالاں ہے۔ وہ اساتذہ کی آمرانہ رویہ نصابی کتاب پر بہت زیادہ انحصار کرنے والے طریقے، حقائق کو یاد کرنا اور تکنیک کو مشق کے ذریعہ حاصل کرنا اور تعلیم کے جامد مقاصد اور جسمانی سزا کے سخت مخالف ہیں اس فلسفے کے زیر اثر درسیات میں تین اہم مہمات وجود میں آئی۔

(i) موقع کے مناسبت سے درسیات

(ii) انسانی ضرورت پر مبنی درسیات

(iii) اسکول میں انقلابی تبدیلیاں

ان کے زیر اثر درسیات میں طلباء کی انفرادیت شخصیت کو اہمیت دی گئی معاشرے اور سماج کے جدید مسائل مثلاً جنسیات، شہری مسائل اور قوموں کے درمیان تعلقات جیسے مسائل کو جگہ دی گئی۔ مختصر Courses متعارف کرائے گئے طلباء کو اختیاری مضامین کی آزادی دی گئی۔ تعلیمی عمل کو اسکول کی چار دیواری سے باہر نکالا گیا۔ داخلہ کی شرائط کو نرم کیا گیا۔ اس کے علاوہ درسیات کو انسان کے جذباتی پہلو سے وابستہ کرنے کی کوشش کی گئی اور اس میں تعلیمی نفسیات کی بھرپور رعایت کی گئی۔ اور طالب علم کو خودشناسی کے مواقع فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسکول میں تبدیلیوں کے زمین میں طالب علم اور معلم کے درمیان پائے جانے والے خوف کو کم کیا گیا۔ امتحان میں طلباء کو ناکام قرار دینے کے طریقے پر سوال اٹھائے گئے طلباء کے اسکول چھوڑنے کی حقیقی وجوہات کا پتہ لگانے کی کوشش کی گئی۔ یہ فلسفی یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ انھوں نے لازمی اسکولی تعلیم پر ہی سوالیہ نشان کھڑا کردیا اور طلباء پر بڑے لوگوں کے اثرات کی مخالفت کی ''انھوں نے سماج اسکول کے بغیر کا تصور''۔ اس کے بجائے وہ کہتے ہے کہ ہمیں طلباء کے اکتساب کے لیے سیکھنے کی نئی جگہوں مثلاً Museum, Library, Art Gallery دکانیں وغیرہ کو تعلیم کے لیے استعمال کرنا چاہیے اسی طرح سے مہارتوں کے سیکھنے کے لیے بھی انھوں نے غیر رسمی ذرائع بھی بتائے۔ گویا ان کے نزدیک معلم کا کام ایک تعلیمی مشیر کا ہوگا۔

علم کی تعمیر نو کا نظریہ اور درسیات (Constructivism and curriculum):-

اس کی جڑیں عملیت پسندی کے فلسفے میں ملتی ہے جس میں طالب علم مرکوز طریقوں اور کھیل کھیل میں تعلیم پر زور دیا جاتا ہے اس کی وجہ سے سماجی ضرورتیں بعض وقت پیچھے رہ جاتی ہے۔ علم کی تعمیر نو کا نظریہ سماج مرکوزیت پر زور دیتا ہے اس کے مطابق اسکول کو اپنے وقت سے سماجی اور معاشی مسائل کے حل کے لیے کوشش کرنی چاہیے ان کے نزدیک اسکول سماج میں تبدیلی اصلاح کا اہم ذریعہ ہے اس نظریہ کے تحت سماج سے غربت، بے روزگاری، بھید بھاؤ جیسی لعنتوں کو دور کرنے کے لیے طلباء اور اساتذہ کو کوششیں کرنی چاہیے۔ اساتذہ اپنے فرائض کو پورا کرنے میں جی جان سے لگے ہوتے ہیں۔ اور طلباء بھی ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں ان کی درسیات سماجی مسائل اور سماجی خدمات پر مبنی ہوتی ہے۔ ان کی درسیات کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

(i) تہذیبی ورثے اور سماجی تمدن کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔

(ii) سماج کے مسائل کا بلاخوف' تنقیدی مطالعہ کیا جائے۔

(iii) اس کی بنیاد پر سماج میں تعمیری تبدیلیاں لائی جائیں۔

(iv) طلباء میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی صلاحیت پیدا کی جائے جس میں وہ عالمی ،سماجی حقیقتوں کا لحاظ رکھیں۔

(v) یہ طلباء اور اساتذہ کے لیے اپنے کورس(course) کی سفارش کرتے ہیں جس کے ذریعہ تہذیب میں نیا پن لایا جاسکے۔مختلف تمدنوں کے دوران مفاہمت پیدا کی جائے اور طلباء اور اساتذہ کے اندر بین الاقوامیت کا احساس جگائے۔ان اصولوں کے زیر اثر یہ حضرات ایک ایسے قومی درسی خاکے کا تصور دیتے ہیں جس کے ذریعہ ہم قومی تہذیب،اقدار، سیاسی نظام اور معاشی نظام کو ترقی دیتے ہوئے بین الاقوامی طور پر اپنی قابلیت ثابت کرسکے۔اس کے لیے انھوں نے بین الاقوامی طور پر ایک بنیادی نصاب کی تجویز دی ہے جس کے ذریعہ عالمی عمل اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔اس نظریہ کے زیر اثر موجودہ افسر شاہی والے اسکولوں کی مخالفت کی گئی۔انھوں نے تمام سماجی امور کی دوبارہ تعریف کرنے ان پر دوبارہ غور وفکر کرنے اور ان سے متعلق نئے تصورات قائم کرنے کی وکالت کی یہ افراد سماجی ، سیاسی ،فلسفیانہ اور نفسیاتی اور معاشی نتائج کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں یہ تعلیمی نظام میں انقلابی تبدیلیوں کے حامی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ افسر شاہی نظام میں فرد کی انفرادیت کو ختم کردیا ہے اور اس کے مثال پنجرہ میں بند ایک پرندے جیسی ہوگئی ہے۔یہ چاہتے ہیں کہ درسیات کے ذریعہ طالب علم اپنی ذات کے اظہار پر قدرت حاصل کرنے اس کا ذہنی شعور بیدار ہو اور اس کو اپنی ذات کا تعارف حاصل ہو۔یہ ایسا نفس مضمون پڑھانا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ طلباء خود مختار بن سکے ان کی روحانی ،قلبی اور اپنی ذات کو تسلیم کرانے کی ضرورت پوری ہو اور وہ ایک پختہ شخصیت بن سکے۔یہ چاہتے ہیں کہ درسیات کو زیادہ سے زیادہ غیر رسمی ، غیر ادارہ جاتی اور کم سے کم بھید بھاؤ کرنے والا ہونا چاہیے۔ Paulo Friero ایک ایسے نصاب کی تجویز دیتا ہے جس میں انسانی مظاہر ،مشکل حالات کو نمٹنے کی صلاحیت ، پس منظر کو سمجھنے اور پوری دنیا کو تبدیل کرنے کی قابلیت پیدا ہوسکے۔وہ چاہتا ہے کہ طالب علم اپنے رتبے کو تبدیل کرنے کے لیے سماجی عمل کو ذریعہ بنائیں اور پورے سماج میں تبدیلی کی لہر دوڑائے۔وہ چاہتا ہے کہ درسیات کی تیاری میں طلباء سے بھی گفتگو کی جائے۔ان کی درسیات میں سماجی علوم ،تاریخ، سیاسی علوم ،معاشیات ،سماجیات ،نفسیات اور فلسفہ شامل ہیں۔ان کا اہم مقصد اپنے فرد کی تعمیر ہے جو خود شناس ہو اور ذہنی اور اخلاقی سرگرمیوں کے ذریعہ آزادی حاصل کر کے سماج کے دیگر افراد کو بھی سماجی بندھنوں سے آزاد کرسکے۔یہ لوگ علم کی برتری سے سرگرمی کی طرف اور عمل سے غور وفکر کی طرف جانا چاہتے ہیں۔اس فلسفے نے سماج کے تمام افراد کے لیے تعلیمی سہولت میں برابری اور تعلیمکے لیے سب کو یکساں مواقع فراہم کرنے پر زور دیا۔ان کے نزدیک تعلیم ہی سب سے بنیادی ضرورت ہے اس میں بطور خاص ذیل کے نکات شامل ہیں:

(i) تمام اسکولوں میں یکساں درسیات جاری کی جائیں۔درسیات میں تفریق کرنا مناسب نہیں ہے۔

(ii) اسکولوں کا ذات کی بنیاد پر علیحدہ کرنا تعلیمی نابرابری ہے۔

(iii) اساتذہ کا حوصلہ اور ان کی طلباء سے توقعات میں بھی برابری ہونی چاہیے۔

(iv) ایک ہی اسکول کے طلباء کے تعلیمی معیار کی بنیاد پر فرق کرنا بھی تعلیمی نابرابری ہے۔

(v) کسی طرح الگ الگ پس منظر رکھنے والے طلباء کی تعلیمی قابلیت میں فرق بھی نامناسب ہے۔

درج بالا باتیں بظاہر خیالی پلاؤ نظر آتی ہے مگر اس کے باوجود ہمیں ان حقائق کا درسیات کی تیاری میں خیال رکھنا چاہیے۔

خلاصہ و اہم نکات

☆ درسیاتی خاکہ تعلیمی مقاصد کے حصول کا ایک منصوبہ ہوتا ہے

☆ اسکول کی جانب سے تعلیمی مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی کوششوں کا اس میں احاطہ کرتے ہیں۔

☆ درسیاتی خاکے میں تعلیم سے متعلق اساسی تصورات اور اکتسابی عمل کی بنیادوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

☆ درسیاتی خاکہ مختلف تعلیمی مراحل کے تعلیمی مقاصد اور اغراض کی وضاحت کرتا ہے۔

☆ اس میں مضامین کے انتخاب، نفس مضمون (content) کا انتخاب و ترتیب، اکتسابی تجربات، تدریسی و اکتسابی اشیاء (TLM) کی فراہمی اور طلباء کی جانچ کے واضح اصول و ضوابط کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

☆ درسیاتی خاکے کے ذریعے ہم نصاب اور کلاس روم کے اعمال معلوم کر سکتے ہیں۔

☆ درسیاتی خاکے کی تیاری میں تعلیم سے متعلق اساسی مفروضات (foundational assumptions) پر تمام متعلقہ افراد کا متفق ہونا ضروری ہے۔

☆ درسیاتی خاکہ تین واضح حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(1) بنیادی یا اساسی مفروضات (foundational assumption)

(2) بنیادی درسیات (core curriculum)

(3) درسیاتی تفصیلات (curriculum details)

☆ نصاب (syllabus):۔درسیات کے ذریعے وجود میں آتا ہے۔

☆ نصاب مختلف تعلیمی مراحل کے اہداف و اغراض کے حاصل کرنے کے لیے ہماری راہ نمائی کرتا ہے۔

☆ نصاب کا مطلب صرف درسی کتاب (text book) نہیں ہے بلکہ نصاب میں نفس مضمون کے علاوہ مہارتیں اور رجحانات سب شامل ہوتے ہیں۔

☆ نصاب کے ذریعہ معلم کلاس روم کے تجربات اور ہم نصابی سرگرمیوں کو منظم کرتا ہے۔

☆ نصاب طلباء کو اپنی ذاتی اغراض طے کرنے میں مدد کرتا ہے۔

☆ نصاب معلم اور طلباء کو درسی کتاب کے علاوہ دیگر حوالہ جاتی ذرائع کی راہنمائی کرتا ہے۔

☆ ہمیں درسیات اور نصاب کو ان کے وسیع مفہوم میں سمجھنا چاہیے۔

☆ درسیات کی تیاری اور ترقی میں چار عوامل بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

(1) علمی عوامل

(2) سماجی عوامل

(3) نفسیاتی عوام اور

(4) فلسفیانہ عوامل

4.8 فرہنگ Glossary

Curriculum	:	درسیات
Curriculum Framework	:	درسیاتی خاکہ
Syllabus	:	نصاب
Class Room Practice	:	کمرہ جماعت میں کئے جانے والے اعمال
Teaching Learning Material	:	تدریسی واکتسابی اشیا
Foundational Assumption	:	بنیادی مفروضات
Core Curriculum	:	بنیادی درسیات
Pluralistic	:	تکثیری (ایک سے زائد زبانوں/تہذیبوں/مذاہب کے افراد کا ایک ساتھ رہنا)
Concepts	:	تصورات
Objectives	:	مقاصد
Reference Material	:	حوالہ جاتی وسائل/ذرائع
Conceptual Framework	:	تصوراتی خاکہ
Constructivism	:	علم کی تعمیریت کا نظریہ
Creative Sprit	:	تخلیقی روح (نئی اشیاء بنانے کی فطری صلاحیت)

اکتسابی جانچ

(الف) ذیل کے سوالات کے مختصر جواب لکھئے۔

1. درسیاتی خاکے (curriculum frame work) سے کیا مراد ہے؟

۲. درسیاتی خاکے میں بنیادی/اساسی مفروضات کی کیوں ضرورت ہوتی ہے؟

3. نصاب (syllabus) کی تعریف بیان کیجئے۔

4. تعلیم وتعلّم کے عمل میں ہم اس وقت کسی بڑی غلط فہمی کا شکار ہے۔

5. درسی کتاب (Text book) پر مختصر نوٹ لکھئے۔

(ب) ذیل کے سوالات کے تعلیمی جواب مطلوب ہے۔

1. درسیاتی خاکہ بنا کر اس کی وضاحت کیجئے۔

2. درسیات اور نصاب کے فرق واضح کیجئے۔

3. درسیات کی تیاری وترقی پر اثر انداز ہونے والے عوامل پر روشنی ڈالیے۔

(ج) معروضی سوالات

1. درسی کتاب کی تیاری کے لیے ہمیں موزوں............کی ضرورت ہوتی ہے۔

(1) مواد (2) استاد (3) پالیسی (4) وسائل

2. درسیاتی خاکے کی بنیاد میں............کا اہم کردار ہوتا ہے۔

(1) معلم (2) بنیادی مفروضات (3) حکومت (4) تعلیمی وسائل

3. ....معلم کو کلاس کی تعلیمی اغراض سے واقف کراتا ہے۔

(1) صدر مدرس (2) تعلیمی افسر (3) تکنالوجی (4) نصاب

4. نصاب کے ذریعہ معلم کو طلبا کو............تک پہونچانا چاہیے۔

(1) مصنف (2) کتاب (3) گھر (4) حوالہ جاتی ذرائع

5. امتحانات کا مقصد طالب علم کی............ہے۔

(1) قابلیت کی جانچ (2) کامیابی یا ناکامی (3) قوت حافظہ کی جانچ (4) استاد کی محنت

6. ....درسیات کی تیاری پر اثر انداز ہونے والا عامل ہے۔

(1) سماج (2) استاد (3) طالب علم (4) سرپرست

7. قومی درسیاتی خاکہ 2005............پالیسی کے نتیجے میں وجود میں آیا۔

(1) NPE 2016 (2) NPE 1986 (3) POA 1992 (4) ایجوکیشن

8. قومی درسیاتی خاکہ طلبا کی تعلیم کے عمل میں...........کو اہمیت دیتا ہے۔

(1) صحت اور غذا (2) سماج (3) والدین (4) سیاست

9. قومی درسیاتی خاکہ علم اور...........میں فرق کرتا ہے۔

(1) عمل (2) نظریہ (3) معلومات (4) کتاب

10. قومی درسیاتی خاکہ...........اداروں کو تعلیمی عمل میں شامل کرنا چاہتا ہے۔

(1) بین الاقوامی (2) پنچایت راج (3) قومی (4) ریاستی

Text Books: مزید مطالعہ کے لیے کتب

Aggrawal, J.C., & Gupta, S. (2005). Curriculum Development. New Delhi: Shipra Publisher.

Alaxander, W.M., & Saylor, J.G. (1966). Curriculum Planning for modern schools. New York: Hol Rinhart and Winston Inc.

Balrara, M. (1999). Principles of Curriculum Development. New Delhi: Kanishka Publishers.

Candra, A. (1977). Curriculum Development and Evaluation in education. New Delhi: Sterlin Publisher

Darji, D.R., & Lulla, B.P. (1967). Curriculum Development in secondary schools of Baroda. Baroda Sadhana Press.

Erickson, H.L. (2007) concept based Curriculum and instruction for the thinking classroom California corwin press

Hassrin, M.(2004). Curriculum Planning for elementary education. New

Delhi: Anmol Publishers

Herbert, J.W. & Geneva, D.H. (1990). International Encyclopedia of Education Evaluation. New York: Pergamon Press Oxford House.

Jenkins, D., & Shifrnan, D.M. (1976). Curriculum and introducton. London:

Pitman Publisher House.

Jhompson, K., and White, J.C. (1975). Curriculum Development. London: Pitman Publisher House.

Khan M.I. and Nigam, B.K. (2007). Curriculum reform change and continuity. New Delhi; Kanishka Publication

Kumari, S., and Srivastava, D.S. (2005). Curriculum and Instruction. New Delhi: Shipra Publishers

Macdonald, B., & Walker, R.(1976). Changing the Curriculum. Britain: Pitman Press.

Musgrave, P.W.(1974). Contemporary studies in the Curriculum. Australia: Angus and Roberston Publishers.

Nigam, B.K., & Khan, I.M. (1993). Evaluation and research in Curriculum Construction. New Delhi: Kanishka Publishers.

Ornsttein, A.C. & Hunkins, F.P. (1988). Curriculum foundations, Principles and issues New Jersey prentice hall

Panday, M. (2007). Principles of Curriculum Development. New Delhi; Rajat Publications

Rajput, J.S. (2004). Encyclopedia of Indian Education. New Delhi: NCERT

Satyanarayan, P.V. (2004). Curriculum development and management. New Delhi: DPH

Sharma, R. (2002). Modern methods of Curriculum Organisation. Jaipur: Book Enclave.

Sharma, S.R. (1999). Issues in Curriculum Administration. New Delhi: Pearl Publishing House

Sockett, H. (1976). Designing the Curriculum. Britain: Pitman Press.

Srivastava, H.S. (2006). Curriculum and methods of teaching. New Delhi:

Shipra Publishers

Tata, H. (1962). Curriculum development theory & practice. New York: Harcourt, Brace & World Inc.

Yadav, Y.P. (2006). Fundamentals of Curriculum design. New Delhi: Shri Sai Printographers

اکائی 2: نصاب کا تصور (حصہ۔دوم)

Unit - 2: Concept of Curriculum (Part-II)

2.4 نصاب کے اقسام (Types of Curriculum)

2.5 ہندوستان میں درسیات (نصاب) کی تشکیل نو (Curriculum Reforms in India)

اور

قومی درسیات کے خاکے (National Curriculum Frameworks)

اکائی۔2: نصاب کا تصور (Concept of Curriculum)

ساخت (Stucture)

2.0 مقاصد (Objectives)

2.1 تمہید (Introduction)

2.4 نصاب کے اقسام (Types of Curriculum)

2.4.1 بنیادی نصاب (Core Curriculum)

2.4.2 پوشیدہ نصاب (Hidden Curriculum)

2.4.3 صفر نصاب (Null Curriculum)

2.5 ہندوستان میں درسیات (نصاب) کی تشکیل نو (Curriculum Reforms in India)

2.5.1 قومی درسیات کے خاکے (National Curriculum Frameworks)

2.0 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ نصاب کے تصور کو بیان کر سکیں گے۔

☆ نصاب کے مختلف اقسام کے بارے میں بتا سکیں گے۔

☆ ہندوستانی تعلیمی نظام میں نصابی اصلاح کے بارے میں بحث کر سکیں گے۔

☆ ہندوستان کے تعلیمی نظام میں قومی درسیاتی خاکے کی اہمیت وافادیت کو سمجھا سکیں گے۔

☆ بغیر بوجھ کے تعلیم اور تعلیم برائے امن کی تصور سے واقف ہوں گے۔

☆ تعلیمی کمیشنوں اور قومی درسیاتی خاکے کی اہم سفارشات کو بیان کر سکیں گے۔

2.1 تمہید (Introduction)

تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے نصاب کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ بچوں کے برتاؤ میں تبدیلی لائی جائے۔ نصاب ایک ایسا وسیع اور واضح تعلیمی خاکہ ہے جس کے مطابق اساتذہ درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ طلبا کی علمی، تحقیقی اور تفریحی مشاغل کی بنیاد نصاب ہوتی ہے۔ نصاب کی تشکیل اور اصلاح کے لیے بنیادی تصورات سے واقفیت ضروری ہے۔ لہٰذا اس اکائی

میں آپ نصاب کے اقسام، نصابی اصلاح اور قومی درسیاتی خاکے کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

2.4 نصاب کے اقسام (Types of Curriculum)

تدوین نصاب ایک گردشی عمل ہے۔ تدوین نصاب کے مختلف اقسام ہیں۔ ان میں ہر ایک تعلیمی فلسفہ اور نفسیات سے متاثر ہے۔ ہر فلسفہ اور نفسیات ایک مواد، مقصد اور طریقہ کو پیش کرتا ہے۔ ہر ایک تعلیمی فلسفہ اور نفسیات کی تدوین نصاب میں اہمیت ہے۔ ضروری نہیں کہ ان میں سے کسی کو دوسرے پر ترجیح دی جائے۔

نصاب کے متعلق مختلف ماہرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ ارسطو کا قول ہے ''جو چیزیں 'ہیں' انھیں پڑھائے جانے کے بارے میں انسان کسی طریقے سے راضی نہیں ہے اور پھر یہ کس طریقے سے پڑھایا جائے اس پر بھی کوئی اتفاق نہیں ہے''۔ لہٰذا نصاب تعلیم میں کیا شامل کیا جائے؟ اس کی بنیادیں کیا ہو؟ اسے کس طرح منظّم و مرتب کیا جائے؟ یہ تمام سوالات ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ ماہرین نے نصاب سازی کے عمل کو کسی نہ کسی مخصوص نقطہ نظر کے تحت مختلف طرز رسائی پر بحث کیے ہیں جن سے نصاب کی تدوین وترکیب کی جاسکے۔ ان طرز رسائیوں کو عام طور پر مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(i) بنیادی نصاب (ii) پوشیدہ نصاب (iii) صفر نصاب

2.4.1 بنیادی نصاب (Core Curriculum)

تعلیم و تربیت کے عمل میں بنیادی نصاب قلب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں بنیادی (Core) کا مطلب ہے طلبا کی تمام ضروری تعلیمی و تربیتی عمل۔ یہ نصاب طلبا میں تکمّل (Integration)، طلبا کی ضروریات کو پورا کرنے، سرگرم اکتسابی عمل اور زندگی سے مربوط کرنے والا ہوتا ہے۔

Alberty کے مطابق ''بنیادی نصاب مختلف منطقی طور پر منظّم مضامین کا مجموعہ ہے جو الگ الگ پڑھایا جاتا ہے''۔ اس کے تحت ان معلومات اور اکتسابی تجربات کو شامل کیا جاتا ہے جو سبھی طلبا کے لیے مفید اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔ بنیادی نصاب کے متعلق ماہرین تعلیم نے مختلف نظریہ پیش کیا ہے۔ درحقیقت بنیادی نصاب کے بارے میں کسی دو ماہرین تعلیم میں اتفاق نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مشہور ماہر نصاب Hilda Taba کا نظریہ بہت واضح اور متوازن معلوم پڑتا ہے۔ ان کے مطابق ''بنیادی نصاب میں منظور مواد مضمون زندگی، موجودہ وقت کے مسائل، طلبا کی ضرورت اور درپیش تعلیمی مسائل سے متعلق ہونا چاہیے، اس کے ساتھ ہی اس کے تعلیمی عمل کو زندگی کے مسائل اور طلبا کے رجحانات سے بھی جوڑنا چاہیے۔ جس کا ایک فطری نتیجہ Problem Solving Method یعنی مسئلہ کے حل کا طریقہ ہے''۔

اسی طرح بنیادی نصاب میں کچھ مضامین سبھی طلبا کے لیے لازمی ہوتے ہیں اور کچھ طلبا اپنی مرضی سے انتخاب کرتے ہیں۔ اس نصاب کا مخصوص مقصد طلبا کو انفرادی اور سماجی مسئلہ سے متعلق معلومات فراہم کرنا ہے۔ جس سے وہ موجودہ اور مستقبل کے مسائل کا سامنا کرنے کے قابل بن سکیں۔ ساتھ ہی انھیں ایسے اکتسابی تجربات بھی فراہم کرنا مقصود ہوتا ہے جو انھیں معاشرے کا

ایک بہترین فرد اور ملک کا اچھا شہری بننے میں مددگار ثابت ہو۔

بنیادی نصاب کی خصوصیات:

(1) اس کی بنیاد زندگی کی سرگرمیوں پر منحصر ہے۔ایسے مسائل جن کا تعلق مشترکہ ضروریات سے ہو۔

(2) جمہوری معاشرے میں زندگی کی تیاری میں طلبا کو جدید تجربات سے واقف کرانا تاکہ محرکہ پیدا ہوسکے۔

(3) اساتذہ سبق کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور تدریسی اشیاء کی مدد سے پڑھاتے ہیں۔

(4) اس میں طلبا کی مجموعی کارکردگی پر توجہ دی جاتی ہے مثلاً تعلیمی، معاشرتی، جسمانی، جذباتی اور روحانی وغیرہ۔

(5) بنیادی نصاب میں رہنمائی اور صلاح کاری بھی شامل ہیں۔

جان ڈیوی کے تجربات نے بنیادی نصاب کا نظریہ دیا۔ان کے مطابق:

(a) بنیادی انسانی سرگرمیوں پر تعلیمی توجہ۔

(b) تعلیمی تجربات کی مسلسل از سرِ نو تعمیر کی طرح۔

(c) مسئلہ کا حل تعلیم کا ایک اہم حصہ ہے۔

بنیادی نصاب کے اہم مضامین:

(1) زبان

(2) ریاضی

(3) سائنس

(4) سماجی علوم اور معاشرتی مضامین

(5) تعلیم صحت، جسمانی تربیت اور حفظانِ صحت

(6) فن، موسیقی اور تجرباتی کام

بنیادی نصاب کی خوبیاں:

(1) منطقی ترتیب اور مضامین میں ہم ربطی ہوتی ہے۔

(2) یہ اتحاد، تکمل اور یکسانیت پیدا کرنے کا کام کرتی ہے۔

(3) یہ کشادہ اکائی اساتذہ، طلبا کے ضروریات کے مدِ نظر تیار کردہ منصوبہ کو عمل میں لاتا ہے۔

(4) یہ عام تعلیم کے ہم معنی ہیں۔

(5) تفہیم اور تعلیمی مہارت پر توجہ دی جاتی ہے۔

(6) طلبا کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

(7) متحرک اکتساب کو فروغ دیتا ہے۔

(8) یہ زندگی اور اکتسابی عمل کو مربوط کرتا ہے۔

(9) یہ سبھی طرح کے نصاب کا خلاصہ ہے۔

(10) یہ طلبا کو متحرک اور فعال بناتا ہے۔

بنیادی نصاب کی خامیاں:

(1) اس نصاب کی ترتیب معنی خیز اور باضابطہ علم مہیا کرانے سے قاصر ہوتا ہے۔

(2) اس طرح کے نصاب کو کسی مخصوص مقاصد کے اطراف ترتیب دینے میں دشواری ہوتی ہے۔

(3) اہلیت یا قابلیت کی غیر موجودگی میں اساتذہ کو بھی اس طرح کے نصاب کو ترتیب دینے میں مشکل درپیش ہوتا ہے۔

(4) اس نصاب کی ترتیب میں ہدایت نامہ اور رہنمائی کی غیر موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔

(5) اس نصاب تعلیم کو نافذ العمل کرنے میں اساتذہ کو بامہارت ہونا چاہیے۔لیکن اس کے لیے تربیت کا فقدان نظر آتا ہے۔

(6) معقول انتظامی تعاون اور مستعدی کی کمی نظر آتی ہے۔

(7) جانچ یا تعین قدر کا کوئی معیاری پیمانہ ابھی تک حاصل نہیں ہوا ہے۔

2.4.2 پوشیدہ نصاب (Hidden Curriculum)

موجودہ وقت میں طلبا کے ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ سماجی نشو ونما وثقافتی نشو ونما پر کافی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔روایتی نصابی خاکہ کے برعکس اس طرح کے سرگرمی جو کہ غیر تحریری شکل میں اسکول اور ادارے کی تہذیب و ثقافت کو ظاہر کرتی ہے،اسے پوشیدہ نصاب یا خفیہ نصاب یا غیر تحریری نصاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ اسکول کے ماحول، احساسات،اقدار، رویہ اور مختلف عادات کو متاثر کرتے ہیں۔پوشیدہ نصاب کو مختلف ماہرین نے اپنے طور پر بیان کیا ہے۔پوشیدہ نصاب کو مختلف ماہرین نے اپنے طور پر بیان کیا ہے۔ان تمام تعریفات کا تجزیہ کرنے سے جو ہمیں تعریف معلوم ہوتا ہے اسے ہم یو ل بیان کر سکتے ہیں۔

''کسی بھی اسکول میں طلبا کے لیے اسکول کا ماحول، اسکول کا عمل، اسکول کا تمدن اور ثقافت، اساتذہ کا رویہ، برتاؤ اور اعتماد، ان کی تدریسی طریقہ کار، اساتذہ کی شخصیت وغیرہ کسی نہ کسی شکل میں طلبا کو متاثر کرتی ہے۔ یہ سبھی افعال تحریری شکل میں نصاب میں موجود نہیں ہوتا ہے۔ پھر بھی تدریسی واکتسابی عمل میں اس کا مثبت یا منفی اثر ہوتا ہے''۔ مجموعی طور پر اسے ہی پوشیدہ نصاب کہتے ہیں۔

پوشیدہ نصاب کی تعریف:

Hafferty (1998) کے مطابق ''پوشیدہ نصاب اکتسابی عمل کو متاثر کرنے والے ساختی عوامل اور اس کے اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ اس کے علاوہ طلبا کو متاثر کرنے والے روایات، افعال، تفہیم اور زندگی کے تجربات بھی اس میں شامل ہوتے ہیں''۔

Bieber (1994) کے مطابق ''بچوں کو سماجی مسائل کو سمجھنے میں جو عوامل مددگار ہوتے ہیں پوشیدہ نصاب کہلاتا ہے''۔

Emile Durkheim (1961) اپنی کتاب Moral Education میں بیان کرتے ہیں۔ اسکول کے روایتی نصاب اور اساتذہ کے تدریس کے علاوہ بچے جو کچھ بھی سیکھتے ہیں، پوشیدہ نصاب کے دائرے میں آتا ہے۔

Robert Dreeben (1967) اپنی کتاب ?What is learned in classroom میں لکھتے ہیں۔ پوشیدہ نصاب متعلم کو سماجی رشتے کو سمجھنے اور اس میں اپنی شناخت کو پہچاننے میں مددگار رہتا ہے۔

Michael Apple (1982) اپنی کتاب Education and power میں لکھتے ہیں۔ پوشیدہ نصاب کے ذریعہ بچوں میں مختلف دلچسپیوں، ثقافتی معلومات، جدوجہد کا جذبہ، مطابقت اور تصفیہ (Compromises) وغیرہ کا فروغ ہوتا ہے۔

پوشیدہ نصاب کے خصوصیات:

(1) پوشیدہ نصاب کی منتقلی فطری عمل کے ذریعہ ہوتا ہے۔

(2) اسکول کے انتظام وانصرام اور ماحول سے طلبا کی شخصیت متاثر ہوتی ہے۔

(3) اسکول کے انتظامی اور تصوراتی خاکہ کے ذریعہ طلبا میں تصورات کی منتقلی ہوتی ہے۔

(4) اساتذہ اور طلبا کے مابین ربط سے بھی مختلف تصورات فروغ پاتے ہیں۔

(5) اسکول اور اساتذہ کے نظم وضبط طلبا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

(6) پوشیدہ نصاب تحریری دستاویز نہیں ہوتا ہے بلکہ غیر تحریری اور تفہیمی ہوتا ہے۔

پوشیدنصاب کا اسکول میں اطلاق:

اس کا آغاز یونانی فلسفہ کے عہد میں تصور کیا جاتا ہے۔لیکن عملی طور پر اس کی ابتدا اسکولوں میں جان ڈیوی کے ذریعہ کی گئی تھی۔اسکول میں طلبا کے لیے مختلف معاشرتی اہمیت کے حامل سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ طلبا کے سماجی تصورات کی نشو ونما ہوسکے۔اس کے ذریعہ سے تعلیمی، تدریسی و اکتسابی عمل کے دوران طلبا میں احساس خودی اور اقدار کا فروغ ہوتا ہے۔طلبا کو خود مختاری، انفرادی شمولیت اور اختراعیت کے لیے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔اس کے ذریعہ سے اساتذہ طلبا کو سماجی حقائق سے روشناس کراتا ہے ساتھ ہی ساتھ سماج میں مسلسل ہورہی تبدیلیوں اور علم میں اضافہ سے بھی باور کراتا ہے۔طلبا میں تنقیدی سوچ وفکر کی ترقی کے لیے ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔روایتی نصاب تعلیم آزادانہ سوچ وفکر کو ترجیح نہیں دیتی ہے،لہٰذا پوشیدہ نصاب کے ذریعہ طلبا اس کمی کو پورا کرتے ہیں۔اس کے ذریعہ سماج میں سبھی مذہبوں کے نظریات کو سمجھنے اور احترام کا سبق ملتا ہے۔

پوشیدہ نصاب کے افعال:

(1) اس کے ذریعہ بچوں میں تہذیبی وثقافتی وراثت منتقل ہوتا ہے۔

(2) بچوں کے انفرادی صلاحیت کو فروغ دیتا ہے۔

(3) بچوں کو سماج اور ملک کی ساخت کو سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔

(4) وقت کی پابندی کی عادت کو تقویت ملتی ہے۔

(5) ترسیلی مہارتوں کا فروغ ہوتا ہے۔

(6) اخلاقی اقدار میں فروغ ہوتا ہے۔

2.4.3 صفر نصاب (Null Curriculum)

صفر نصاب کے تصور کو (1979) Elliot Eisner نے پیش کیا۔ان کے مطابق ”تدریسی مواد جو کہ بنیادی نصاب میں شامل نہیں ہوتا، اور نہ ہی اسکول کے درسیات میں پڑھایا جاتا ہو، اسے صفر نصاب کہتے ہیں“۔

Eisner مزید بیان کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مضامین اور عنوانات جو اہم نہیں ہوتے یا اس کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ہے اسے نصاب میں شامل نہیں کیا جاتا۔لیکن اس کی غیر موجودگی سے طلبا کی شخصیت اور اکتساب پر منفی اثر بھی ہوسکتے ہیں۔مثلاً مذہبی تعلیم، دوسرے زبان اور ثقافت وغیرہ۔

ہنری لوج کے مطابق ”تعلیم اپنے وسیع تر مفہوم میں تجربہ کا ہم معنی لفظ ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو انسان اپنی عملی زندگی میں مختلف عناصر مثلاً کائنات، موجودات اور خلقیات سے تجربات حاصل کرتا ہے“۔اسی طرح ایک طالب علم جب چاہے اور جہاں چاہے کسی بھی چیز سے متعلق معلومات حاصل کرسکتا ہے حالانکہ وہ نصاب تعلیم میں شامل ہو یا نہ ہو۔اس کے لیے کسی مخصوص منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

تعلیمی اداروں میں مختلف تدریسی پروگرام کسی مسلمہ شعبہ علم کے اہم حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔مثلاً سماجی علوم، ریاضی، سائنس، زبان وادب، آرٹ وغیرہ۔ان تدریسی پروگراموں کے لیے مخصوص نصاب بھی

ہوتے ہیں۔لیکن ایسے مختلف امور جو کہ نصاب میں شامل نہیں ہوتے ہیں اوران مضامین یا موضوعات کو اس کی اہمیت کی وجہ سے پڑھایا جائے جس سے طلبا نہ صرف زمانہ حال سے مستفید ہو بلکہ اسے مجموعی فلسفہ زندگی کی تشکیل میں معاون ہو،صفر نصاب کے دائرے میں آتا ہے۔ چنانچہ تدریسی پروگرام میں صفر نصاب تحریری شکل میں موجود نہیں ہوتا ہے لیکن اسے ثقافتی اور تمدنی زندگی کے عملاً کار آمد اور منتخب عناصر کو ایک خاص توازن کے ساتھ یکجا کیا جاتا ہے تا کہ طلبا کے خیالات میں یکجہتی اور قلب و ذہن میں وسعت پیدا ہو۔

صفر نصاب کی نوعیت کا انحصار معلم اور متعلم کی انفرادی غور وفکر، بیرونی اور اندرونی تحریک، درپیش مسائل، مہارتیں اور رویے پر ہوتا ہے۔اس کا دائرۂ عمل مختلف علمی، اخلاقی، مذہبی، زبان وثقافت وغیرہ ہوسکتا ہے۔آج دنیا میں مادیت کے ارتقاء کو معراج انسانیت تصور کیا جاتا ہے۔انسان کے جذبات واحساسات کی تسلی اور تشفی ضروری ہے،جن میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ذریعہ بچوں کی متوازن شخصیت کی نشوونما ممکن ہے۔مشہور مفکر برٹرینڈ رسل کا خیال ہے کہ دنیا میں امن وسکون روحانی اور مذہبی اقدار کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔اسی طرح ہندوستانی مفکر تعلیم خواجہ غلام السیدین کا خیال ہے کہ نصاب کو معاشرتی زندگی سے جدا کرنا اوراس میں محض دماغی قوتوں کی تربیت کا خیال رکھنا ظلم عظیم ہے۔لہٰذاان تمام امور کو صفر نصاب کے ذریعہ تکمیل کی جاسکتی ہے۔

طلبا کی ضروریات اور دلچسپیاں وقت کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف قسم کی سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہیں۔اس کی تکمیل صفر نصاب کے ذریعہ ممکن ہوسکتا ہے جس سے طلبا کے رجحانات، صلاحیتوں اور دلچسپیوں اور ضروریات کے تئیں متحرک رکھا جاسکے۔

2.5 ہندوستان میں درسیات (نصاب) کی تشکیل نو اور قومی درسیات کے خاکے

ایک ایسا تعلیمی خاکہ ہے جس میں نصاب کے عمل کا تجزیہ کیا جائے،اس تجزیہ سے معاشرے اور افراد کے ان مقاصد کی تشکیل ہوتی ہے جن کو تعلیمی مقاصد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد مختلف تعلیمی کمیشنوں کے ذریعہ تعلیمی مسائل، تعلیمی نظام اور نصاب تعلیم سے متعلق سفارشات پیش کی گئیں۔ جن میں ثانوی تعلیمی کمیشن (Secondary Education Commission, 1952-53) جسے

مدالیار کمیشن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور تعلیمی کمیشن (Education Commission, 1964-66) جسے کوٹھاری کمیشن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے،نمایاں ہیں۔دونوں کمیشنوں نے تبدیل شدہ معاشرتی وسیاسی حوالے سے قومی ترقی پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہوئے ہندوستان میں نصابی اصلاح پر زور دیا۔

1976ء تک ہندوستانی آئین کے تحت صوبائی حکومتوں کو اسکولی تعلیم سے متعلق فیصلہ لینے کا اختیار حاصل تھا۔اس کے

تحت درسیات یا نصاب بھی ان کے دائرہ اختیار میں شامل تھی۔ مرکزی حکومت صوبوں کے پالیسی والے معاملات پر صرف رہنمائی کر سکتا تھا۔ انھیں حالات میں 1968ء میں اولین قومی تعلیمی پالیسی (NPE-1968) بنائی گئی اور NCERT نے 1975ء میں ملک کا پہلا درسیات کا خاکہ تیار کیا۔ جس کا عنوان "The Curriculum for the ten-year school: A Framework" تھا۔ اس خاکہ کو نومبر 1975ء میں NCERT نے شائع کیا تھا۔ پروفیسر رئیس احمد اُس وقت کے ڈائرکٹر، NCERT اس اولین درسیاتی خاکہ کے چیرمین تھے۔

1976ء میں ترمیمی بل کے ذریعے تعلیم کو متوازی فہرست (Concurrent List) میں شامل کیا گیا اور پہلی مرتبہ 1986ء میں ملک میں یکساں قومی تعلیمی پالیسی اختیار کی گئی۔ اس قومی تعلیمی پالیسی (NPE-1986) نے سفارش کی کہ پورے ملک کی اسکولی درسیات یا نصاب کی تہہ میں ایک مشترک ترکیبی جز ہو۔ اسی پالیسی نے NCERT کو قومی درسیات کا خاکہ تیار کرنے اور اس خاکے کا تھوڑے تھوڑے وقفے سے جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی۔

سال 1975ء کے بعد نصاب تعلیم سے متعلق کام کو جاری رکھتے ہوئے NCERT نے کچھ مطالعے کیے اور مشورے دیے اور سرگرمیوں کے ایک حصے کی شکل میں سال 1977ء میں ایشور بھائی کمیٹی نے Ten year school curriculum کا تجزیہ پیش کیا اور سال 1984ء میں درسیات کا ایک خاکہ تیار کیا گیا تھا۔ اس سرگرمی کا مقصد پورے ملک میں معیار کی سطح پر اسکولی تعلیم کو یکساں بنانا اور ملک کی رنگارنگی پر سمجھوتہ نہ کرتے ہوئے تعلیم کو قومی اتحاد کا ایک ذریعہ بنانا تھا۔ ایسے ہی تجربے کی بنیاد پر NCERT نے اسکولی تعلیم کے لیے قومی درسیات کا خاکہ برائے تحتانوی اور ثانوی تعلیم، 1988ء (National Curriculum for Elementary and Secondary Education - A Framework, 1988) تیار کیا۔

اسی طرح تیزی سے بدلتے ہوئے ارتقا پذیر ماحول میں مطالعے کے مضامین اور نصابی کتابوں کے ذریعے اس خاکے کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصاب تعلیم کا دباؤ بڑھ گیا اور اسکولوں میں اکتساب یا آموزش طفولیت اور بلوغت کے تشکیلی سالوں میں طلبا کے جسم اور ذہن پر تناؤ کا باعث بن گئی۔ پروفیسر یشپال کی صدارت میں بنائی گئی کمیٹی کی رپورٹ میں اس پہلو کو واضح کیا گیا اور اسے منطقی طریقے سے پیش کیا گیا۔ یشپال کمیٹی کے رپورٹ کا عنوان (Learning without burden, 1993) تھا۔

یشپال کمیٹی (1993) کے اہم سفارشات:

(1) بچوں کے کتابی بوجھ کو کم کیا جائے۔

(2) نصابی کتاب اسکول کی ملکیت ہے اسے بچے خرید کر ہر روز اسکول لانا اور لے جانا غیر ضروری ہے۔

(3) بچوں کے گھر کا کام (Home Work) کے لیے ایک مقررہ وقت ہونا چاہیے۔

(4) پری پرائمری اور پرائمری جماعتوں کے بچوں کے لیے ہوم ورک پر پابندی ہونی چاہیے۔

(5) پرائمری اور ثانوی سطح پر ہوم ورک ضروری سمجھیں تو متعلقہ سبق سے نہیں ہونا چاہیے۔

(6) موثر تعلیم کے لیے سمعی اور بصری تعلیمی آلات استعمال کیا جانا چاہیے۔

(7) اسکول کے تمام جماعتوں کے نصاب کے تجزیہ کے لیے ہر ریاست میں ایک منصوبہ کمیٹی اور اس کے تحت ایک ذیلی کمیٹی قائم کی جائے۔

(8) ہر جماعت میں طلبا کی تعداد 30 سے 40 کرنا چاہیے۔

(9) نرسری میں داخلہ کے لیے کسی قسم کا داخلہ ٹسٹ اور انٹرویو نہ رکھا جائے۔

(10) پری پرائمری تعلیمی اداروں میں کارکردگی کا تجزیہ کرنا چاہیے اور قانون کے سہارے اصلاح کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

(11) تمام تعلیمی اداروں میں کھیل کود اور ضروریات کے تمام ساز وں سامان فراہم کرنا چاہیے۔

(12) ہر گاؤں، منڈل اور ضلع سطح پر تعلیمی کمیٹی قائم کر کے ان کو اسکول کا معائنہ کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔

2.5.1 قومی درسیات کے خاکے (National Curriculum Frameworks)

قومی تعلیمی پالیسی 1986ء کی ان سفارشات کے باوجود کہ لیاقتوں کی شناخت کی جائے اور اقدار کی مختلف حالات میں نشو و نما کی جائے، اسکولی تعلیم ان امتحانات کے ذریعے اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی، جو محض جانکاری سے بھری نصابی کتاب پر مبنی ہوتے تھے۔ سال 2000ء میں درسیات کے خاکہ پر نظر ثانی کی گئی اور قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم (National Curriculum Framework for School Education (NCFSE), 2000) تیار کیا گیا۔ اس کے باوجود نصاب تعلیم اور امتحانات کی تانا شاہی کے تنازعہ فیہ مدے حل نہ ہوئے۔

لہٰذا سال 2005ء میں اس پر پھر نظر ثانی کی گئی اور قومی درسیات کا خاکہ (National Curriculum Framework (NCF), 2005) کے عنوان سے NCERT نے پیش کیا۔ قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کے صدر نشین پروفیسر یشپال تھے ساتھ ہی اس میں 35 ممبران بھی تھے۔ موجودہ نظر ثانی اس میدان میں ہوئے مثبت اور منفی دونوں طرح کی تبدیلیوں پر توجہ دیتی ہے اور نئی صدی کے موڑ پر اسکولی تعلیم کی مستقبل کی ضرورتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کوشش میں باہمی تعلق والے ابعاد کو نظر میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً تعلیم کا نصب العین، بچوں کا معاشرتی ماحول، علم کی فطرت، انسانی نشو و نما کی فطرت اور سیکھنے کا عمل۔

قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کے رہنما اصول:

قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کے مندرجہ ذیل پانچ رہنما اصول ہیں۔

(1) علم کو بچوں کی اسکول سے باہر کی زندگی سے جوڑنا۔

(2) اکتسابی عمل کو رٹنے کے طریقے سے الگ کرنے کو یقینی بنانا۔

(3) درسیات کو اس طرح سے بھرپور ہونا چاہیے کہ وہ بچوں کو نصابی کتب مرکوز بنانے کے بجائے ان میں ہمہ جہت ترقی کا موقع فراہم کرائے۔

(4) امتحان کے نظام کو نسبتاً زیادہ لچیلا بنانا اور کمرہ جماعت کے ماحول سے جوڑنا ہے۔

(5) ایک ایسی اہم تشخص کی پرورش کرنا جو ملک کی جمہوری نظام سیاست میں شامل سروکاروں کا خیال رکھتی ہو۔

قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کے ابواب اور اہم نکات:

قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اول۔تناظر (Perspective)

باب دوم۔اکتساب (آموزش) اور علم (Learning and Knowledge)

باب سوم۔درسیاتی دائرے، اسکول کے مراحل اور جائزہ

(Curricular Areas, School stages and Assessment)

باب چہارم۔اسکول اور کمرہ جماعت کا ماحول

(School and Classroom Environment)

باب پنجم۔نظامی اصلاحات (Systemic Reforms)

باب اول: تناظر

قومی درسیات کا خاکہ 2005ء کے باب اول تناظر میں مندرجہ ذیل اہم امور پر بحث کی گئی ہے۔

(1) کثیر رُخی سماج میں قومی تعلیمی نظام کو بڑھاوا دینا۔

(2) ذہنی بوجھ کے بغیر اکتساب کے نظریے کے مطابق نصابی بوجھ کو کم کرنا۔

(3) نصابی اصلاحات کے ساتھ نظام کے طرز میں تبدیلیاں۔

(4) سماجی انصاف، مساوات اور سیکولرازم جیسے آئین میں درج اقدار پر مبنی نصابی عوامل۔

(5) سبھی کے لیے معیاری تعلیم یقینی بنانا۔

(6) ایسے شہری بنانا جو جمہوری عمل، اقدار، جنسی انصاف، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے مسائل، جسمانی طور پر معذور لوگوں کی ضروریات اور اقتصادی و سیاسی عمل میں شریک ہونے کی صلاحیت پر سنجیدہ رہنے کے پابند عہد ہوں۔

باب دوم: اکتساب اور علم

دوسرے باب۔اکتساب (آموزش) اور علم میں علم کی اساس اور بچوں میں خود سیکھنے کی تدابیر سے بحث کی گئی ہے۔جس کی تلخیص مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) سیکھنے والوں اور سیکھنے کے عمل سے متعلق ہمارے نظریے میں تجدید۔

(2) سیکھنے والوں کی ترقی اور سیکھنے کے عمل میں تامیت (Holistic) طریقہ اپنانا چاہیے۔

(3) کمرہ جماعت میں سبھی طلبا کے لیے ہموار فضا فراہم کرانا۔

(4) علم حاصل کرنے اور تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے سیکھنے والوں کو کام میں مشغول کرنا۔

(5) تجربات کے ذریعے سیکھنے کی سرگرمیاں۔

(6) نصابی عمل میں بچوں کی سوچ، ان کا تجسس اور سوال ابھارنے کے لیے موافق کمرہ جماعت کا انتظام۔

(7) علم کی تعمیر کے لیے وسیع ڈھانچہ فراہم کرنے کی غرض سے مختلف مضامین کے علمی حدود ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنا۔

(8) سیکھنے والوں کی مصروفیت کی مختلف صورتیں مثلاً مشاہدات، تشریح، دریافت، تجزیہ، عکاسی وغیرہ اتنی ہی ضروری ہیں جتنے علم کے دیگر اجزاء۔

(9) سماجی اور تہذیبی بنیاد کے تفصیلی تناظر کو وسعت دینے والی سرگرمیاں نصابی عمل میں شامل کرنے کے عمل کی ضرورت۔

(10) مقامی علم اور بچوں کے تجربات نصابی کتابوں اور روایتی طور پر پڑھانے والے عمل کے لازمی اجزاء ہیں۔

(11) ماحولیات سے متعلق پروجیکٹوں سے منسلک طلبا ایسے علم کی تشکیل میں اہم رول ادا کر سکتے ہیں جو ہندوستانی ماحول کا ایک نمایاں اور عوامی اعداد و شمار کی بنیاد فراہم کرتا ہو۔

(12) اسکول کا وقت بچوں کی قابلیت، رویہ اور دلچسپی میں تبدیلی کے ذریعے فوراً ترقی کا وقت ہوتا ہے اور اس کا نمایاں اثر علم کے عمل اور اجزا کے انتخاب اور اہتمام کرنے پر پڑتا ہے۔اس لیے موضوعات کا انتخاب اور حصول علم کے طریقہ کار کو طلبا کے عین مطابق ہونا چاہیے۔

باب سوم: درسیاتی دائرے، اسکول کے مراحل اور جائزہ

تیسرے باب میں درسیاتی دائرے، اسکول کے مراحل اور جائزہ کے عنوان کے تحت درسیات کے مختلف میدانوں کے لیے

سفارشات پیش کیے گئے ہیں۔جن میں مندرجہ ذیل دائرہ کار شامل ہیں۔

(1) زبان کی تعلیم (Language Education)

(2) ریاضی کی تعلیم (Mathematics Education)

(3) سائنس کی تعلیم (Science Education)

(4) سماجی علوم کی تعلیم (Social Science Education)

(5) فن کی تعلیم (Art Education)

(6) صحت اور جسمانی تعلیم (Health and Physical Education)

(7) کام اور تعلیم (Work and Education)

(8) تعلیم برائے امن (Education for Peace)

(9) اقامت اور اکتساب (Habitat and Learning)

(10) جائزہ اور قدر پیمائی (Assessment and Evaluation)

اسکولی درسیات کے مندرجہ بالا نمایاں دائرہ کار میں معنی خیز تبدیلیوں کی سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ایسا اس مقصد سے کیا گیا ہے کہ تعلیم حال اور مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کر سکے اور بچوں کو اس تناؤ سے آزاد کرایا جا سکے جس سے وہ آج کل نبرد آزما ہیں۔ یہ قومی درسیات کا خاکہ اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ مضامین کے درمیان حد بندیاں اس قدر نرم کردی جائیں کہ بچہ مجموعی علم کا مزہ چکھ سکے اور کسی چیز کو سمجھنے سے ملنے والی خوشی اسے حاصل ہو سکے۔

(1) زبان کی تعلیم:

زبان کی تعلیم کے تعلق سے مندرجہ ذیل مشورے دیے گیے ہیں۔

☆ زبان سیکھنے کی صلاحیت یعنی بولنا، سُننا، پڑھنا اور لکھنا اسکول کے تمام مضامین اور ضابطوں میں شامل ہیں۔ان چاروں ہنر کی اہمیت کا رول بچوں کو علم بڑھانے میں اول جماعت سے لے کر ہی تمام جماعتوں میں تسلیم کر لینا چاہیے۔

☆ سہہ لسانی فارمولے کو عمل میں لانے کی ایک نئی کوشش کی جانی چاہیے اور یہ بات تسلیم کرنے کے لیے زور دینا چاہیے کہ بچوں کی مادری زبان تعلیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔اس میں درج فہرست قبائل کی زبانیں بھی شامل ہیں۔

☆ انگریزی زبان کو دیگر ہندوستانی زبانوں کے درمیان مقام دیے جانے کی ضرورت ہے۔

☆ ہندوستانی سماج کا کثیر لسانی کردار اسکولوں کی ترقی کے لیے ایک وسیلے کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔

(2) ریاضی کی تعلیم:

ریاضی کی تدریس سے متعلق مندرجہ ذیل مشورے دیے گیے ہیں۔

☆ ریاضی کے رسمی علم کے بجائے ریاضی پڑھانے کا خاص مقصد محاسبت یعنی وجوہات کی بنیاد پر سوچنے کی صلاحیت اور خیالی سوچ کو کوئی شکل دے کر اسے بتانا چاہیے۔

☆ ریاضی کی تدریس میں بچوں کے سوچنے اور اسباب وعلل تلاشنے کے وسائل میں اضافہ کرے تاکہ وہ تصور اور تجربہ سے کام لیتے ہوے مسائل کو سمجھا سکیں اور انھیں حل کرسکیں۔

☆ ریاضی میں کامیابی کو ہر بچے کے حق کے طور پر دیکھے جانے کی ضرورت ہے۔

☆ ریاضی اور دوسرے مضامین کے مابین ربط بنانے کی ضرورت ہے۔

☆ ہر اسکول کو کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹکنالوجی اور اس کے لیے رابطے مہیا کرانے جیسے بنیادی چیلنج کا سامنا کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لیے ہمیں ایک جامع اور مربوط نصاب کو بھی ترقی دینا ہوگا۔

(3) سائنس کی تعلیم:

سائنس کی تدریس سے متعلق مندرجہ ذیل مشورے دیے گیے ہیں۔

☆ سائنس پڑھانے کے اجزاء، عمل اور زبان سیکھنے والے کی عمر اور ذہنی صلاحیت کے مطابق ہونی چاہیے۔

☆ ذ سائنس کی تدریسی عمل سیکھنے والوں کو ایسے طریقوں اور عوامل میں مشغول کر دینا چاہیے جس سے ان کی تجسس اور تخلیقی قوت بالخصوص ماحول کے مطابق بڑھ جائے۔

☆ سائنس کی تدریس کا انتظام بچوں کے ماحول کے وسیع تناظر میں کر دینا چاہیے تاکہ وہ دنیا میں کام کرنے کے لیے علم و ہنر، مہارت جیسے ضروری ساز و سامان سے لیس ہو جائیں۔

☆ اسکول کے تمام نصاب میں ماحولیاتی رشتوں سے متعلق معلومات ہونی چاہیے۔

☆ بچوں کی ''سائنس کانگریس'' کی طرز پر ایک سماجی تحریک کا تصور کیا جاسکتا ہے۔اس سے ملک گیر سطح پر ایجادات کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جاسکے گی۔

(4) سماجی علوم کی تعلیم:

سماجی علوم کی تدریس سے متعلق مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

☆ سماجی علوم کے نصاب میں منطقی تفہیم پر زور دینے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ بچوں کے سامنے امتحان کی وجہ سے

رٹنے والی اشیاء جمع کر دی جائے۔ اس کی وجہ سے بچوں میں سماجی پہلوؤں پر آزادانہ اور ناقدانہ غور و فکر کی صلاحیت کو فروغ ملے گا۔

☆ سماجی علوم کے تمام شعبوں میں جنس کے سلسلے میں انصاف، درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے مسائل کو لے کر اور اقلیتی حسّاسیت کے تعلق سے بیداری ہونی چاہیے۔

☆ علم شہریت (Civics) کو علم سیاسیات کے طور پر ڈھالنا چاہیے اور بچوں کے ماضی کا تصور اور اس کی شہری شناخت کی تشکیل میں تاریخ کے اثر کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔

☆ انسانی حقوق کا تصور آفاقی تناظر رکھتا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ بچوں کو آفاقی اقدار سے اس طرح متعارف کرایا جائے جو ان کے عمر کے مطابق ہوں۔

☆ اسکولوں میں تیسری سے پانچویں جماعت تک کے لیے ماحولیاتی مطالعہ کو متعارف کرایا جائے۔

(5) فن کی تعلیم:

فن کی تعلیم سے متعلق مندرجہ ذیل سفارشات کی گئی ہے۔

☆ اسکولی تعلیم کے ہر مرحلے پر فن کو ایک مضمون کی شکل میں شامل کیا جانا چاہیے۔

☆ فنون مثلاً موسیقی، رقص، بصری فنون اور تھیٹر وغیرہ اور وراثتی دست کاریوں کو اسکولی نصاب کے اجزا تسلیم کر لینا چاہیے۔

☆ تدریس کی جگہ متعامل طریقہ کار پر زور دینا چاہیے کیونکہ فن کی تعلیم کا مقصد جمالیاتی اور شخصی بیداری کی حوصلہ افزائی کرنا اور مختلف شکلوں میں خود کے اظہار کی صلاحیت کو بڑھاوا دینا ہے۔

☆ ہندوستان کی روایتی فن کاری کی اہمیت کو اس کے معاشی اور جمالیاتی اقدار کی بنیاد پر اسکولی نصاب کا حصہ بنایا جانا چاہیے۔

☆ شخصی، سماجی، اقتصادی اور جمالیاتی ضروریات کے تعلق سے اس کی معلومات والدین، اسکول کے حکام اور انتظامیہ کو فراہم کرنا چاہیے۔

☆ فن کی تعلیم پر مبنی زیادہ سے زیادہ مواد اساتذہ کو فراہم کرایا جائے۔ اساتذہ کی تربیت اور ذہن سازی اس طرح کی جائے کہ وہ پوری مہارت اور کارگر ڈھنگ سے فن کی تعلیم دے سکیں۔

☆ ضلعی سطح پر اور بلاک مرکزوں پر مراکز اطفال قائم کیے جانے چاہیے۔ اس سے فنون اور دست کاریوں کے بارے میں مزید تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا۔

(6) صحت اور جسمانی تعلیم:

صحت اور جسمانی تعلیم کے متعلق مندرجہ ذیل سفارشات کی گئی ہیں۔

☆ اسکولوں میں بچوں کی کامیابی اس کی غذا اور جسمانی سرگرمی کے منظّم پروگرام پر منحصر ہے۔لہٰذا دوپہر کے کھانے کے پروگرام کو زیادہ موثر بنانے کے لیے ضروری وسائل اور اسکولی وقت کا دیا جانا ضروری ہے۔

☆ صحت اور جسمانی تعلیم کے پروگرام کے لیے ماقبل اسکولی سطح سے لے کر اوپر تک لڑکوں کے مانند لڑکیوں پر بھی اتنی ہی توجہ دی جانی چاہیے۔

☆ صحت اور جسماجی تعلیم اور یوگا پر مشتمل مضمون کو ابتدائی اور ثانوی سطحوں سے متعلق، اساتذہ کے ماقبل ملازمت تربیتی کورسوں میں مناسب انداز سے لازماً شامل کیا جانا چاہیے۔

☆ صحت اور جسمانی تعلیم طلبا کی ہمہ گیر ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔اسکولوں میں

اندراج، تسلسل اور تکمیل جیسے مسائل کامیابی سے قابو میں رکھے جاسکتے ہیں۔

☆ مختلف کھیل مثلاً باسکٹ بال، تھرو بال، والی بال اور مقامی کھیلوں کی سہولتوں کو مزید فروغ دیا جاسکتا ہے۔

(7) کام اور تعلیم:

کام اور تعلیم کے سلسلے میں کچھ بنیادی اقدام تجویز کیے گیے ہیں جو تعلیم کو پرائمری سطح سے آگے اوپر تک اس کو جوڑتے ہیں۔

☆ کام علم کو تجربے میں بدل دیتا ہے اور اہم ذاتی و معاشرتی اقدار پیدا کرتا ہے مثلاً خود کفالت، تخلیقی صلاحیت اور امداد باہمی۔ یہ علم اور تخلیق کی نئی شکلوں کو ترتیب دینے کی ترغیب دیتا ہے۔

☆ پری پرائمری سے اعلیٰ سطح تعلیم کے نصاب کو از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔جس میں حصول تعلیم ترقی کے اقدار اور کثیر جہتی مہارتوں کے پس منظر میں کام کے تعلیمی امکانات کو دیکھا جاسکے۔

☆ اعلیٰ سطحی تعلیم کے لیے باہر کے وسائل کو حسب دستور منظوری دینے کی حکمت عملی کی سفارش کی گئی ہے۔جس سے ان بچوں کو فائدہ پہنچ سکے جو براہ راست ذریعہ معاش سے متعلق تعلیم کا انتخاب کرتے ہیں۔

☆ اسکول سے باہر کی اس قسم کی ایجنسیوں کو باقاعدہ منظوری کی ضرورت ہے جس سے وہ بچوں کو کام کی جگہ دے سکیں، جہاں بچے اوزاروں اور دوسرے وسائل کی مدد سے کام کریں۔

☆ دستکاریوں کے نقشے بنانے کی سفارش کی گئی ہے، جس سے ان علاقوں کی پہچان کی جاسکے جہاں بچوں کو علاقائی کاریگروں کے سہارے دستکاریوں میں تربیت مہیا کرائی جاسکے۔

(8) تعلیم برائے امن:

تعلیم برائے امن کے متعلق مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

☆ پوری دنیا میں بڑھتی ہوئی نارواداری اور اختلافات حل کرنے کی شکل میں تشدد کی جانب بڑھتے رجحان کو نظر میں رکھتے ہوئے اس بات کی سفارش کی گئی ہے کہ امن کو قومی تعمیر کی شرطِ لازم اور سماجی مزاج کی شکل میں مجموعی قدر کے طور پر اپنایا جائے جس کی آج بے حد ضرورت ہے۔

☆ ایک جمہوری اور انصاف پسند معاشرے میں بچوں کو اچھا شہری بنانے کے لیے امن کی تعلیم کے امکانات کو مختلف سرگرمیوں کے ذریعے ہر سطح پر اور ہر مضمون میں موضوعات کے دانشمندانہ انتخاب کے ذریعے تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

☆ اساتذہ کی تربیت کی درسیات اور نصاب میں امن کی تعلیم کو مطالعے کے لیے ایک اہم جز کے طور پر شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

☆ موزوں سرگرمیوں کی مدد سے سال بھر اسکولی اوقات کے دوران تمام مضامین میں امن سے تعلق رکھنے والی اقدار کو بڑھاوا دیا جانا چاہیے۔

☆ امن کی تعلیم پر اتنی توجہ دی جائے کہ اس کا اثر تمام اسکولی زندگی پر ہو۔ نصاب، جماعت کا ماحول، اسکولی ضابطہ، استاد شاگرد کے تعلقات اور اسکول سے منسلک تمام سرگرمیاں اس کے دائرے میں آجائیں۔

(9) اقامت اور اکتساب:

☆ اسکولی مزاج کو درسیات کے ایک پہلو کی طرح دیکھا گیا ہے کیونکہ یہ بچوں کو تعلیم کے مقاصد اور اکتساب کی اس حکمت عملی کو تیار کرتی ہے جو اسکول میں کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

☆ ایک وسیلے کے طور پر اسکول کے اوقات کو لچیلے ڈھنگ سے ترتیب دیے جانے کی ضرورت ہے۔

☆ مقامی سطح پر مرتب کیے گیے لچکدار اسکولی کیلنڈر اور ٹائم ٹیبل کی سفارش کی گئی ہے کہ پروجیکٹ کے کام اور وہ قدرتی اور روایتی مقامات جو ہماری میراث ہیں کی سیر جیسی الگ الگ سرگرمیوں کے لیے الگ الگ اوقات مقرر کرنے کی اجازت دے سکے۔

☆ اس بات کی کوشش کرنا ہوگی کہ بچوں کے لیے سیکھنے کا مزید مواد خاص کر مقامی زبانوں میں کتب اور حوالہ جاتی مواد، اسکول اور استاد کے لیے حوالہ جاتی کتب خانے اور نشر و اشاعت کی جگہ، آپسی متعامل ٹیکنالوجی فراہم ہو۔

☆ یہ دستاویز اعلیٰ ثانوی سطح پر اختیارات میں تکثیریت اور کھلے پن کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ اور بچوں کو محدود دائرے میں رکھے جانے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے جس سے بچوں کے لیے خصوصاً دیہی علاقوں کے بچوں کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔

☆ قبل ملازمت تربیتی پروگراموں کو زیادہ گہرائی اور طویل عرصے پر محیط بنانے کی ضرورت ہے، جس سے بچوں کو بغور مشاہدہ

کرنے اور اسکولوں میں انٹرن شپ یعنی تدریسی مشق کے ذریعے تدریسی اصولوں کو مشق سے جوڑنے کے پورے مواقع مل سکیں۔

(10) جائزہ اور قدر پیمائی:

درسیات کی اصلاح کے لیے سب سے ضروری قدم ہوگا امتحانات میں اصلاح۔ جس سے بچوں اور ان کے والدین پر بڑھتے نفسیاتی دباؤ کے مسائل کا کوئی حل نکالا جاسکے خصوصاً دسویں اور بارھویں جماعت میں۔ اس کے لیے خاص اقدام کی ضرورت ہے جس میں سوالناموں کی صورت یا فارمٹ بدلنا بھی شامل ہے۔ جس سے قوت دلیل اور تخلیقی صلاحیتوں کو جانچنے کی بنیاد بنایا جائے نہ کہ رٹنے کی صلاحیت کو۔ شفافیت اور داخلی جانچ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے امتحانات کو جماعت کی سرگرمیوں سے جوڑنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ نظام میں پاس اور فیل کے زمروں میں تقسیم کرنے کے عمل کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی حکمت عملی تلاش کی جائے جو بچوں کی الگ الگ سطح کی کامیابیوں کا متبادل ہو۔ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ماقبل بورڈ امتحانات کے فاضل زور کی بھی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔

باب چہارم: اسکول اور کمرہ جماعت کا ماحول

قومی درسیات کا خاکہ 2005 کے باب چہارم میں اسکول اور جماعت کا ماحول کے عنوان کے تحت

مندرجہ سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

- ☆ اسکول میں درکار کم سے کم ساز و سامان اور مواد دستیاب ہونا اور دن بھر کے کام کاج کا منصوبہ ترتیب دینے کے لیے مدد اساتذہ کی کارکردگی میں بہتری لانے کے لیے ضروری ہے۔
- ☆ اسکول کا ماحول جو بچوں کی پہچان سیکھنے والوں کی حیثیت سے بناتا ہے ہر ایک بچے کی صلاحیت اور دلچسپی بڑھاتا ہے۔
- ☆ تمام لائق اور ناتواں بچوں کی شرکت یقینی بنانے والی سرگرمیاں ہر ایک کو سیکھنے کے لیے ضروری ہیں۔
- ☆ جمہوری طرز عمل کے ذریعے سیکھنے والوں میں خود نظم وضبط قائم کرنے کی قدر بہت ضروری ہے۔
- ☆ ایک خاص مضمون سے متعلق علم اور تجربات پر مذاکرات اور تبادلہ خیال کرنے کے لیے لوگوں کی شرکت اسکول اور عوام کے درمیان تعلقات پائیدار بنانے میں مدد کرتی ہے۔
- ☆ سیکھنے سے تعلق رکھنے والے وسائل درج ذیل باتوں کے حوالے سے نئے سرے سے ترتیب دینا چاہیے۔

(a) نظریات، سرگرمیوں، مسائل اور مشقوں کو تفصیل سے بیان کرنے والی نصابی کتابیں ایک ساتھ کام کرنے اور اتفاقِ رائے پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

(b) معاون کتابیں، ورک بک، اساتذہ ہینڈ بک وغیرہ کی بنیاد نیے سوچ اور خیالات پر مبنی ہونی چاہیے۔

(c) ایک ہی طرف سے سننے کے بجائے دو طرفہ بات چیت کے لیے ملٹی میڈیا اور انفارمیشن اور کمیونکیشن ٹکنالوجی وسیلے کی حیثیت سے استعمال میں لایا جانا چاہیے۔

(d) اساتذہ، سیکھنے والوں اور لوگوں کے علم میں اضافہ کرنے اور وسیع دنیا کے ساتھ ملانے کے لیے

اسکول کی کتب خانہ کو دانشوری کے ایک مرکز کے حیثیت سے کام کریں۔

☆ اسکولی کیلنڈر اور روزانہ کام کاج کے عمل کی غیر مرکوز منصوبہ بندی اور اساتذہ کی پیشہ وارانہ کام کی خود مختاری سیکھنے سے متعلق ماحول کی بنیاد پیدا کرتی ہے۔

باب پنجم: نظامی اصلاحات

آخری باب پنجم میں نظامی اصلاحات کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل امور پر بحث کی گئی ہے۔

☆ نظامی اصلاح کی ایک اہم خاصیت معیار کی طرف رجحان نظام کے اس اصلاحیت کی نشاندہی کرتی ہے جس سے نظام اپنی صلاحیت بڑھا کر اپنی کمزوریوں کا حل تلاش کر اپنی اصلاح خود کرتا ہے اور اپنے آپ میں نئی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

☆ توقع کی جاتی ہے کہ عام اسکولی نظام قائم کیا جائے تاکہ ملک کے الگ الگ شعبوں کی تقابلی خوبیوں کا اندازہ لگایا جا سکے اور یہ یقینی بنایا جا سکے کہ جب الگ الگ ماحول سے بچے ایک ساتھ پڑھتے ہیں تب اس سے تدریس کی خوبیوں میں فروغ ہوتا ہے اور اسکول کا نظام مستحکم ہوتا ہے۔

☆ منصوبہ بندی کے لیے ایک وسیع ڈھانچہ جو اسکولوں میں ضروری نکات کی طرف توجہ دینے سے شروع ہو رہا ہے اور جن کے لیے کلسٹر اور بلاک سطح پر پیوستگی کی ضرورت ہے۔ ضلعی سطح پر یہ ایک لامرکزیت کی منصوبہ بندی کی حکمت عملی ترتیب دینے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

☆ بامعنی تدریسی منصوبہ بندی کا کام ہیڈ ماسٹروں اور اساتذہ کی مشترکہ شرکت سے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

☆ نگرانی کا معیار بڑھانے اور اکتسابی عمل کے اعتبار سے اسکول کے ساتھ مسلسل رابطے کے عمل کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔

☆ اساتذہ کی پیشہ وارانہ تربیت مندرجہ ذیل نکات کے ساتھ جوڑنے سے موثر بنائی جا سکتی ہے۔

(a) تدریس، اکتساب کی صورت حال کو اساتذہ کے لیے حوصلہ افزا، معاون اور انسانیت آموز بنایا جائے تاکہ طلبا کو اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے فروغ کے مواقع مل سکیں اور وہ ایک ذمہ دار شہری کا کردار ادا کر سکیں اور ایسے گروہ کا حصہ ہونا چاہیے جو طلبا کی متواتر سماجی اور شخصی ضروریات کو دھیان میں رکھ کر درسیات کی اصلاح میں موثر کردار ادا کر سکیں۔

(b) اساتذہ تعلیمی پروگرام کو اس طرح دوبارہ تشکیل دیا جائے کہ اس میں سیکھنے والوں کی شرکت موثر طریقے سے ہو اور استاد علم کے حصول میں معاون ثابت ہو۔ اساتذہ تعلیمی پروگرام کا نقطہ نظر کثیر ضابطہ اخلاق کا حامل ہونا چاہیے جس میں اصول اور عمل پنہاں ہو اور تنقیدی شعور کو فروغ دینے کے لیے معاصر سماجی مدعوں پر بحث شامل ہو۔

☆ اساتذہ کی تربیت میں زبان کی صلاحیت کو پیش نظر رکھا جائے اور اس کا ایک یکجہتی ماڈل بنایا جائے تاکہ اساتذہ کے پیشہ وارانہ عمل کو مستحکم کیا جا سکے۔

☆ اسکول کے کام کاج میں تبدیلی لانے کے لیے دوران ملازمت تعلیم میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ ترقی کے میدان میں جمہوری شرکت اخذ کرنے کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل اپنانا چاہیے جس سے دیہی سطح پر متوازن کمیٹیاں تشکیل دے کر پنچایتی راج کو مستحکم بنایا جا سکے۔

☆ امتحان میں دباؤ کم کرنے اور کامیابی میں اضافہ کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نکات اہم ہیں۔

(a) اجزا پر مبنی جانچ مسئلے کو حل کرنے اور سمجھنے میں منتقل کر دیا جانا چاہیے۔ اس کے لیے موجودہ سوالنامہ کی ہیئت بدل دینی چاہیے۔

(b) امتحان میں وقت کی نرم روی کو ملحوظ رکھا جائے۔

(c) چھوٹے موٹے امتحانات کا اہتمام

(d) داخلہ امتحان لینے اور ان کا اہتمام کرنے کے لیے صرف ایک ہی با اختیار ایجنسی قائم کر دینی چاہیے۔

☆ اسکولی درسیات میں قبل ابتدائی سے بارہویں جماعت تک کام مرکوز تعلیم کو تعلیم کا اٹوٹ حصہ متصور کر کے اسے باقاعدہ اہمیت دی جائے تاکہ عالمی معیشت کا سامنا کرنے کے لیے پیشہ وارانہ تعلیم کا فروغ ہو سکے۔

☆ پیشہ وارانہ تعلیم اور تربیت کو مشن موڈ کے طور پر شروع کرنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں پہلے سے فراہم سہولتوں سے گاؤں، معاشرہ اور بلاک سطح سے لے کر ضلع اور شہر تک پیشہ وارانہ تعلیم اور تربیت کے مراکز کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆ اساتذہ کو انتخاب کے معاملے ان کی نظر وسیع کرنے کے لیے اور بچوں کی ضروریات اور دلچسپیوں میں کثرت پیدا کرنے کے لیے مختلف النوع نصاب کتابیں دستیاب ہونی چاہیے۔

☆ نئے خیالات پیدا کرنے کے لیے جدت اور تجربہ کاری میں سہولیات پیدا کرنے کے لیے پڑھانے کے تجربات اور الگ الگ کمرہ جماعت کے کام کاج پر خیالات کا تبادلہ کرنا چاہیے۔

☆ نصاب، نصابی کتابیں اور تدریسی اکتسابی وسائل ایک غیر مرکوز اور مشترکہ کاروائی میں بنا دینا چاہیے جس میں اساتذہ،

مختلف یونیورسٹیوں، غیر سرکاری تنظیموں اور اساتذہ کی تنظیموں کے ماہرین شامل ہونے چاہیے۔

فرہنگ اصطلاحات (Glossary):

(1) نصاب کا تصور (Concept of Curriculum): تعلیم وتربیت کے عمل میں اسکول میں دستیاب وسائل مثلاً اسکولی عمارت، ساز وسامان، درسی مواد کی مختلف قسمیں جن میں کتابیں بھی شامل ہیں اور کمرہ جماعت کی تمام سرگرمیاں، ہم نصابی سرگرمیاں اور تعین قدر۔

(2) بنیادی نصاب (Core Curriculum): طلبا کی تمام ضروری تعلیمی وتربیتی عمل، سرگرم اکتسابی عمل پر مبنی منطقی طور پر منظّم مضامین کا مجموعہ۔

(3) پوشیدہ نصاب (Hidden Curriculum): اسکول کی وہ تمام تعلیمی سرگرمیاں، ثقافتی پروگرام، اسکول کا ماحول، احساسات، اقدار، رویہ وغیرہ جو تحریری شکل میں موجود نہیں ہوتا ہے، لیکن طلبا کو متاثر کرتا ہے۔

(4) صفر نصاب (Null Curriculum): تدریسی مواد جو کہ بنیادی نصاب میں شامل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اسکول کے درسیات میں پڑھایا جاتا ہے، لیکن اس کی نوعیت کا انحصار معلم اور متعلم کی انفرادی غور وفکر، بیرونی اور اندرونی تحریک، درپیش مسائل، مہارتوں اور رویے پر ہوتا ہے۔

(5) ہندوستان میں درسیات کی تشکیل نو (Curriculum Reforms in India): ہندوستان میں آزادی کے بعد مختلف تعلیمی کمیشنوں اور کمیٹیوں کے ذریعہ تعلیمی مسائل، تعلیمی نظام اور نصاب تعلیم سے متعلق پیش کیے گیے سفارشات اور اس کی عمل آوری۔

(6) قومی درسیات کا خاکہ (National Curriculum Framework): نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ کے ذریعہ پیش کردہ قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم۔

(7) دباؤ کے بغیر اکتساب (Learning without Burden): یشپال کمیٹی رپورٹ (1993) کا عنوان ہے۔ جس کا مطلب ہے اسکولی بچوں کے کتابی بوجھ کو کم کیا جائے اور بغیر کسی جسمانی اور ذہنی دباؤ کے اکتسابی عمل کو آسان بنایا جائے۔

(8) تعلیم برائے امن (Education for Peace): پوری دنیا میں بڑھتی ہوئی ناروا داری اور اختلافات حل کرنے کی شکل میں تشدد کی جانب بڑھتے رجحانات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اسکولی نصاب میں امن کو قومی تعمیر کی شرطِ لازم اور سماجی مزاج کی شکل میں مجموعی قدر کے طور پر شامل کرنا۔

(9) نظامی اصلاحات (Systemic Refroms): نظامی اصلاحات سے مراد ہندوستانی تعلیمی نظام میں معیار کے سروکار، درسیات کی تجدید کے لیے اساتذہ کی تعلیم، امتحانی اصلاحات، کام مرکوز تعلیم، خیالات اور عمل میں جدت اور نئے اشتراک

ہیں۔

(10) فن کی تعلیم (Art Education): اسکولی تعلیم کے ہر مرحلے میں فنون مثلاً موسیقی، رقص، بصری فنون، تھیٹر ڈراما وغیرہ اور وراثتی دست کاریوں کو اسکولی نصاب کے اجزاء کے طور پر شامل کرنا۔

یاد رکھنے والے اہم نکات (Points to Remember):

(1) نصاب کی تین اہم قسمیں ہیں: بنیادی نصاب، پوشیدہ نصاب اور صفر نصاب۔

(2) بنیادی نصاب متحرک اکتساب کو فروغ دیتا ہے اور زندگی کے تجربات کو اکتسابی عمل سے مربوط کرتا ہے۔

(3) پوشیدہ نصاب طلبا میں دلچسپیوں، ثقافتی معلومات، جدوجہد کا جذبہ، مطابقت اور تصفیہ وغیرہ کو فروغ دیتا ہے۔

(4) پوشیدہ نصاب کی منتقلی فطری عمل کے ذریعہ ہوتا ہے۔

(5) صفر نصاب کے تصور کو Elliot Eisner نے پیش کیا۔

(6) صفر نصاب کی نوعیت کا انحصار معلم اور متعلم کی انفرادی غور وفکر، بیرونی اور اندرونی تحریک، درپیش مسائل، مہارتیں اور رویے پر ہوتا ہے۔

(7) ثانوی تعلیمی کمیشن (1952-53) کو مدالیار کمیشن کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

(8) تعلیمی کمیشن (1964-66) کو کوٹھاری کمیشن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

(9) 1976ء تک ہندوستانی آئین کے تحت صوبائی حکومتوں کو اسکولی تعلیم سے متعلق فیصلہ لینے کا اختیار حاصل تھا۔

(10) 1976ء میں ترمیمی بل کے ذریعے تعلیم کو متوازی فہرست (Cancurrent List) میں شامل کیا گیا۔

(11) 1968ء میں ہندوستان میں اولین قومی تعلیمی پالیسی بنائی گئی تھی۔

(12) NCERT نے 1975ء میں ملک کا پہلا درسیات کا خاکہ تیار کیا تھا جس کا عنوان ''The Curriculum for the Ten-year school: A Framework'' تھا۔

(13) 1986ء میں ملک میں یکساں قومی تعلیمی پالیسی اختیار کی گئی۔

(14) قومی تعلیمی پالیسی (NPE-1986) نے NCERT کو قومی درسیات کا خاکہ تیار کرنے اور اس خاکے کا تھوڑے تھوڑے وقفے سے جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی۔

(15) NCERT نے اسکولی تعلیم کے لیے درسیات کا خاکہ برائے تحتانوی اور ثانوی تعلیم ''National Curriculum for Elementary and Secondary Education: A Framework, 1988'' تیار کیا۔

(16) یشپال کمیٹی رپورٹ (1993) کاعنوان تھا دباؤ کے بغیر اکتساب (Learning without Burden)۔

(17) NCERT نے سال 2000 میں درسیات کے خاکہ پر نظر ثانی کی اور قومی درسیات کا خاکہ برائے اسکولی تعلیم "National Curriculum Framework for School Education (NCFSE), 2000" تیار کیا۔

(18) NCERT نے سال 2005ء میں درسیاتی خاکہ پر پھر سے نظر ثانی کی اور قومی درسیاتی خاکہ (NCF-2005) تیار کیا۔جس کی بنیاد پر موجودہ اسکولی تعلیمی نصاب ملک میں جاری ہے۔

نمونہ امتحانی سوالات:

حصہ اول: پانچ معروضی سوالات پر مشتمل ہے۔ ہر ایک سوال کے لیے چار جوابات (a)،(b)،(c)اور(d) دیے گیے ہیں۔ان میں کوئی ایک صحیح جواب ہے،آپ صحیح جواب کا انتخاب کیجئے۔ ہر سوال

کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔(5x1= 5 Marks)

(1) طلبا کی تمام ضروری تعلیمی وتربیتی عمل،سرگرم اکتسابی عمل پر مبنی منطقی طور پر منظّم مضامین کا مجموعہ کہلاتا ہے۔

(a) صفر نصاب

(b) پوشیدہ نصاب

(c) بنیادی نصاب

(d) ان میں سے کوئی نہیں

(2) اسکول میں تحریری شکل میں جو موجود نہیں ہوتا ہے کہلاتا ہے۔

(a) بنیادی نصاب

(b) پوشیدہ نصاب

(c) صفر نصاب

(d) ان میں سے کوئی نہیں

(3) صفر نصاب کے تصور کو کس نے پیش کیا؟

(a) Elliot Eisner

(b) John Dewey

(c) Robert Dreeben

(d) Hafferty

(4) یشپال کمیٹی رپورٹ (1993) کا عنوان تھا۔

(a) نظامی اصلاحات (Systemic Reforms)

(b) دباؤ کے بغیر اکتساب (Learning without Burden)

(c) اکتسابی تجربات (Learning Experience)

(d) درسیات کی تشکیل نو (Curriculum Reforms)

(5) قومی درسیات کا خاکہ (NCF-2005) کو کس نے پیش کیا۔

(a) UGC

(b) NCTE

(c) CBSE

(d) NCERT

حصہ دوم: آٹھ مختصر جواب والے سوالات پر مبنی ہیں، ان میں سے کسی پانچ سوالات کا جواب دیجیے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 100 لفظوں پر مشتمل ہو۔ ہر سوال کے لیے 4 نمبرات مختص ہیں۔ (5x4= 20 Marks)

(1) بنیادی نصاب سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(2) بنیادی نصاب کی خوبیاں اور خامیاں بیان کیجیے۔

(3) پوشیدہ نصاب کی مختلف تعریف بیان کیجیے۔

(4) ایک استاد کو اسکول میں پوشیدہ نصاب کے اطلاق سے متعلق کن امور پر غور وفکر کرنا چاہیے؟

(5) اسکولی تعلیم میں صفر نصاب کی نوعیت کو بیان کیجیے۔

(6) یشپال کمیٹی رپورٹ (1993) کے اہم سفارشات بیان کیجیے۔

(7) قومی درسیات کا خاکہ (NCF-2005) کے رہنما اصول کیا ہیں؟

(8) قومی درسیات کا خاکہ (NCF-2005) میں پیش کیے گیے تعلیم برائے امن کے تصور کو اسکولی نصاب میں کس طرح متعارف کرانا چاہیے۔

حصہ سوم: دو طویل جواب والے سوالات پر مبنی ہیں، ان میں سے کوئی ایک سوال کا جواب دیجیے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 250 لفظوں پر مشتمل ہو۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ (1x10= 10 Marks)

(1) ہندوستان میں آزادی کے بعد درسیات (نصاب) کی تشکیل نو کی تاریخ کو تفصیل سے بیان کیجیے۔

(2) قومی درسیات کا خاکہ (NCF-2005) کو کتنے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے؟ ان ابواب کے حوالے سے اسکولی تعلیمی نصاب اور تعلیمی نظام سے متعلق کی گئی اہم سفارشات کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

مجوزہ مطالعہ جات (Suggested Reading)

☆ Aggarwal, J. C. (1990), Curriculum Reforms in India, Delhi, Doaba House.

☆ Eisner, E. W. (1979), The Educational Imagination, New York, Millan.

☆ John, Dewey (1996), The Child and the Curriculum: the School and Society, Phoenix, USA.

☆ Murunalini, T. (2007), Curriculum Development, Neelkamal Publications Pvt. Ltd., Hyderabad.

☆ Ministry of Education (1966), Education and National Development, Report of the Education Commission 1964-66. Reprinted in 1971 by NCERT, New Delhi.

☆ Ministry of HRD (1993), Learning without Burden, Report of the Advisory Committee appointed by the MHRD, Department of Education, New Delhi.

☆ NCERT (1975), The Curriculum for the Ten-year School: A Framework, NCERT, New Delhi.

☆ NCERT (1988), National Curriculum for Elementary and Secondary Education: A Framework, NCERT, New Delhi.

☆ NCERT (2000), National Curriculum Framework for School Education, NCERT, New Delhi.

☆ NCERT (2005), National Curriculum Framework -2005, English Edition, NCERT, New Delhi.

☆ قومی درسیات کا خاکہ -2005، اردو ایڈیشن (2008)، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، نئی دہلی۔

☆ ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید (2003)، نایاب تعلیم کی جہتیں، جدران پبلی کیشنز، ٹاؤن شپ لاہور۔

☆ ملک محمد موسیٰ، شازیہ رشید (2007)، سکنڈری ایجوکیشن، جدران پبلی کیشنز، ٹاؤن شپ لاہور۔

اکائی۔3: نصاب کا تعین قدر

Unit 3: Curriculum Evaluation

3.1 نصاب کے تعین قدر کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Curriculum Evaluation)

3.2 نصاب کے تعین قدر کا معیار (Criteria for Evaluating the Curriculum)

3.3 مرحلہ مخصوص نصاب: ابتدائی سے قبل، ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی

(Stage Specific Curriculum: Pre-Primary, Primary, Secondary, Higher Secondary)

3.4 تشکیلی اور تکمیلی نصاب (Formative and Summative Curriculum)

3.5 نصاب کے تعین قدر کے ماڈل (Curriculum Evaluation Models)

ساخت(Structure)

3.0 مقاصد(Objectives)

3.1 تمہید(Introduction)

3.2 نصاب کے تعین قدر کی ضرورت اور اہمیت

(Need and Importance of Curriculum Evaluation)

3.3 نصاب کے تعین قدر کا معیار(Criteria for Evaluating the Curriculum)

3.4 مرحلہ مخصوص نصاب: ابتدائی سے قبل، ابتدائی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی

(Stage Specific Curriculum: Pre-Primary, Primary, Secondary, Higher Secondary)

3.5 تشکیلی اور تکمیلی نصاب(Formative and Summative Curriculum)

3.6 نصاب کے تعین قدر کے ماڈل(Curriculum Evaluation Models)

3.0 مقاصد(objectives):

اس کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ نصاب کے تعین قدر کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ کر بیان کرسکیں گے۔

☆ نصاب کے تعین قدر کی معیار کو بیان کرسکیں گے۔

☆ مرحلہ مخصوص نصاب کو جیسے ابتدائی سے قبل ابتدائی ، ثانوی، اعلیٰ ثانوی کو بہتر طریقے سے بیان کر سکیں گے۔

☆ تشکیلی اور تکمیلی نصاب کو بیان کرسکیں گے۔

☆ نصاب کا تعین قدر کے ماڈل کو بیان کرسکیں گے۔

3.1 تمہید(Introduction):

یہ بلاک 5 تدوین نصاب کی آخری اکائی ہے اس بلاک کا مقصد نصاب کا تعینِ قدر کی ضرورت اور اہمیت سے روشناس کرانا، نصاب کے مخصوص مرحلہ کو جیسے ابتدائی سے قبل، ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی، پر روشنی ڈالنا، تشکیلی اور تکمیلی نصاب پر بحث کرنا اور نصاب کے تعینِ قدر کے ماڈل کو بیان کرنا اور اُسکو نصاب کے تعلق سے استعمال کرانے پر روشنی ڈالنا۔

اکائی 2 میں ہم نے نصاب کے اقسام کے تعلق سے مضمون مرکوز، متعلم مرکوز، کمیونیٹی مرکوز، ماحول مرکوز، نصاب انسانی،

اسکی خصوصیات، مقاصد اور استاد کا کردار کا مستقل مطالعہ کرلیا گیا ہے۔

اکائی 3 میں مبادیات تدوینِ نصاب میں تدوینِ نصاب کا تصور اور اسکی ضرورت سے واقف کرانا، تدوینِ نصاب کے مختلف اجزاء کے مقاصد، مواد کا انتخاب اور سیکھنے کے تجربے، مواد کی تنظیم اور سیکھنے کے تجربے، نصاب کا تعینِ قدر تدوین نصاب کے اصول اور تدوین نصاب کی تاریخ کو بیان کرنے کے قابل بنانا ہے۔

اکائی 4 میں نصاب کا خاکہ اور سلیبس کے تصور اور معنیٰ، کریکولم اور سلیبس کے مختلف تصاویر، تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عناصر، اور قومی نصاب کا خاکہ 2005 کیمطالعہ کو استوار کیا گیا ہے۔

اس اکائی میں نصاب کا تعینِ قدر کی ضرورت اور اہمیت، نصاب کے مخصوص مرحلہ، نصاب کے تعین قدر کا نقطہ نظریہ، تشکیلی اور تکمیلی نصاب کے تعلق سے بحث کرنا اور نصاب کا تعینِ قدر کے مختلف ماڈل کو بیان کرنے کے بعد ہی آپ ابتدائی مخصوص مقاصد کو پورا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

3.2 نصاب کے تعینِ قدر کی ضرورت اور اہمیت

تعینِ قدر کا کوئی ایک واضح عمل نہیں ہے۔ بلکہ تعینِ قدر ایک اصطلاح ہے جس کا استعمال زیادہ سے زیادہ تعلیمی میدان میں کیا جاتا ہے اور یہ ایک وسیع تر نقطہ نظر بھی ہے۔ عام طور پر تعین قدر بچے کی تعلیمی کارکردگی کے طاقت اور کمزوری کو جاننے کے لیے عمل میں لایا جاتا ہے۔

نصاب کے تعینِ قدر کے جن کے لیے تعلیمی معیار کو ذہن میں رکھ کر تیار کیا جانا چاہیے کہ کیا نصاب کے تعینِ قدر جو زیرِ تعمیر ہے وہ مقاصد کو حاصل کر رہا ہے۔

نصاب کے تعینِ قدر جو دو سوالات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ۔ کیا منصوبہ بند کورس، پروگرام، سرگرمیوں اور سیکھنے کے مواقع جیسا کہ منظّم طریقے سے تیار ہے اور وہ مطلوبہ نتیجہ دیگا؟ اور دوسرا سوال نصاب کی پیشکش کو اور کس طرح سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

نصاب کے تعینِ قدر کی نقطۂ نظر کو وسیع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ نصابی تعین قدر مطالعہ کے پروگرام، مطالعہ کا میدان، اور نصاب تعلیم کا مطالعہ کے اقدار کی بھی تشخیص کرے نصاب کے تعینِ قدر کا مقصد بچے کے اکتسابی ۔۔۔۔ کی جانچ کی جائے اور اسکی مدد سے اس کو مزید بہتر بنایا جا سکے اور اسکے ساتھ ساتھ تدریس اور اقتساب کے عمل کو بھی پھر سے نظریاتی کیا جائے۔

نصاب کے تعینِ قدر کی ضرورت (Need of Curriculum Evaluation)

تعینِ قدر سے مراد طلباء کے بارے میں یہ اندازہ لگانا ہوتا ہے کہ موجودہ نصاب پر کس حد تک عمل آوری کی گئی ہے اور یہ اندازہ بھی لگانا ہوتا ہے کہ اکتسابی مشغلوں میں جب طلباء مصروف رہتے ہیں تو اس وقت کلاس روم میں جو فی الواقع پیش در پیش آتا ہے اسکا طلبا کو کیا تجربہ ہوتا ہے۔ طلباء کے ان تجربات کو کلاس روم کی چہار دیواری اور ایک سخت اسکولی نظام الاوقات کے اندر قید

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان میں وہ سرگرمیاں بھی شامل ہوسکتی ہیں جو کسی مخفی نصاب کا حصہ ہوئی ہیں ۔جیسے اسکول یونیفارم پہننا، ٹیچر کے کلاس میں آنے پر ادب کے ساتھ کھڑا ہونا اور سکول میں کسی نمائش کے انتظام میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا۔اس طرح ہماری دلچسپی صرف کلاس روم کی اندرونی سرگرمیوں کے تعینِ قدر میں نہیں بلکہ نصابی امور کے پیشِ نظر بحثیت مجموعی اسکول کے تعینِ قدر میں بھی ہے۔

کسی خاص جماعت کے لیے تیار کیے گیے نصاب پر ایک لمبے عرصے تک نظر ثانی کی جائے تو کیا ہوگا؟ اسکا اندارہ بڑے آسانی سے لگایا جاسکے گا۔نصاب تعلیم غیر مروجہ ہوگا تعلیمی میدان میں رونما ہونے والے تازہ ترین واقعات میں جگہ پانے سے رہ جائیں گے۔نتیجتاً نصاب فعال نہیں ہوگا۔ایک مؤثر اور کارگر نصاب تیار کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ہمیں موجودہ نصاب کا تعینِ قدر اوراسے مزید حالات کے مطابق بنانے کے لیے اس میں ترمیم لانا ہوگا۔اس طرح تعلیمی میدان سے ہی نصاب کی تعینِ قدر کی ضرورت اُبھرتی ہے۔کسی بھی مضمون میں وقتاً فوقتاً ترقی ہوتی رہتی ہے۔اگر ان ترقیات کو شامل نہیں کیا گیا تو طلباء حقائق سے نابلند رہ جائیں گے۔تازہ ترین ترقیات کو شامل کرنے اور کورس کے اسٹرکچر میں جگہ تلاش کرنے لیے نصاب کا منظّم اور بہترین طریقے سے انالیئس کرنا ضروری ہے۔اس سائنسی انالیسس کو اپنانے سے نصاب کے تعینِ قدر میں پوری طرح مدد ملتی ہے۔

کسی بھی نصاب کو اگر طویل مدّت تک اس کا تعینِ قدر نہ کیا جائے تو وہ زنگ آلودہ ہوجاتا ہے یا اسکا اثر جاتا رہتا ہے اور غیر مفید ہوجاتا ہے۔موجودہ دور کے حساب سے وہ اپنی اہمیت اور مطابقت کو کھودیتا ہے اس طرح سے اگر ان باتوں کو غور کیا جائے تو نصاب کے تعینِ قدر کی ضرورت مندرجہ ذیل نکات پر سمجھا جاسکتا ہے۔

۱۔ سماج میں نئے ایجادات کے بناپر۔

آج ہمارے سماج میں ہر دن کچھ نہ کچھ نئی نئی تبدیلیاں ہورہی ہے اوران تبدیلیوں سے ہم اگر ناواقف رہ گئے تو ہم سماج کے مین اسٹریم سے کٹ جائینگے اور سماجی، تعلیمی اور معاشی طور پر پچھڑ بھی جائینگے۔اسلیئے سماج میں ہورہے ان تبدیلیوں پر باریک نظر رکھتے ہوئے ہمیں ان کو نصاب میں شامل کرنے کے لیے تعینِ قدر کی ضرورت پڑتی ہے۔

۲۔ وقت اور حالات کے مطابق بدلتے ضروریات:

آج اس دورِ جدید میں کسی بھی سماج کا وقت اور حالات بدلتے وقت نہیں لگتا۔اسکے ساتھ ہی ساتھ سماج کی ضروریات میں بھی تندیلی ہورہی ہے۔اور معاشرے میں ہونے والی ان تبدیلیوں کو اگر ذہن میں رکھ کر اگر انکا موجودہ نصاب میں شامل نہ کیا گیا تو اسکے طویل اثرات ہوتے ہیں۔اس لیے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ دن بہ دن اور وقتاً فوقتاً سماج میں جو سماجی، تکنیکی، معاشی، تعلیمی یاماحولیاتی تبدیلیاں ہورہی ہے اس سے تعلق مواد کو نصاب تعینِ قدر کے ذریعہ شامل کرنا ضروری ہے اور جو مواد موجودہ دور سے مطابقت نہیں ہے ان کو نکال دیا جائے۔

۳۔ نصاب کی خامیوں کو دور کرنا:

ہر نصاب کی تشکیل وقت کے مطابق ہی کی جاتی ہے اور جیسے جیسے وقت، زمانہ گزرتا جاتا ہے نصاب میں شامل کچھ کچھ

چیزیں یا مواد، اسکا ڈھانچہ، اسکے اعداد و شمار میں تبدیلی آنے لگتی ہے۔ اسکے علاوہ بھی نصاب میں دیگر مختلف خامیاں بھی نظر آنے لگتی ہے۔ اس لیے ان خامیوں کو نصاب کے تعینِ قدر کے ذریعہ دور کیا جانا چاہیے۔

۴۔ طالب علموں کی ضروریات کو پورا کرنا:

نصاب کے تعینِ قدر کی ضرورت اس لیے بھی ہوتی ہے کہ آج جو ہمارے سماج میں بچے پائے جاتے ہیں ان میں ہر ایک بچے کی انفرادی ضروریات ہوتی ہے۔ ان انفرادی ضروریات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنے نصاب کا تعین قدر بھی لازمی ہو جاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا نصاب کسی ایک خاص قوم، خطے، برادری یا علاقے تک ہی محدود ہو کر رہ جائے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ نصاب کو تیار کرتے وقت اور درمیان میں بھی طالب علموں کی ضروریات کر پر کرنے پر نظر رکھی جائے۔

۵۔ نصاب سے پرانی اور روایتی اشیاء کو ہٹانا:

نصاب میں تعینِ قدر کی جو اہم ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ نصاب میں شامل تمام وہ پرانی باتیں جو حالات کے مطابق نہ ہوں اور اسکی ضرورت محسوس نہ کی جا رہی ہو اسے تعینِ قدر کے ذریعے ہٹا دیا جائے اسی طرح اگر کچھ روایتی اشیاء جو سالوں سے نصاب میں شامل ہے اور آج بھی بلا وجہہ اسے درس وتدریس میں شامل کیا جا رہا ہے تو اسے ہٹا کر نئی سائنٹفک اور عقلی باتوں کو شامل کر لیا جائے۔

٦۔ جدید معلومات کو شامل کرنے کے لیے:

کہا جاتا ہے کہ 'تبدیلی قدرت کا قانون' ہے۔ اس دورِ زمین پر ہر وقت چیزیں بہت تیزی سے بدل رہی ہے اور اس میں علم کا مواد سب سے تیز بدل رہا ہے۔ جو علم آج نیا ہے وہ کچھ ہی لمحوں بعد پرانا ہوتا جا رہا ہے۔ اس طرح سے دیکھا جائے تو جدید معلومات میں بھرپور اضافہ ہوا ہے۔ پر سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے نصاب میں اس تیزی سے بدلتے دور کے جدید معلومات کے ذریعے انھیں بھی تبدیلی ہو رہی ہے؟ اُن جدید معلومات کو نصاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس لیے یہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ نصاب کو تعینِ قدر کے ذریعے جدید معلومات کو شامل کیا جائے جس سے ہمارا نصاب دورِ حاضر سے مطابقت رکھ سکے۔

۷۔ غیر ضروری مواد یا باتوں کو نصاب سے ہٹانا:

نصاب کے تعینِ قدر کی ضرور اس بات کے لئے بھی ہوتی ہے کہ ہمارے نصاب میں بہت سی باتیں غیر ضروری یا پھر بیکار کی ہوتی ہیں۔ لیکن ان غیر ضروری باتوں کو پتہ کرنے کے لیے ہمیں نصاب کا تعینِ قدر کرنا ہوتا ہے۔ جس کی مدد سے نصاب میں شامل غیر ضروری، بیکار یا پھر کچھ غیر متعلقہ باتوں کو پہچان کر ہٹایا جا سکے۔

نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت (Importance of Curriculum Evaluation):

کسی بھی کارکردگی کی اہمیت اسکے مقاصد کے حصولیابی پر منحصر ہوتی ہے اور نصاب میں مزید بہتری اسکی اہمیت کا ضامن ہوتی ہے۔ اس لیے اگر نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت کو ہم مندرجہ ذیل نقات

میں واضح کر سکتے ہیں۔

۱۔ نئے نصاب کے تشکیل کے لیے:

نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت اس لیے بھی ہے کیونکہ اگر اس کے ذریعہ ہی نصاب میں نئی جان ڈالنے کا کام کریگا۔ تعینِ قدر کے ذریعہ تعین کی اہمیت اور افادیت بڑھ جاتی ہے۔

۲۔ جدید تکنیکوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے:

اگر آپ کسی بھی سطح پر کسی کورس کے لیے نصاب تیار کرنا چاہتے ہیں تو موجودہ نصاب کو حال اور ترقی پسند حالات کو مدِ نظر ایک الگ قسم کے نصاب کا تشکیل کرنا ہوگا جس میں موجودہ تکنیکوں کو شامل کرنا ہوگا۔

۳۔ موجودہ نصاب کا جائزہ لینا:

نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت اس لیے بھی ہوتی ہے کہ جو نصاب موجودہ میں استعمال میں ہے اسکے مقاصد کی کامیابی اور حصولیابی نہیں ضروری تبدیلیاں کی جاسکیں مزید نصاب کے عمل آوری کے تعلق سے فیڈ بیک حاصل کر کے نصاب کا بہتر طریقے سے جائزہ لیا جاسکے۔

۴۔ موجودہ نصاب کی جدید کاری کے لیے:

نصاب میں نئے اور سماج میں رائج روایات، واقعات وغیرہ شامل کرنا لازمی ہے۔ اس میں اس بات کا دھیان دیا جاتا ہے کہ کن باتوں کو قلم بند کرنا ہے، کیا تحریر میں لانی ہے کہ نہیں لانی ہے۔ اور کن باتوں کو نصاب سے نکالنا ہے۔ ان باتوں کا فیصلہ کرنے کے لیے نصاب کے تعینِ قدر کی ضرورت ہوتی ہے۔

۵۔ نصاب کے فعالیت کی جانچ:

نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت یہ بھی ہے کہ نصاب کا شارٹ اور لانگ مقاصد کے میں اپلیکیشن اور اس میں قومیت پسندی پائی جاتی ہے کہ نہیں۔ اور اسی مقصد سے نصاب کا تعینِ قدر لازمی بھی ہوتا ہے۔

۶۔ نصاب کو لچیلا/فلکسیبل بنانے کے لیے:

کسی نصاب کا کوئی بھی حصّہ یا سکا پورا ڈھانچا اس طرح کا ہو کہ اس میں مجید تبدیلی کی گنجائش ہی نہ ہو۔ اس لیے نصاب کے تعینِ قدر کی اہمیت ہے۔

۷۔ طلباء کی ضرورتوں اور دلچسپی کو شامل کرنا:

نصاب میں طلباء کی موجودہ دلچسپیوں کو شامل کیا جانا بغیر نصاب کے تعینِ قدر کے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ طلباء کی دلچسپیاں مختلف ہوتی ہیں۔

۸۔ **تعلیمی پالیسیوں اور پروگرام کو نافذ کرنے میں:**

تعلیم سے متعلق حکومتیں مختلف پالیسیوں اور پروگرام کو آئے دن عمل میں لاتی ہے۔کون سی پالیسی یا پروگرام کس طرح سے نصاب میں طلباء کے لیے شامل کیا جائے کہا کس حصّے میں جگہ دی جائے، اس لحاض سے بھی نصاب میں تعینِ قدر کی اہمیت ہے۔

3.3 نصاب کے تعینِ قدر کے معیاد(Criteria for Evaluating the Curriculum)

کسی بھی پروگرام کو ایک بالترتیب انفارمیشن کوا کھٹا کرنا اس عمل میں اور اس کے خصوصیات اور عمل کو لانا اور اسکے اثرات کو مزید بڑھانا اور ایک فیصلہ کن نقطہ نظریہ پر پہنچانا، یہ سب باتیں تعینِ قدر کہلاتی ہیں۔تعینِ قدر میں مزید فوائد یہ ہیں کہ یہ نصاب کے تاثیر کی جانچ اور اسکا اثر، پروگرام کو کامیاب بنانے والے عناصر کا پتہ لگانا، پروگرام کے کس شعبئے میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے، معاشی تعاون کا جواز پیش کرنا اور نئے سامعین کی نشان دہی کرنا ہے۔

کسی نصاب کے تعینِ قدر کی ہمیں سب سے زیادہ ضرورت تب محسوس ہوتی ہے جب اس نصاب کے تعینِ قدر کا معیار خطرے میں پڑھنے لگے۔ یہاں پر نصاب کے تعینِ قدر کے معیار کے حوالے سے مندرجہ ذیل نکات کے ذریعے بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ا۔استعداد(Efficiency):

کسی بھی پروگرام کا نصاب کے تعینِ قدر کی کتنی استعداد پر منحصر کرتا ہے۔استعداد سے مراد نصاب کے مقاصد کم سے کم وقت، کم اخراجات اور کم توانائی کو خرچ کر کے حاصل کرنا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نصاب کا تعین کرتے وقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ طے شدہ مقاصد کو کم از کم کتنے وسائل کی مدد سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ **معقولیت(Validity):**

معقولیت سے مراد یہ ہوتا ہے کہ جو نصاب جس پروگرام، درجہ جماعت یا طلباء کے لیے تیار کیا گیا ہے اور اسکے مقاصد کو حاصل کرنے کا دعوا کرتا ہے وہ اسکی حصولیابی میں کتنا کامیاب ہے۔اسی طرح نصاب معقولیت سے مراد اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصاب درجہ جماعت اور طلباء کے ذہن اور دلچسپی اور ضرورتوں کے مطابق ہے یا نہیں۔

۳۔ **معتبریت(Reliability):**

معتبریت سے مراد یکسانیت سے ہے مطلب کہ اگر بار بار تجربے، ٹیسٹ یا کوئی چیز ماپی جائے تو نتیجہ یکساں ہی آئے۔ نصاب کے معتبریت سے مراد نصاب کا یکساں نتائج حاصل کرنا ہے۔ یہاں یکساں نتائج کا مطلب ہے کہ جب نصاب کع عملی جامع نصاب تیار کیا گیا ہے کہ نہیں۔ساتھ ہی ساتھ نصاب کمرہ جماعت اور بچوں کی انفرادیت کے مسلئہ کو حل کرنے کے ساتھ

باہری مسائل حل کرنے میں کتنا کارگر ثابت ہورہا ہے۔ وسعت کے تعلق سے دوسری اور اہم بات یہ بھی ہے کہ نصاب دوسرے مضامین کے ساتھ اس کی وابستگی ہے اور مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس کا کتنا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

3.4 مرحلہ مخصوص نصاب: تحتانوی سے قبل، تحتانوی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی

(Stage Specific Curriculum: Pre-Primary, Primary, Secondary, Higher Secondary)

انسان کا بچپن جو کہ تقریباً '6-1 سال کے درمیان کا ہوتا ہے بہت ہی کریٹیکل اور دشواریوں بھرا ہوتا ہے۔ عمر کا یہ حصّہ انسانی زندگی کے سب سے تیز نشوونماء کا دور ہوتا ہے۔

بچپن سے پہلے کی نگہداشت اور تعلیم انسان کے زندگی کو ایک مضبوط بنیاد عطا کرتی ہے۔ اس دور میں والدین کی محبت اور شفقت اُستاد کی محبت بچوں کے اندر ایک اکتسابی حوصلہ افضائی کا ماحول فراہم کرتی ہے۔۔۔۔۔۔ اس یہ بھی لازمی ہے کہ بچے کے زندگی کی نشونماء کے مختلف مراحل کے تعلق سے نصاب کو تیار کر کے دستیاب کیا جائے۔ جس سے نشونما۔۔۔ مرحلوں کے مطابق مناسب نصاب کے ذریعے تعلیم دی جا سکے۔ بچوں کے مختلف جسمانی، ذہنی اور شعوری اور تعلیمی مرحلوں کے مطابق مندرجہ ذیل حصّوں میں نصاب کو تقسیم کیا گیا ہے۔

ا۔ **تحتانوی سے قبل کا مرحلہ:** یہ دور تحتانوی سے قبل کا دور کہلاتا ہے جس میں بچے کی عمر پیدائش سے 6 سال عمر تک ہوتا ہے پہنایا جائے یا اس کو استعمال کیا جائے تو تقریباً ہر ادارے یا اسکول میں ایک ہی نتیجے آئیں۔

۴۔ **معروضیت (Objectivity):** معروضیت کا اصطلاحی معنیٰ معیار سے لیا گیا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ حتی المکان جو بھی اعداد و شمار اکھٹا گئے جائیں انھیں کسی بھی طرح کی تعصب یا کسی داخلی کی کو تصدیق ذرائع کے بناء پر شامل نہ کیا گیا ہو۔ نصاب کے تعینِ قدر کرتے کسی بھی طرح کا تعصب یا تفریق نصاب میں باقی نہ رہ جائے۔

۵۔ **اہمیت (Importance):** نصاب کا تعین قدر کرتے وقت اس بات پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ دورِ حاضر میں نصاب کتنا اہمیت کا حامل ہے اور اسکا استعمال طلباء کر پا رہے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ کہ کون سی بات نصاب میں اہمیت کے بنا پر ہونا چاہیے اور کون سا نہیں۔

۶۔ **مطابقت (Relevency):** نصاب کا تعینِ قدر کرتے وقت اس بات کا پورا پورا خیال کرنا چاہیے کہ جو بھی مواد نصاب میں ہے اسکی طلباء، درجہ جماعت، اور کورس کے تعلق سے کتنا اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ اگر مواد کو نصاب میں رکھتے وقت ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جا سکے گا تو نصاب کے تعینِ قدر کا معیار گرتا رہے گا۔ ساتھ ہی ساتھ اگر کسی نصاب میں غیر مطابقت مواد موجود ہے اسے ہٹا دینا چاہیے۔

۷۔ **وسعت (Scope):** نصاب کی جانچ کرتے وقت اس پہلو پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ درجہ جماعت میں جس لحاظ سے انفرادیت پائی جائے گی ان سن کے لیے اس دور میں نصاب کے ذریعہ بچوں کے صحت، غذائیت، ذہنی اور سماجی فروغ

کھیل کود کے سامان وغیرہ کے تعلق سے نصاب کا مواد تیار کیا جاتا ہے۔اس طرح سے اگر اس تعلیمی دور کو بانٹا جائے تو تحتانوی سے قبل کا مرحلہ(Early Primary Stage)اس مرحلہ میں بچے کی عمر تقریباً کل 3 سال تک مانی جاتی ہے۔اور درجہ کے لحاظ سے مرحلوں کو بانٹا جائے تو(A)درجہ اوّل(B)درجہ دوّم شامل کیا جاتا ہے۔

(A)درجہ اوّل اور دوّم(Class 1 & 2)

(۱) اس درجے میں نصاب کے ذریعہ ایک زبان، مادری/ علاقائی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(۲) ریاضی

(۳) صحت کے تعلیم جس میں صحتی اور فنکاری (Art, Healthy and Productive Living) کی تعلیم بچوں کے دلچسپی اور صلاحیت کے مطابق دی جاتی ہے۔

(B) درجہ تیسرا اور چوتھا(Class 3 & 4)

(۱) اس درجہ میں بھی بچوں کو مادری زبان یا علاقائی زبان کو نصاب میں شامل کیا جاتا ہے۔

(۲) ریاضیات کی بھی تعلیم نصاب میں رکھی جاتی ہے۔

(۳) اس مرحلہ کے نصاب میں موحولیات اور اقدار کے تعلق سے بھی تعلیم کو تعلیم ماحولیات اور اقدار(Environment & Value Education - EVS)کو مزید شمولیت حاصل ہوتی ہے۔

(۴) صحتی اور فنکاری تعلیم کو بھی اس مرحلے کے نصاب میں شامل ہوتا ہے۔

اپر پرائمری مرحلہ(Upper Primary Stage):

اس مرحلہ میں بچوں کی عمر 3 سال کے بعد کی ہوتی ہے اور نصاب کے تعلق سے جو مضامین شامل ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) تین زبان (مادری، علاقائی اور جدید ہندوستانی زبان)

(۲) ریاضی

(۳) سائنس اور ٹکنالوجی

(۴) سماجی علوم

(۵) کام کی تعلیم اور تجربہ

(۶) فنِ تعلیم مثلاً فائن آرٹ، صحتی تعلیم، یوگا، این سی سی، اسکاوٹ اور گائڈ

ثانوی تعلیم کا مرحلہ(Secondary Stage)

تعلیم کے دور کا یہ وہ مرحلہ جس کے بعد بچوں میں ڈراپ آؤٹ یا تعلیم کو ترک کر دیتے ہیں اور کسی پیشہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔اس مرحلہ میں بچوں کے اندر سائنس کے رجحانات کی نشونماء بھی ہوتی ہے۔اگر نصاب کو تھوڑا عملی جامہ پہنا کر تیار کیا جانا چاہیے کیونکہ علم سائنس اور ٹکنالوجی کا علم بچوں کی زندگی میں ایک مضبوط بنیاد نصب کرتا ہے۔تصور(Concept) کو سمجھانے کی صلاحیت اور اس کا اطلاق(Application) کو فروغ دیا جانا اسکا اہم مقصد ہونا چاہیے۔سائنس،ٹکنالوجی،سماجی علوم،ماحولیات وغیرہ اس مرحلہ پر درس وتدریس میں اہمیت دی جانی چاہیے۔طلباء میں اخلاق کی مہارت کو فروغ دینے کے لیے عملی مشق سرگرمیاں شامل کی جانی چاہیے۔اس سطح پر ایسی سرگرمیوں کو شامل کیا جانا چاہیے جس سے طلباء میں گروہ میں کام کرنے کی عادت کا فروغ ہوا ورانفرادی طور پر بھی ذمّہ داریوں کو اٹھانے کا جذبہ پیدا کیا جاسکے۔

اعلیٰ ثانوی مرحلہ(Higher Secondary Stage)

اعلیٰ ثانوی مرحلہ اسکولی تعلیم کا آخری مرحلہ جو کہ عام تعلیم حاصل کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔اعلیٰ ثانوی مرحلہ کوڈا اور سیفا ئد،تعلیم کی طرف اقدام بڑھنا مانا جاتا ہے۔یہ مرحلہ مختلف نظریات سے بھی اہم ہوتا ہے کیونکہ اس میں طلباء اپنے عمر کے ایک مرحلے عنفوانِ شباب سے بلوغیت میں داخل ہوتے ہیں۔اس مرحلے میں طلباء اپنے دس سالہ کورس میں مختلف مضامین جیسے زبان، سائنٹفک، بنیادی ریاضی،سماجی علوم میں مہارت،ثقافتی ورثہ کا علم،سماجی،معاشی اور سیاسی مسائل کا علم حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ اس طرح طلباء اس مرحلے تک اس حد تک تیار ہو چکے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مخصوص بنالیتے ہیں کہ وہ اب کسی ایک خاص مضمون یا پیشہ وارانہ کورس داخل ہو سکے۔اس لیے نصاب کے تعلق سے اس مرحلے کا مقصد ہوتا ہے کہ طلباء کو اعلیٰ سطح کی جانکاریوں سے دو چار کرانا،انکو مختلف طریقوں سے خصوصی مضمون کے تعلق سے اعداد وشمار کو اکھٹا کرنا،انکے اندر مسئلے کو حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرانا اور انکے اپنے صلاحیتوں کے مطابق دلچسپیوں کو پیشہ بنانے میں مدد کرنا اس مرحلے کا نصاب مندرجہ ذیل ہونا چاہیے۔

ا۔ فاؤنڈیشن کورس(Foundation Course):اس میں ادب اور زبان،کام کی تعلیم،صحت،جسمانی تعلیم،کھیل کود وغیرہ شامل ہوتا ہے۔

۲۔ اختیاری مضامین(Elective Course):اس میں طلباء کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ مضامین حد طے کرنا ہوتا ہے۔جو کہ مندرجہ ذیل میں سے کوئی تین ہوسکتا ہے۔

ا۔جدید ہندوستانی زبان اور ادب(سنسکرت،انگریزی،طبعیات،کیمسٹری،حیاتیات،ریاضی،کمپیوٹر سائنس،ارضیات، سیاست،جغرافیہ،معاشیات،تاریخ،عمرانیات،نفسیات،فلسفہ،فائن آرٹس،اسکلپچر،انسٹرومنٹل میوجک،ہوم سائنس،حساب، بزنس اسٹڈیز وغیرہ۔یہ سارے مضامین ختم شدنہیں ہے۔یہ ایک عام اور رائج عمل ہے کہ مختلف اسکول بورڈس نے ان اختیاری مضامین کو گروپ میں تقسیم کیا ہے۔

(ا) سائنس(Science)

(۲) کامرس(Commerce)

3.5 نصاب میں تشکیلی اور تکمیلی تعین قدر

(Formative and Summative Evaluation in Curriculum)

تشکیلی تعینِ قدر (Formative Evaluation)

ہم نے مشکل اور شاذ و نادر استعمال ہونے والے اصطلاحات کا استعمال کافی حد تک کم کیا ہے۔ تاکہ تعینِ قدر کافی آسان ہو اور اس عمل کو بہ حسن وخوبی مکمل کیا جا سکے پھر بھی کچھ ایسی اصطلاحات ہیں جنھیں نصابی تیاری کے بعض اہم امور کی گہری واقفیت فراہم کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تشکیلی تعینِ قدر (Formative Evaluation) بھی ایک اہم اصطلاح ہے جسے نصاب کی منصوبہ بندی اور تیاری کے مرحلے کے دوران کام میں لایا جاتا ہے۔ تشکیلی تعینِ قدر کی مدد سے نصاب تخلیق کرنے والوں اور اسے ترقی دینے والوں کو فیڈ بیک فراہم ہوتی ہے اور اس طرح نصاب میں موجود خامیوں کی اصلاح میں مدد ملتی ہے۔

تشکیلی تعینِ قدر نصاب مرتب کرنے کے دوران ترمیم و تبدیلی کے ذریعہ اسے بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ کورس کے اجزاء کے انتخاب اور اس کے عناصر کی تبدیلی کے عمل میں تشکیلی تعینِ قدر کے نتائج سے مدد لی جا سکتی ہے۔

نصاب کی تشکیلی تعینِ قدر دو سطحوں پہ اپنا کام انجام دیتی ہے۔ جسکی تفصیل مندرجہ ذیل سطحوں میں پیش کی جا رہی ہے:

پہلی سطح (۱) عمل کا تعینِ قدر: یعنی نصاب کی ترکیب و تشکیل کے عمل میں جو طریقے اور اسالیب و ذرائع استعمال ہوئے ہیں انکی موزونیت کی طرف تشکیلی تعینِ قدر اشارہ کرتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح وہ مقاصد جو طویل المدت ہیں اور جنکی حصولیابی کو قطعی شکلوں میں ناپا تولا نہیں جا سکتا بلکہ صرف نصابی عمل آوری کے خاص طریقے کے ذریعے ہی حل کیا جا سکتا ہے اور اس نتیجے تک پہنچنے کے لیے عمل کا تعین قدر ہی معاون ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی سائنسی نقطۂ نظر تخلیق کرنا سائنس کے مضامین کا ایک طویل مدتی مقصد ہے اسے کسی خاص سرگرمی کے ذریعہ نہیں بلکہ ان طریقوں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے جو طریقے ایک طویل مدت تک نصاب کے نفاذ اور اسکی انجام دہی میں معاون ثابت ہوئے ہیں۔ لہذا اس قسم کے مقاصد کی تشخیص عمل آوری کے طریقوں کی مسلسل تشخیص کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔

دوسری سطح (۲) پیداوار کا تعینِ قدر: ہر نصاب کی پیداوار وہ طالب علم ہے جس نے اس نصاب کی مدد سے علم و ہنر سیکھا ہے۔ نصاب کی عمل آوری کے دوران مستقل طور پر طالب علم کی تشخیص۔ پیداوار کی ایک ترکیبی تشخیص ہوگی۔ اس تشخیص سے حاصل ہونے والی معلومات کی علمی تجربات میں تبدیلی لانے کے لیے مستقل طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے تاکہ کورس کے تمام مقاصد سارے طلباء کے ذریعہ پورے کیے جا سکیں۔

مقاصد کی حصولیابی یا تکمیل کی اس سطح کو مہارتی سطح (Mastery Level) کہا گیا ہے۔ لہذا طلباء کی تشکیلی تشخیص یا تعین قدر کی مدد سے طلبہ میں علمی وفہمی مہارت پیدا کی جا سکتی ہے۔ چونکہ تشخیص ایک تشکیلی نوعیت کی ہوتی ہے لہذا نصاب کی تیاری کے ہر

مرحلے پر نصاب کو بہتر بنانے اور بدلنے کی گنجائش رہتی ہے۔

تکمیلی تعینِ قدر(Summative Evaluation)

درسیات اور نصاب کی منصوبہ بندی اور مرحلہ وار اسکے تمام تر زاویہ کو سامنے رکھتے ہوئے جب اسکی ایک مستحکم صورت سامنے آجاتی ہے تو اسے تکمیلی تعین قدر سے بھی گزرنا ہوتا ہے۔

تکمیلی تعین قدر درسیات اور نصاب کے آخری مرحلہ میں اسکی جانچ اور تفتیش کا ایسا طریقہ کار جسکی مدد سے نصاب کی معتبریت اور معیاریت کا اندازہ ہوتا ہے۔ علمی اصطلاح میں اسے تکمیلی تعینِ قدر کہتے ہیں۔

اس جانچ سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ درسیات و نصاب مکمل طور پر قابل عمل ہو جاتا ہے اور اسکے اطلاق و عمل میں کسی طرح کی کمی نہیں رہتی اور تکمیلی تعینِ قدر کے بعد مزید کسی طرح کی تبدیلی و ترمیم کی گنجائش بھی بہت کم رہ جاتی ہے۔

تکمیلی تعین قدر کسی ایسے تدریسی پروگرام کی قدر قیمت جانچنے اور پرکھنے کو کہتے ہیں جو کہ مکمل ہو چکا ہو جبکہ تکمیلی تعین قدر کا انجام دینے والا معلومات کو اکھٹا کرتا ہے اور پھر پورے تدریسی تسلسل کا جائزہ لیتا ہے۔ اور پھر یا تو اس تسلسل کو قائم رکھتا ہے یا پھر اس میں اصلاح و تبدیلی کرتا ہے۔ تکمیلی تعین قدر کا مخاطب تدریسی پروگرام کا صارف یا استعمال کرنے والا (Consumer) ہوتا ہے۔

اس تصورات کے سلسلہ میں بلوم (Bloom) ہسٹنگوس (Hastongs) اور میڈاس (Madaus) نے بہت وضح امتیاز بیان کیا ہے۔ ان ماہرین نے لکھا ہے کہ تکمیلی تعین قدر نوعیت کے لحاظ سے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ اس کا مقصد عمل تدریس و اکتساب کی جانچ پرکھ بھی ہے اور تشکیلی تعین قدر (Formative Evaluation) سے اس کو ممتاج کرنا بھی ہے۔ یہ کورس کا اختتام بھی ہے اور کورس کے قابل لحاظ حصّہ کے وسیع تر تدریسی مقاصد کی اندازہ قدر (Assessment) بھی ہے۔ تکمیلی تعینِ قدر ایک فیصلی کن عمل (Judgement Activity) ہے جس کا مرکزی نقطہ طلبہ کی کارکردگی اور کامیابی کی تصدیق ہے۔

3.6 نصاب کے تعین قدر کا ماڈل۔Curriculum Evaluation Model

ماڈل سے مراد یہ ہے کہ جو حقیقی ڈھانچے کی بترتیب نمائندگی کرے اسے ہم ماڈل کہتے ہیں، نصاب کے تعین قدر کے ماڈل کی ضرورت اس لیے ہوتی ہے جس سے کہ تصوراتی فریم ورک کا ڈیزائن تیار کرنے کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ نصاب کے تعین قدر کے تعلق سے مندرجہ ذیل ماڈل کو منتخب (Select) کیا گیا ہے۔

(۱) ٹائیلرس ماڈل (Tyler's Model)۔(1949)

(۲) سی۔آئی۔پی۔پی ماڈل یا اسٹفل بیم ماڈل (CIPP Model or Stufflebeams)

(۳) اسٹیک ماڈل (1969)(Stake Model)

(۴) کاف مین روجرس ماڈل (1973)(Kaufman Roger's Model)

(۵) مائکل سریوِن گول فری ماڈل (1973)(Michael Seriven's Goal free Model)

(۶) حلدا تابا ماڈل(Hilda Taba Model)

(ا) ٹائیلر ماڈل(1949)(Tyler's Objective Model of Evaluation)

R. Tyler (1949) نے نصاب کے بنیادی اصولوں کے جائزے کا ماڈل مقاصد کے اعتبار سے پیش کیا۔اس نے نصاب کے جائزے کو ایک بیان کرنے کے عمل کے طور پر لیا ہے۔جس میں دیکھا جاتا ہے کہ پروگرام کی ہدایت کو تعلیمی مقاصد کا احساس ہے۔نصاب کے جائزے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تعلیم کے معیار کو فروغ دیا جائے۔

نصاب کے مقاصد کے ماڈل میں نصاب خاص مقاصد کے خلاف ایک سیٹ کے طور پر مدد فراہم کرتا ہے اس ماڈل کو زیادہ بہتر شکل Bloom کے کام سے حاصل ہوتی ہے۔جس نے مقاصد کی درجہ بندی تعلیمی اعتبار سے کی اور اس میں شاگرد تعلیم کے تعلق کو بیان کیا۔

Tyler کے اس ماڈل میں درجِ ذیل اقدامات شامل ہوئے ہیں۔

ا۔ مقاصد کو تشکیل دینا

۲۔ مقاصد کی درنہ بندی کرنا

۳۔ رویہ جاتی اصطلاح میں مقاصد کو بیان کرنا

۴۔ صورت حال کو منتخب کرنا جس میں مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے گا

۵۔ ائزے کے طریقوں کو منتخب کرنا اوران کے لیے کوشش کرنا

۶۔ جائزے کے مقاصد کے طریقوں کو مزید بہتر بنانا

۷۔ ان ذرائع کو بیان کرنا جن کو استعمال کر کے نتائج حاصل کئے جائیں گے

اس ماڈل میں زیادہ زور ہدایاتی مقاصد پر دیا گیا ہے اس کے اہم عناصر مقاصد کی خصوصیت اور طلبہ کا جائزہ ہے۔اس ماڈل میں ہدایات کے مراحل کو نظر انداز کیا گیا ہے۔اس ماڈل کے اہم عناصر تجرباتی کنٹرول اور باقاعدہ متغیر ہے۔جس کا تعلق مواد کے مطالعہ سے ہے اس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ نصاب بہترین نتائج پیدا کرے۔

(۲) اِسٹفل بین ماڈل(Stufflebean's CIPP Model)

Stufflebean نے بصاب کے جائزے کا ماڈل پیش کیا ہے۔اس ماڈل کو CIPP کہتے ہیں۔جس میں Context, (C), Input (I), Process (P), Product (P) کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔اس میں پہلی تین چیزیں تشکیلی جائزے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔جبکہ Product تکمیلی جائزے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔اس ماڈل کے چاروں عناصر ضرور پس منظر رکھتے ہیں اور متبادلات کے فیصلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔CIPP درج ذیل بنیادی سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے۔

ا۔ جائزے کے کن مقاصد کا شامل کیا جانا چاہیے

۲۔ کس طریقہ کار پر عمل کرنا چاہیے

۳۔ کیا طریقہ کار بہتر انداز سے کام کر رہے ہیں

۴۔ کیا مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے گا

(۳) اسٹیک ماڈل (1969)(Stake Model)

Robert R.E. Stake ایک امریکی تجزیہ نگار ہے۔ اس نے یہ کوشش کی ہے کہ نصاب کے جائزے کو تین اصطلاحات میں بیان کیا ہے۔

۱۔ ابتدائی اقدامات Antecedents

۲۔ کاروائی Transactions

۳۔ ماحصلات Outcomes

پہلے ہونے والی چیزوں سے مراد وہ پہلو ہیں جو صورت حال کے بارے میں ہوتے ہیں جن میں نصاب کو پڑھایا جانا ہوتا ہے اس کے لیے دستیاب وقت، کتابیں اور دیگر ذرائع فراہم کئے جاتے ہیں۔ جبکہ دوسری اصطلاح Transactions سے مراد وہ عمل ہے جو درحقیقت واقع ہوتا ہے۔ اس میں استاد اور شاگرد جو کچھ کرتے ہیں اس میں شامل ہوتا ہے۔ جبکہ ماحصلات ''Outcomes'' کا تعلق شاگرد کے حصول سے ہوتا ہے اس کا اثر نصاب پر پڑتا ہے۔ اس میں نصاب کے بارے میں اساتذہ کے احساسات بھی شامل ہوتے ہیں۔ Stake کا کہنا ہے کہ ایسی اپیروچ ایک موقع فراہم کرتی ہے کہ مختلف سوالات کے جوابات فراہم کیے جاسکیں اور یہ دیکھا جائے کہ نصاب مختلف حالات میں موثر ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں۔

اس ماڈل کو Countenance ماڈل کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کو مختلف افراد دیکھتے ہیں اور اس کا تخمینہ لگاتے ہیں۔ اس ماڈل کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۴) کاف مین روجرس ماڈل (1973)(Kaufman Roger's Model)

کاف مین روجرس ماڈل کی خاص بات یہ ہے کہ ضرورت اور تشخیص پر منحصر ہونے والا ماڈل ہے۔ یہ ماڈل حالات اور نتائج درمیان خلا ہے نہ وسائل اور طریقہ کار میں خلا ہے۔

اس طرح سے کاف مین کا تعینِ قدر کا ماڈل پانچ سطح پر منحصر کرتا ہے۔ جو تصویری انداز میں مندرجہ ذیل ہے۔

Kaufman's Five Level of Evaluation

(1) وسائل اور عمل Resource & Process۔ یہ کاف مین تعینِ قدر کا پہلا مرحلہ ہے۔ جو کہ وہ حصوں میں ہے۔ پہلا حصّہ تعینِ قدر کو حرکت یا چالو کرتے سے ہیں جس میں کہ اس طرح سے ڈیزائین کیا گیا ہے کہ وہ کوالیٹی کا تعین قدر کر سکے۔ دوسرا حصّہ ردِعمل سے تعلق ہے جس میں کہ واسباب کے کارکردگی کی قبولیت سے ہے۔

(2) مائکرو سطح کے فوائد کے حصولیابی سے ہے۔ جس درجہ میں مہارت سے تعلق ہے اور نصاب کے ردِعمل سے تعلق رکھتا ہے۔

(3) حاصل شدہ مہارتوں کا اطلاق (Application of Acquired Skills)۔ جو مہارتیں ایسی کامیابی کو حاصل کر چکی ہیں۔

(۵) مائکل سرون گول فری ماڈل(Michael Seriven's Goal Free Model)

Michael (1973) نے اس بات کی تجویز دی ہے کہ تجربہ نگار کو چاہیے کہ وہ صرف نصاب سازوں کے ارادے کو نہ دیکھے۔ بلکہ اس میں اثرات،خوشی اور دوسری چیزوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ جس کو منصوبہ بندی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس ماڈل میں گولز کے حصول کے لیے کوئی سیٹ نہیں بنایا جاتا۔اس کا ابتدائی تعلق پروگرام کے اصل اثرات سے ہوتا ہے۔اس ماڈل میں چیک لسٹ استعمال کی جاتی ہے اس قسم کے جائزے کی قسم میں اساتذہ اپنے کردار کو محدود کر لیتے ہیں اور نصاب کا پروگرام جو دستیاب ہوتا ہے اس کا جائزے کے لیے بناتے ہیں۔

(۶) حلدا تابا ماڈل(Hilda Taba Model)

Taba کا معاشرتی علوم کا ماڈل نصاب کے مراحل میں وجہ اور اثر کے تعلقات پر زور دیتا ہے اس میں جائزے کے مراحل کی بنیاد وجہ اور اثر کے مفروضات پر رکھی جاتی ہے۔مواد کے مطالعہ پر تجرباتی کنٹرول حاصل کیا جاتا ہے اور اس کا اثر طلبہ کے ماحصلات پر بھی پڑتا ہے۔اس میں با قاعدہ متغیر کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔محققین پڑھائی کے مواد کو مختلف سیٹوں کے حوالے سے تیار کرتے ہیں۔ ہر سیٹ دوسرے متغیر سے کچھ لیتا ہے۔مواد مختلف لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور پھر نصاب کا جائزہ لیا جاتا ہے جائزے میں ماحصلات نیا پروگرام بنانے کے لیے اصول بیان کرتے ہیں اور مواد جن نتائج کو تیار کرتا ہے اس کی حمایت کی جاتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔Check Your Progress

سوالات

۱۔ تعین قدر سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۲۔ تشکیلی تعین قدر کی تعریف لکھیئے؟

۳۔ تکمیلی تعین قدر کے دو مقاصد بیان کیجیے؟

۴۔ نصاب کے تعین قدر کے مختلف معاوی نقات کو لکھیئے؟

۱۔ تشکیلی اور تکمیلی تعین قدر میں فرق واضح کریں؟

۲۔ نصاب کے مختلف مرحلہ مخصوص کو بیان کیجیے؟

۳۔ نصاب کے تعین قدر سے آپ کا کیا مراد ہے۔اسکے مختلف ماڈل کو تحریر کریں؟

۴۔ اسٹفِل بین (سی۔آئی۔پی۔پی) ماڈل کو مع تصویر بیان کیجیے؟

Suggested Readings:

1. **Rao, Vinay (2007) Curriculum Development, Authorspress, Global Network Publications, New Delhi.**
2. **Bhalla, Navneet (1999) Curriculum Development, Pearl Publishing House, Daryaganj, New Delhi**
3. **Mrunalini, T. (2007) Curriculum Development, Neel Kamal Publications Pvt. Ltd., Sultan Bazar, Hyderabad**
4. **Moosa, M.M. and Shazia, R. (2007) Curriculum Development and Instructions, Jardan Bork House-Lahore.**
5. **Singh, P. (1989)-Scheme of Contineous Comprehensive Evaluation for Navodaya Vidyalaya , Navodaya Vidyalaya Samiti, MHRD-New Delhi**
6. **Guilford, N.E. (1981) Measurement and Evaluation in Teaching, Hou-Rinehat and winston, Inc. New York**
7. **Patil, R.N. (1978) Educational Evaluation-Theory and Practice, Himalaya Publishing House, Bombay**